عمران سیریز
خاص نمبر
میجر پرمود کا اغوا
PDFBOOKSFREE.PK

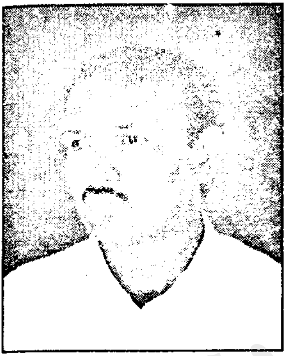

355

محترم قارئین

السلام علیکم!

پیش خدمت ہے عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلگارنیہ کے نامور سیکرٹ ایجنٹ میجر پرمود کا مشترکہ کارنامہ ''میجر پرمود کا اغوا''۔ جاسوسی ناولوں کے قارئین جو عمران کو پسند کرتے ہیں وہ میجر پرمود کے کردار کو بھی بے حد پسند کرتے ہیں۔ لیکن جب دلیری اور ذہانت کی علامت میجر پرمود اور علی عمران مل کر کسی کیس میں ناقابل یقین اور خوفناک کارنامے انجام دیتے ہیں تو پڑھنے والے کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں اور یہ کارنامے اس کے لئے دو آتشہ بن جاتے ہیں جن کا سحر عرصہ دراز تک اس کے ذہن کو جکڑے رکھتا ہے اور وہ مصنف سے اصرار کرتا ہے کہ اگلا ناول بھی انہی دو عظیم کرداروں پر لکھا جائے۔

جس طرح عمران کے کردار کو اس کے اصل رنگ و روپ میں لکھنا آسان نہیں۔ اسی طرح میجر پرمود پر لکھنا بھی ہر رائٹر کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کرداروں پر ماضی میں بے شمار ناول نگاروں نے طبع آزمائی کی اور بری طرح ناکام رہے۔

صرف چند مصنفین نے ہی کامیابی کی سند پائی۔ میں بھی نہایت فخر و مسرت سے خود کو انہی چند ناول نگاروں کی صف میں شامل سمجھتا ہوں اور میرے ناول پڑھنے والوں نے بھی میرے ان ناولوں کو زبردست پذیرائی بخشی ہے جو میں نے عمران اور میجر پرمود کے مشترکہ کارناموں پر پیش کئے۔ نئے قارئین کو تو شاید معلوم نہیں لیکن دس بارہ سال پہلے کے قارئین کے ہزاروں خطوط میرے اس دعویٰ کی سچائی کے آئینہ دار ہیں جنہوں نے ڈیتھ ٹریک، جوزف کا انتقام، خونی لمحات، جولیا کی موت، بلڈی اینجلز، ڈینجرس بریگیڈ، بیروت میں ہنگامہ، جولیا کی واپسی، فیوچر کنگ، ڈالرز ڈیتھ، بلگاریہ میں ہنگامہ، ڈیتھ فائٹ اور بے شمار عمران اور میجر پرمود کے مشترکہ کارناموں کو زبردست پذیرائی اور پسندیدگی کا شرف بخشا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سند امتیاز اور عزت و مقبولیت مجھے میرے رب العزت کی طرف سے عطا ہوئی اور اللہ جسے چاہے عزت دے۔ موجودہ ناول کے بارے میں قبل از وقت دعویٰ تو نہیں کرتا کیونکہ قارئین کی طرف سے پسندیدگی کے خطوط ملنے پر ہی مجھے پتہ چلتا ہے کہ میں اپنی کاوشوں میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں۔ ہاں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ ناول بھی آپ کو پسند آئے گا اور آپ بھی یقیناً اپنے خطوط میں اس پر تنقید و تعریف کرنے میں کنجوسی سے کام نہیں لیں گے۔

والسلام

صفدر شاہین

ماہنامہ ڈائجسٹ، بچوں کی کہانیاں، عمران ڈائجسٹ
0301-7232795
لائبریری

عمران لباس تبدیل کر کے آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی کی ناٹ درست کر رہا تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں اخبار تھا۔ عمران کو تیار ہوتے دیکھ کر اس نے آنکھیں گھمائیں جبکہ عمران آئینے میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"بڑی زبردست خبر ہے صاحب"...... سلیمان نے کہا۔

"زبردست۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ دھماکہ خیز۔ سنیں گے تو اچھل پڑیں گے"...... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ خبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"لیکن ہے بڑی شرم انگیز۔ سن کر آپ کو بہت شرم آئے گی اور آپ افسوس کریں گے اپنی زندگی پر"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ افسوس اور شرم کیسی''...... عمران نے پلٹ کر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ خبر آپ جیسے ہی ایک آدمی کے بارے میں ہے۔ معلوم ہے اس شیطان صفت آدمی نے کیا کیا''...... سلیمان نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''کیا بک رہے ہو۔ کیا میں بھی شیطان صفت ہوں''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں صاحب۔ میں تو اس آدمی کی بات کر رہا ہوں۔ اس لعنتی نے اب نیا گل کھلایا ہے''...... سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

''ہونہہ۔ وہ لعنتی میرے جیسا ہے اور میں اس جیسا ہوں''۔ عمران نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ جی ہاں۔ اور مجھے اس کے کرتوت پڑھ کر بہت غصہ آ رہا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اب جلدی بکو کہ اس نے کیا کیا ہے''...... عمران نے ہیئر برش اٹھا کر بال سنوارتے ہوئے پوچھا۔

''یہ پوچھیئے کہ اس بے حیا نے کیا نہیں کیا۔ اب اس نے نیا چاند چڑھایا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا۔ نیا چاند۔ کیا اس نے پہلے چاند کو توڑ پھوڑ کر کچرے میں ڈال دیا ہے''...... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

''نہیں صاحب۔ آپ مذاق مت سمجھیں۔ وہ بے چارہ چاند کو کیسے توڑ سکتا ہے۔ وہ تو سو سالہ بوڑھا ہے۔ اس میں اتنی طاقت نہیں ہے اس کے باوجود اس نے بیسویں شادی کی ہے''۔ سلیمان نے کہا۔

''بیسویں شادی اور سو سال کی عمر میں''...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ خبر آپ کے لئے شرم انگیز ہے اور میرے لئے افسوس ناک کہ آپ نے اب تک ایک بھی شادی نہیں کی اور نہ ہی میری شادی کرائی ہے۔ وہ آدمی کتنا خوش قسمت ہے کہ بیس بیویوں سے گزارہ کر رہا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''بیس بیویوں سے۔ کیا وہ سب زندہ ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''اگر وہ زندہ ہوتیں تو مزید شادی کیوں کرتا۔ سب کو پکا پکا کر کھاتا رہا ہے کہ انہوں نے اولاد پیدا کیوں نہیں کی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ تم شادی مت کرو ورنہ تم بھی اپنی بیوی کو ہڑپ کر جاؤ گے اور پھر دوسری شادی کے لئے پَر تولنے شروع ہو جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں صاحب۔ میں صاحب اولاد ہوں گا۔ پورے ایک درجن

بچے آپ کے فلیٹ میں کھیلتے کودتے پھریں گے''...... سلیمان نے شرماتے ہوئے کہا۔

''بکومت۔ یہ فلیٹ ہے کھیل کا میدان نہیں۔ انہیں کسی چراہ گاہ میں رکھنا۔ آزادی سے چرتے پھریں گے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں صاحب۔ یہ ظلم ہو گا''...... سلیمان نے احتجاج کرتے ہوئے کہا اور ٹھیک اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''دیکھو کون ہے''...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''صاحب۔ میری دلہن نہ ہو''...... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''گدھے ہو تم''...... عمران نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ عمران سپیکنگ''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''جولیا بات کر رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ شکر ہے تم بات کر رہی ہو ورنہ سلیمان خوش ہو رہا تھا کہ اس کی دلہن کا فون ہے''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں کو ہر وقت دلہن لانے کی فکر لگی رہتی ہے''...... جولیا

نے عمران کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ دلہن نہ آئے مگر اس کے فلیٹ پر تو آیا جا سکتا ہے۔ گپ شپ کے لئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے فلیٹ پر نہیں ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

''دلہن نہ ملتی تو دولہا وہیں خودکشی کر لیتا۔ دروازے سے سر ٹکرا ٹکرا کر''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''بس۔ بس۔ میں جانتی ہوں تمہیں۔ تم ایسے مجنوں ہوتے تو پھر کیا بات تھی۔ تم صرف تھریسیا کو بے وقوف بنا سکتے ہو مجھے نہیں''...... جولیا نے صاف بات کرتے ہوئے مگر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اف۔ کس قدر سفاک ہو تم۔ مندمل ہوتے زخم پھر سے تازہ ہو گئے ہیں۔ اب تم ہی ان زخموں پر مرہم رکھ سکتی ہو کیونکہ تم بھی اس کی قبیل سے تعلق رکھتی ہو''...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا اور دل پر ہاتھ رکھ لیا۔

''تمہارا علاج صرف میرے سینڈل ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''صاحب۔ ایمبولینس لے آؤں آپ کے لئے''...... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

''نہیں۔ ہم اسے ڈولی میں لے کر آئیں گے۔ تم پالکی کا انتظام کرو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہا ہے تمہارا باورچی''...... دوسری طرف سے جولیا نے پوچھا۔ شاید اس نے بھی سلیمان کی آواز سن لی تھی۔

''دلہن کو مستقل یہاں آباد کرنے کی فرمائش کر رہا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''صفدر بھی ہے فلیٹ پر''...... جولیا نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ وہ ہنسی خوشی تمہاری رخصتی کر دے گا۔ بس دلہن تیار رہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ کرائے کے باراتی لے آؤں دوڑ کر''...... سلیمان نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ارے چپ نانجار۔ اپنے ساتھ انہیں بھی جوتے کھلاؤ گے۔ اس وقت وہ اپنے بھائی کے گھر میں ہے''...... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم یہاں آپ کا انتظار کر رہے ہیں''۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ واقعی۔ بس میں پہنچ رہا ہوں بارات کے ساتھ۔ بس میرے آنے تک تم دو تین کام کر لینا''...... عمران نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''کون سے کام''...... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''ارے وہی۔ جو ایسے موقعوں پر کئے جاتے ہیں تاکہ رخصتی میں دیر نہ ہو جائے''...... عمران نے کہا اور پھر فوراً ہی سلیمان کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے اور وہ قریب کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''ارے احمق۔ جلدی سے بتاؤ وہ کام۔ صفدر پوچھ رہا ہے''۔ عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

''قاضی بلا کر رکھنا، ڈولی سجا کر رکھنا، دلہن بٹھا کر رکھنا، گھوڑا منگوا کے رکھنا''...... سلیمان نے چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

''کیا بک رہے ہو گدھے۔ گھوڑا کس لئے۔ شادی میری ہو گی یا گھوڑے کی''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''تو کیا دلہن گدھے پر بٹھا کر لائیں گے۔ نہیں صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا اور وہ غصے سے سلیمان کو گھورنے لگا۔

ساؤنڈ پروف کمرے میں ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے شخص کا چہرہ سیاہ نقاب میں پوشیدہ تھا۔ اس کی صرف آنکھیں اور ہونٹ نظر آ رہے تھے۔ اس کے سامنے کرسیوں پر دس افراد مؤدبانہ انداز میں بیٹھے تھے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ نقاب پوش کے ہاتھ میں سگار تھا جس کے وہ بار بار کش لیتا ہوا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ایک ایک فرد کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

''تم لوگ حیران ہو گے کہ میں نے تم سب کو بیک وقت کیوں بلایا ہے''...... نقاب پوش نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف۔ حیرت ایک فطری ردعمل ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہم سب کو کسی انتہائی اہم مشن کے سلسلے میں ہی کال کیا گیا ہو گا کیونکہ پہلے بھی آپ نے کبھی بلاوجہ ہمیں نہیں بلایا''...... فرنچ کٹ داڑھی والے شخص نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جو تیسری کرسی پر

بیٹھا تھا۔

''تم درست کہہ رہے ہو شیراڈ۔ مشن واقعی اہم بھی ہے اور انتہائی خطرناک بھی''...... نقاب پوش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ حکم فرمائیں چیف۔ ہم خطرات سے کھیلنے کے عادی ہو چکے ہیں''...... پانچویں کرسی پر بیٹھے شخص نے جوشیلے انداز میں کہا۔

''گراہم۔ مجھے تم لوگوں کی جرأت اور بہادری پر کوئی شک نہیں ہے۔ تم لوگ واقعی کسی بھی خطرے سے نمٹنے کی بہترین صلاحیت رکھتے ہو۔ لیکن تم نے اب تک جتنے بھی خطرناک مشن کامیابی سے مکمل کئے ہیں موجودہ مشن ان سب سے زیادہ بلکہ کئی گنا خطرناک ہے''...... چیف نے ٹھوس لہجے میں کہا تو کرسیوں پر بیٹھے تمام افراد کے جسموں میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ چیف کی نقاب سے جھانکتی آنکھیں ان کے چہروں کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھیں۔

''اسی لئے میں نے تم سب کو طلب کیا ہے تاکہ اس خطرناک مشن کے لئے تم میں سے ایسے ممبر کا انتخاب کیا جائے جو مشن میں یقینی کامیابی حاصل کر سکے۔ تم جانتے ہو کہ ناکامی کا لفظ میرے لئے ناقابل برداشت ہے''...... چیف نے سگار کا کش لیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ ہم مشن کی نوعیت جانے بغیر اپنی کامیابی کا دعویٰ نہیں کریں گے''...... شیراڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بلگارنیہ ہمارا ٹارگٹ ہے''...... چیف نے شیراڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بلگارنیہ۔ یعنی پاکیشیا کا پڑوسی اسلامی ملک"...... شیراڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے اس مشن کا تعلق اسی ملک سے ہے"...... چیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ بلگارنیہ کی سیکرٹ سروس تو بہت خطرناک ہے۔ خاص طور پر اس کا میجر پرمود تو موت کا فرشتہ سمجھا جاتا ہے"...... گراہم نے کہا۔

"ہاں۔ اور مجھے تم میں سے ایک ایسا آدمی چاہئے جو ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ لیکن مجھے لگ رہا ہے کہ یہ کام تم میں سے کسی کے بس کا نہیں ہے"...... چیف نے ناگوار لہجے میں کہا تو سب نے سر جھکا لئے۔

"چیف۔ یہ مشن میں مکمل کروں گا"...... شیراڈ نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ لیکن سوچ لو۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے تم لوگوں کی بہادری پر کوئی شبہ نہیں ہے لیکن میجر پرمود کا اغوا انتہائی مشکل اور خطرناک کام ہے کہ اگر تم لوگ اس مشن سے انکار بھی کرو گے تو میں مائینڈ نہیں کروں گا لیکن مجھے بہرحال یہ کام کرنا ہے اور ہر صورت اس مشن میں کامیابی حاصل کرنی ہے چاہے مجھے اس مشن کے لئے کسی دوسری ایجنسی کو ہی کیوں نہ بلانا پڑے"...... چیف نے حتمی لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ آپ حکم دیں۔ ایک میجر پرمود تو کیا میں دس میجر پرمود بھی آپ کے قدموں میں ڈال دوں گا"...... شیراڈ نے پرعزم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تمہارا یہ جذبہ تمہاری کامیابی کی دلیل ہے شیراڈ۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس خطرناک ایجنٹ کو حقیر چیونٹی کی طرح مسل سکتے ہو جو دنیا کے لئے ہوا بنا ہوا ہے"...... چیف نے تعریفی نگاہوں سے شیراڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میجر پرمود کے اغوا کا مقصد کیا ہے"...... شیراڈ نے پوچھا۔

"مقصد اس وقت بتاؤں گا جب تم اسے اغوا کر کے یہاں لے آؤ گے۔ پہلے بتا دیا تو شاید تمہاری کارکردگی متاثر ہو۔ اس مشن کے لئے تم اپنے ساتھ جن ممبران کو لے جانا چاہو لے جا سکتے ہو۔ تم گروپ لیڈر ہو گے اور باقی ساتھی تمہارے احکامات کی پابندی کریں گے۔ کوئی تمہارے حکم کی بجاآوری میں ذرا بھی سستی اور لاپرواہی کا مرتکب ہوا اسے سزا دینے کا تمہیں اختیار ہو گا"۔ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ آپ خود میرے ساتھ جانے والوں کی سلیکشن کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ تمام ممبرز کی صلاحیتوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور اس مہم کے لئے مجھے ایسے ساتھیوں کی ضرورت ہے جو صرف بہادر اور لڑاکا ہی نہ ہوں بلکہ تیز رفتاری سے کام کریں اور ذہین بھی ہوں"...... شیراڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ لوگوں میں سے فورڈ، مارٹر، ولسن، پیٹر، گراہم اور پوکر کو تمہاری ماتحتی میں دیتا ہوں''...... چیف نے ممبران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر دوبارہ شیراڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''آل رائٹ چیف۔ ہم شیراڈ کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے''...... گراہم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''باقی ممبرز جا سکتے ہیں۔ صرف وہی موجود رہیں جو منتخب کئے گئے ہیں''...... چیف نے سخت لہجے میں کہا تو کرسیوں پر بیٹھے تین افراد کھڑے ہو گئے تو چیف نے میز پر رکھا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور دروازے کی طرف کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ دروازہ خودبخود کھل گیا اور وہ تینوں افراد کمرے سے نکل گئے تو چیف نے دوبارہ بٹن پریس کیا تو دروازہ بند ہو گیا۔

''اب میں تمہیں مشن کی پلاننگ بتاتا ہوں۔ اس پلاننگ کے تحت تم نے مشن مکمل کرنا ہے کیونکہ اوّل تو میجر پرمود کو اغوا کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسرا بلگارنیہ سے اسے نکال کر لانا بھی بہت مشکل ہے۔ یہ مکمل طور پر ایک سیکرٹ مشن ہے اس لئے تم لوگوں نے حتی الوسع کوشش کرنی ہے کہ تمہارے اس مشن کے بارے میں کسی کو بھی علم نہ ہونے پائے اور اگر یہ راز آؤٹ ہو بھی جائے تو تب بھی ہر حال میں مشن کی تکمیل لازمی ہے''...... چیف نے کہا اور پھر وہ انہیں پلان کے بارے میں بتانے لگا۔

کال بیل کی آواز سن کر ڈرائننگ روم میں بیٹھے صفدر نے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

''میرا خیال ہے عمران صاحب آ گئے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے لبوں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی۔ آج کل پوری سیکرٹ سروس کوئی کیس نہ ہونے کے سبب فارغ تھی۔ وقت گزاری کے لئے ممبرز ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ صفدر بھی آج تین دن بعد جولیا کی خیریت معلوم کرنے یہاں آیا تھا اور اسی نے جولیا سے کہا تھا کہ عمران کو بھی فون کر کے یہاں بلا لیا جائے تو اچھی گپ شپ رہے گی لیکن جولیا نے فون کیا تو اس نے عمران کی باتوں سے زچ ہو کر فون بند کر دیا تھا۔

''ہاں۔ وہی ہو گا۔ شیطان''...... جولیا نے کہا۔

''کون ہے''...... جولیا نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

''وہی جس کا تم بے قراری سے انتظار کر رہی ہو''...... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی تو جولیا نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

''ہیلو جولیا۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں''...... باہر کھڑے عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔

''آؤ''...... جولیا نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''تھینک یو''......عمران نے اندر قدم رکھتے ہوئے کہا۔ اس کے اندر آنے پر جولیا نے دروازہ بند کیا اور خود ڈرائینگ روم کی طرف بڑھنے لگی۔

''اکیلی ہو یا کوئی رقیب روسیاہ بھی اندر موجود ہے''...... عمران نے اس کے پیچھے قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ صفدر ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''کیوں۔ کیا تمہیں اس کی موجودگی پر اعتراض ہے''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اور کیا۔ وہ خواہ مخواہ میرا مذاق اڑائے گا۔ کنفیوشس نے اسی

موقع کے لئے کہا تھا کہ جمع کیوں کرتی ہو رقیبوں کو''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''بکومت''...... جولیا نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ لگتا ہے آپ مجھ سے بیزار ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ تم سے بیزار ہوتا تو یہاں آنے کی زحمت ہی نہ کرتا۔ تمہاری محبت ہی تو مجھے کھینچ کر اس صنم خانہ میں لے آئی ہے''۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھورنے لگی۔

''تو آپ کے خیال میں یہ صنم خانہ ہے''...... صفدر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''خیال ہی نہیں بلکہ ارادہ بھی ہے''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

''کیا ارادہ ہے''......صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''پوجا کروں گا کیونکہ چچا غالب نے بھی یہی کہا تھا کہ اب ارادہ ہے کہ پتھر کے صنم پوجوں گا۔ ویسے تمہارا کیا ارادہ ہے''۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میرا پوجا کا نہیں صرف چائے کا موڈ ہے''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے۔ صنم خانے میں چائے''...... عمران نے چونکتے ہوئے

کہا۔

''آپ یہ بتائیں کہ چائے پئیں گے یا نہیں''...... صفدر نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''کمال ہے۔ تم پوچھ رہے ہو۔ کیا جولیا کا کچن تم نے سنبھال رکھا ہے آج کل''......عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لو۔ تم کہہ رہے تھے کہ اچھا وقت گزرے گا اس کے ساتھ''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خفا کیوں ہوتی ہو۔ ابھی میں تمہیں بندر بن کر ہنساؤں گا''۔ عمران نے جلدی سے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

''اچھی بات ہے۔ بے کاری کے دنوں میں بہترین مشغلہ ہے۔ سڑک پر تماشا دکھا کر کافی روپے کما سکتے ہو''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اور کیا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ میرے ساتھ تم بھی بھالو بن کر ناچنا''......عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''لاحول ولا قوۃ۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے بھالو بننے کی۔ اچھی خاصی تنخواہ ملتی ہے مجھے''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ اس دوران جولیا کچن سے چائے بنا کر لے آئی تھی اور اس نے ایک پیالی عمران کے آگے میز پر رکھ دی۔

''چینی ڈالی ہے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ ایک چمچ''...... جولیا نے کہا۔

''کیا۔ پورا ایک چمچ''...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کیا آدھا چمچ ڈالنا تھا''...... صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

''ارے اللہ کے بندر۔ اوہ سوری۔ اللہ کے بندے۔ تم لوگ بیکاری کے دنوں میں بھی اتنی شاہ خرچی کرتے ہو حالانکہ ان دنوں چینی کا ایک ایک دانہ کفایت سے خرچ کرنا چاہئے''...... عمران نے نصیحت آمیز لہجے میں کہا۔

''تمہیں ہمارے خرچ سے کیا مطلب۔ ہم اپنی محنت کی کمائی خرچ کرتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم نے محنت مزدوری کرنا بھی شروع کر دی ہے''۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو جولیا غضبناک ہو گئی۔

''مس جولیا اپنی تنخواہ کی بات کر رہی ہیں عمران صاحب''۔ صفدر نے عمران کو گھورتے ہوئے جلدی سے کہا۔

''تنخواہ کہاں سے لیتے ہو تم لوگ''...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا۔

''اپنے چیف سے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے نہیں پوچھتا بلکہ تمہارے چوہے سے

بات کروں گا تمہاری فضول خرچی کی''...... عمران نے کہا۔

''اسے بھی ہمارے خرچ کا حساب لینے کا کوئی حق نہیں ہے''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ یہ بھی اسے بتا دوں گا اور سفارش کروں گا کہ تمہیں بیکاری کے دنوں کی تنخواہ نہ دیا کرے''...... عمران نے کہا۔

''جاؤ۔ جاؤ۔ ابھی جا کر کہہ دو''...... جولیا نے گھورتے ہوئے کہا۔

''ٹیکسی میں آنے جانے کا کرایہ دے دو۔ گاڑی میں پٹرول نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے آگے ہاتھ پھیلا دیا۔

''فون پر شکایت کر لیں عمران صاحب''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ گویا تم بھی اس کا ساتھ دے رہے ہو۔ یعنی کہ اس بھری دنیا میں تم بھی ہمارے نہ ہوئے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجبوری ہے۔ آپ بھی تو کسی کے موڈ کا احساس نہیں کرتے''...... صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو عمران کو گھور رہی تھی۔

''اچھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ اٹھو آج میں تمہیں لنچ کراتا ہوں تاکہ تم دونوں کا موڈ ٹھیک ہو جائے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیا واقعی''...... صفدر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

مگر عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔

''ہاں۔ میں تمہارا موڈ آف کرنے کا جرمانہ لنچ کی صورت میں ادا کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ کیا آپ سنجیدہ ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ اچھا پہلے غور کر لوں کہ میں سنجیدہ ہوں یا رنجیدہ''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس احمق کی بات پر اعتبار مت کرنا صفدر۔ یہ ہمیں کنجوسی کی تلقین کرتا ہے تو لنچ پر کیسے روپے خرچ کرے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں شرمندہ کرتی ہو جولیا۔ تمہارے لئے تو کنجوس نہیں ہوں۔ تمہیں ایک لنچ تو کیا ساری زندگی کے لئے اکٹھا راشن لے کر دے سکتا ہوں تاکہ تم اور تمہاری ہونے والی فیملی میرے مرنے کے بعد کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلا سکیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بکو مت''...... جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرانے لگا۔

''عمران صاحب۔ کیوں فضول باتیں کرتے ہیں آپ۔ ان کی تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔ فیملی کہاں سے آ گئی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ہمارے معاملے میں مت بولا کرو''...... عمران نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"آپ لنچ کرانے جا رہے تھے"...... صفدر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ تمہارے پرس میں کتنی رقم ہے"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"زیادہ نہیں ہے۔ کیوں"...... صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لنچ کا بل ادا کرنے کے لئے۔ مجھے جولیا کا احسان اٹھانا پڑے گا۔ پہلے ہی اس کا مجھ پر بڑا قرض ہے"...... عمران نے بے چارگی سے کہا۔

"خبردار۔ مجھ سے کوئی امید مت رکھنا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سن لیا تم نے۔ اب چل دو یہاں سے۔ اسے غصے میں دیکھ کر میری بھوک تیز ہو جاتی ہے"...... عمران نے نتھنے پھلاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے مس جولیا۔ عمران صاحب کی سخاوت جاگ پڑی ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ چند لمحوں بعد وہ تینوں عمران کی سپورٹس کار میں گولڈن ہوٹل کی طرف گامزن تھے۔

سرسلطان اپنے آفس میں حسب معمول دوپہر کی چائے پی رہے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ سلطان سپیکنگ"...... سرسلطان نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ سے انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ کراؤ بات"...... سرسلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہیلو سلطان۔ میں عبدالرحمٰن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر عبدالرحمٰن کی آواز سنائی دی۔

"یس سر"...... سرسلطان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بلگارنیہ سے کرنل ڈی کا فون آیا تھا"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"اوہ۔ خیریت۔ اس نے کیسے فون کیا"...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اس کے محکمہ کے نامور ایجنٹ ڈی فورٹین کو اغوا کر لیا گیا ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو سر سلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

"ڈی فورٹین۔ میجر پرمود کو"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور کرنل ڈی نے اس سلسلے میں مدد کی درخواست کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میجر پرمود کی بازیابی کے لئے کوشش کرے۔ اس نے میرے توسط سے آپ سے گزارش کی ہے کیونکہ سیکرٹ سروس کا تعلق آپ کے محکمے سے ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"میجر پرمود کے اغوا کی تفصیل کیا ہے"...... سر سلطان نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"میں نے اس سے تفصیل اس لئے نہیں پوچھی کہ آپ خود ہی ان سے معلوم کر لیں گے"...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی کرنل ڈی سے رابطہ قائم کرتا ہوں"۔ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے اللہ حافظ

کہہ کر سر عبدالرحمٰن نے فون بند کر دیا۔ سر سلطان نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ میجر پرمود کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ میجر پرمود عمران کا گہرا دوست ہے اور ماضی میں انہوں نے کئی مشنز اکٹھے سرانجام دیئے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے پر جان قربان کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ سر سلطان نے سوچا کہ کرنل ڈی کی بجائے کیوں نہ عمران کو اطلاع دی جائے۔ وہ خود ہی کرنل ڈی سے تفصیلات معلوم کر لے گا۔ چنانچہ سر سلطان نے میز پر رکھے ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر ملانے لگے۔ انہیں یقین تھا کہ عمران میجر پرمود کے اغوا کی خبر سن کر فوراً ہی اس کی تلاش میں نکل پڑے گا۔ لیکن تین چار بار گھنٹی بجنے کے باوجود دوسری طرف سے فون نہ اٹھایا گیا تو وہ سمجھ گئے کہ عمران فلیٹ پر موجود نہیں ہے۔ مایوس ہو کر وہ رسیور رکھنے ہی والے تھے کہ رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو۔ سلیمان سپیکنگ"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلطان بات کر رہا ہوں سلیمان"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔ السلام علیکم جناب"...... دوسری طرف سے سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔ عمران سے بات کراؤ"...... سر سلطان نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحب تو موجود نہیں ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں گیا ہے"...... سر سلطان نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"بتا کر وہ پہلے کبھی نہیں گئے تو آج کیوں بتا کر جاتے"۔ سلیمان نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"پھر بھی کچھ اندازہ تو ہو گا۔ مجھے اس سے بہت ضروری کام ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ وہ کسی ایک جگہ جاتے ہوں تو بتاؤں۔ ان کی آوارہ گردی کے تو کئی ٹھکانے ہیں۔ بقول کنفیوشس، کبھی ان کے در، کبھی اپنے گھر، کبھی دربدر، غم عاشقی تیرا شکریہ وہ کہاں کہاں سے گزر گیا"...... سلیمان نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مم۔ معافی چاہتا ہوں جناب۔ دراصل انہوں نے یہ وطیرہ بنا لیا ہے کہ بغیر بتائے چلے جاتے ہیں اور اس وقت لوٹتے ہیں جب امیدوں اور انتظار کے پھول کھل کھل کر مرجھا چکے ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ کھانا ٹھنڈا ہو چکا ہوتا ہے۔ اب دیکھئے میں لنچ پر ان کے انتظار میں بھوک سے نڈھال ہو کر آئیں بائیں شائیں بک رہا ہوں اور صاحب کہیں اور پیٹ کا جہنم"...... سلیمان

نے کہا۔

"سنو۔ عمران آئے تو اسے کہنا مجھے فوراً کال کرے"۔ سر سلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔

"نجانے کیسا بے وقوف نوکر رکھا ہوا ہے اس نے"۔ سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سوچنے لگے کہ عمران سے کب رابطہ قائم ہو گا۔ بلگارنیہ پاکیشیا کا برادر اسلامی ملک تھا اور میجر پرمود کے بارے میں عمران نے کئی مرتبہ انہیں بتایا تھا کہ وہ کتنا جری اور ذہین ایجنٹ ہے۔ اس نے کئی مرتبہ پاکیشیا کے خلاف ہونے والی غیر ملکی سازشوں اور منصوبوں کی عمران کو بروقت اطلاع دی تھی اور اسرائیل میں عمران کے ساتھ مل کر یہودیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہودی عمران اور میجر پرمود سے خوفزدہ رہتے تھے اور ان دونوں ایجنٹوں کو قتل کرنے کی متعدد کوششیں کر چکے تھے لیکن وہ آج تک کامیاب نہ ہو سکے تھے۔

"اوہ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہودیوں نے ہی میجر پرمود کو اغوا کیا ہو"...... اچانک سر سلطان کے ذہن میں ایک خیال ابھرا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگے۔

ہوٹل سے واپسی پر عمران نے جولیا اور صفدر کو جولیا کے فلیٹ پر ڈراپ کر دیا کیونکہ صفدر کی کار وہیں تھی۔ وہاں سے وہ واپس اپنے فلیٹ پر پہنچا مگر بیل بجانے سے پہلے ہی اس کی نظر دروازے پر چاک سے لکھی تحریر پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''بھکاریوں کے لئے خوشخبری۔ چالیس دن تک دوپہر کا کھانا مفت تقسیم کیا جائے گا مالک کی غیر حاضری کی خوشی میں۔ اگلے روز کے لئے لنچ کی ایڈوانس بکنگ کرانا ضروری ہے۔ قطار کے بغیر مانگنے والے کو حوالہ پولیس کیا جائے گا۔ جیب کتروں اور فلیٹ کے مالک سے ہوشیار رہیں۔ بحکم جناب آغا سلیمان پاشا''...... تحریر پڑھ کر عمران نے غصے سے دانت بھینچ لئے اور پھر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور گھنٹی بجتی ہی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اندر سے قدموں کی آواز سنائی دی۔

''ارے ٹھہرو نانجارو۔ آ رہا ہوں۔ تم قطار تو بناؤ بے وقوفو''۔ سلیمان نے غصیلی آواز میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو عمران نے تیزی سے اندر داخل ہوتے ہوئے سلیمان کی گردن پکڑ لی۔ پھر ایک ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔

''کک۔ کیا ہوا صاحب۔ گردن تو چھوڑیئے''...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ تم نے باہر کیا لکھا ہے۔ تم سے کس گدھے نے کہا ہے کہ یہاں لنگر خانہ چلاؤ''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تت۔ تو کیا کروں صاحب۔ روزانہ آپ کے حصے کا لنچ بچ جاتا ہے''...... سلیمان نے کراہتے ہوئے کہا۔

''بکو مت۔ تم اس بہانے اپنے رشتہ داروں کو کھلانا چاہتے ہو اور وہ بھی پورے چالیس دن''...... عمران نے اس کی گردن چھوڑتے ہوئے کہا۔

''آپ کا ہی فائدہ ہے صاحب۔ آپ کے چالیسویں کا کھانا ایک دن کی بجائے اگر چالیس دن تک چلتا رہے تو زیادہ ثواب ملے گا اور بھکاری چالیس دن تک مغفرت کے لئے دعا کیا کریں گے۔ خود سوچیں۔ ایسا فائدہ کون آپ کو پہنچا سکتا ہے''...... سلیمان نے اپنی گردن مسلتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں۔ یہ تو ہے۔ بڑی زبردست ترکیب سوچی ہے تم نے مغفرت کی''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"لیکن مغفرت نہیں ہو گی آپ کی"...... سلیمان نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیوں نہیں ہو گی"...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ جس کا جنازہ جائز نہ ہو اس کی مغفرت کیسے ہو گی"...... سلیمان نے کہا۔

"تو جنازہ کیسے جائز ہو سکے گا"...... عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"شادی کرنے سے۔ آپ میری شادی کرا دیں تو فوراً آپ کا جنازہ جائز ہو جائے گا۔ لیکن پہلے سرسلطان صاحب کو فون کر کے مشورہ کر لیجئے۔ ایک گھنٹہ پہلے ان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے پیغام دیا تھا کہ آپ فوراً انہیں کال کر کے جنازہ جائز کرا لیں"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اتنی دیر بکواس کرنے کے بعد تمہیں یاد آیا ہے"۔ عمران نے چونکتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس میں بھی آپ ہی کا فائدہ ہوا ہے صاحب۔ پہلے پیغام بتا دیتا تو جنازہ جائز کرنے کی ترکیب آپ کو کون بتاتا۔ کمال ہے۔ ایک تو آپ کا بھلا کروں اور اوپر سے ڈانٹ بھی کھاؤں۔ کیا زمانہ آ گیا ہے جس کا گلا دباؤ وہی آنکھیں نکالتا ہے۔ جنازہ جائز کرنے کی یہ ترکیب میں ہیجڑوں کو بتا دوں تو وہ مجھے اپنا گرو ماننے لگ

جائیں گے"...... سلیمان نے احسان جتاتے ہوئے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران ڈرائینگ روم میں آیا اور صوفے پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھا کر سرسلطان کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ سلطان سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ سلیمان کے گرو بننے کی تصویر عمران کے خیالوں میں آ رہی تھی۔

"اوہ عمران بیٹے۔ تم کہاں تھے"...... سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"لنچ کرنے گیا تھا جناب۔ آپ حکم فرمائیں۔ کیوں پریشان ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے دوست میجر پرمود کے بارے میں خبر ملی ہے"۔ دوسری طرف سے سلطان نے کہا۔

"اوہ۔ خیریت۔ کیا ہوا ہے میجر پرمود کو"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میجر پرمود کو اغوا کر لیا گیا ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"کیا۔ کب"...... عمران نے بے اختیار اچھلتے ہوئے پوچھا۔

"تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ تمہارے ڈیڈی کو کرنل ڈی نے فون پر اطلاع دی تھی اور انہوں نے مجھے کرنل ڈی کا پیغام دیا ہے

کہ میجر پرمود کی تلاش اور بازیابی کے لئے میں ایکسٹو سے درخواست کروں۔ کرنل ڈی سے تمہارے ڈیڈی نے تفصیل معلوم نہیں کی اور میں نے بھی خود کرنل ڈی سے پوچھ گچھ کرنے کی بجائے تمہیں اطلاع دینا بہتر سمجھا کہ تم خود ہی کرنل ڈی سے رابطہ قائم کر کے سب کچھ معلوم کر لو گے کیونکہ میجر پرمود تمہارا دوست ہے''۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں ابھی کرنل ڈی سے رابطہ کرتا ہوں۔ اللہ حافظ''۔ عمران نے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا۔

اگلے ہی لمحے وہ کیپٹن تمثیلہ کے نمبر پریس کر رہا تھا۔ میجر پرمود کے اغوا کی خبر اس کے لئے ایک دھماکے سے کم نہیں تھی۔ میجر پرمود جیسے شخص کا اغوا معمولی بات نہیں تھی۔ اسے اغوا کرنے والے چاہے کتنے ہی پاورفل ہوں انہوں نے میجر پرمود کو شکار کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچا ہو گا کیونکہ میجر پرمود کو محض اسلحہ کے زور پر اغوا کرنا ایک ناممکن سی بات تھی۔ یقیناً اسے عیاری اور دھوکہ دہی کے جال میں پھنسا کر اغوا کیا گیا ہو گا۔

''ہیلو۔ کیپٹن تمثیلہ سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کیپٹن تمثیلہ کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران فرام پاکیشیا''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران بھائی آپ''...... دوسری طرف سے تمثیلہ کی

سسکیوں بھری آواز سنائی دی۔

''تمثیلہ بھابھی۔ بھائیوں کے ہوتے ہوئے بہنوں کو رونا نہیں چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا آپ کو میجر پرمود کے اغوا کی خبر مل گئی ہے''...... تمثیلہ نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہارے چیف نے میرے ڈیڈی کو فون پر اطلاع دی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ کس بدبخت نے میجر پرمود کو اغوا کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران بھائی۔ میجر پرمود میری زندگی کا اثاثہ تھا اور میری زندگی کا یہ اثاثہ مجھ سے چھین لیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے تمثیلہ نے روتے ہوئے کہا۔

''چپ ہو جاؤ بھابھی۔ میں ابھی زندہ ہوں۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ زندگی اور موت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن تم جانتی ہو کہ تم سے زیادہ میجر پرمود مجھے عزیز ہے۔ اس کی خاطر میں پوری دنیا سے ٹکر لے سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران بھائی۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کس جہنمی نے میرے گلشن کو جلا کر راکھ کیا ہے۔ گزشتہ شام میجر پرمود کسی کام سے خیابان رومی گئے تھے مگر لوٹ کر نہیں آئے۔ میں نے میجر پرمود سے رابطہ قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور کرنل ڈی اور ان کے

ماتحتوں سے پوچھا لیکن رات گیارہ بجے تک ان کی کوئی خبر نہ ملی تو میری اطلاع پر چیف نے میجر پرمود کی تلاش میں ماتحتوں کو روانہ کیا۔ پھر بارہ بجے ان کی گاڑی مل گئی جو شہر سے باہر ایک کلومیٹر کے فاصلے پر پائی گئی''...... چند لمحوں بعد تمثیلہ نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

عمران توجہ سے سن رہا تھا۔ تمثیلہ نے بتایا کہ اسے جب یہ اطلاع ملی تو وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی۔ شاید وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ صبح چار بجے کیپٹن نوازش نے آ کر اس کی خبر لی اور اسے ہوش میں لا کر بتایا کہ میجر پرمود کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس کی گاڑی کا اگلا دایاں ٹائر برسٹ تھا۔ اگنیشن میں چابیاں موجود تھیں اور دروازے بھی لاک نہیں تھے۔ کار کی عقبی سیٹ کے نیچے سگریٹ کا آدھا ٹکڑا مسلا ہوا ملا تھا جبکہ گزشتہ تین دنوں میں میجر پرمود کے ساتھ کسی نے سفر نہیں کیا تھا۔ تمثیلہ نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اب تک کچھ اور بھی معلومات حاصل ہوئی ہوں لیکن ان کے بارے میں کرنل ڈی نے اسے نہیں بتایا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ان سے رابطہ کر لوں گا۔ لیکن تم یہ سوچ کر مطمئن ہو جاؤ کہ میجر پرمود کو میں ہر قیمت پر تلاش کر کے لے آؤں گا چاہے اس کے لئے مجھے ہزاروں لاشیں گرانی پڑیں اور دنیا کی تمام سپر پاورز سے ٹکر لینی پڑے''...... عمران نے پرعزم لہجے میں کہا۔

''اللہ تعالیٰ آپ کو سرخرو کرے عمران بھائی۔ اگر میرے میجر مجھے واپس نہ ملے تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی''...... تمثیلہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''ٹھیک ہے مت زندہ رہنا''...... عمران نے کہا۔

''جی''...... دوسری طرف سے تمثیلہ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ میرا مطلب ہے کہ کم از کم میجر پرمود کے آنے تک تو خود کو زندہ رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آئے اور تمہیں نہ پا کر کہتا پھرے کہ میری منگیتر سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ مرنے سے پہلے آخری دیدار کرا دیتی''...... عمران نے تیزی سے کہا تو تمثیلہ کی ہلکی سی ہنسی کی آواز سنائی دی۔

''آپ بھی کمال کرتے ہیں عمران بھائی۔ اتنی پریشانی میں بھی مذاق سے باز نہیں آتے''...... تمثیلہ نے کہا۔

''تم کمال کا آدمی سمجھتی ہو لیکن تمہاری ہم جنس جولیا مجھے آدمی ہی نہیں سمجھتی۔ تو قصور کس کا ہوا۔ سمجھ کا یا جولیا کا۔ بہرحال میری ایک درخواست ہے کہ تم عام لڑکی نہیں ایک سیکرٹ ایجنٹ کی منگیتر اور دوسرے کی بھابھی ہونے کے علاوہ خود بھی ایک زیرک ایجنٹ ہو اور میجر پرمود کی رفاقت نے تمہاری صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ کیا ہے اس لئے قبر میں بیٹھ کر غم کرنے کی بجائے انتقام کی دیوی بن کر باہر نکلو اور میجر پرمود کے اغوا کے بارے میں ایسے کلیو تلاش کرو جس

سے کم از کم یہ معلوم ہو جائے کہ اغوا کرنے والے کون تھے یا ان کا تعلق کس ملک یا تنظیم سے ہے۔ اگر کچھ معلوم ہو جائے تو مجھے کال کر کے بتا دینا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بہت بہتر عمران بھائی۔ میں کوشش کرتی ہوں''...... تمثیلہ نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''یہ مت سمجھنا کہ میں تمہاری معلومات کے انتظار میں بیٹھا رہوں گا۔ اب میں اس وقت تک آرام نہیں کروں گا جب تک کہ میجر پرمود تک نہ پہنچ جاؤں اور اسے اغوا کرنے والوں سے انتقام نہ لے لوں۔ اللہ حافظ''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور فون آف کر دیا۔

اس وقت اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی خلائی سیارے کی رفتار سے سوچنے میں مصروف تھی۔ اس نے ایک دو لمحوں بعد دانش منزل کے نمبر پریس کئے اور جونہی فون سے بلیک زیرو کی آواز ابھری اسے میجر پرمود کے اغوا کے بارے میں بتانے لگا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے نقاب پوش نے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے اس کا ایک ماتحت اندر آ رہا تھا۔

''آؤ تھامسن۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... نقاب پوش نے آنے والے سے کہا۔

''آپ نے بڑی ایمرجنسی کال کی ہے چیف۔ حکم کیجئے''۔ تھامسن نے میز کے سامنے رکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بلگارنیہ سے ہمارے آدمی نے اطلاع دی ہے کہ میجر پرمود کے چیف کرنل ڈی نے تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر سے فون پر رابطہ قائم کیا ہے''...... چیف نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اس نے کیوں رابطہ قائم کیا ہے چیف''...... تھامسن نے

چونکتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود کے اغوا کے سلسلے میں اور ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن عمران کے ڈیڈی ہیں اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ عمران کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے جس کا چیف ایکسٹو ہے"۔ چیف نے کہا۔

"چیف۔ کرنل ڈی نے اگر میجر پرمود کے سلسلے میں فون کیا ہے تو ڈائریکٹ ایکسٹو سے بات کیوں نہیں کی"...... تھامسن نے حیرت سے پوچھا۔

"صرف اس لئے کہ میجر پرمود اور عمران میں گہری دوستی ہے اور کرنل ڈی نے شاید سر عبدالرحمٰن سے یہی کہا ہو کہ وہ عمران کو میجر پرمود کے اغوا کی خبر دے دیں تاکہ عمران میجر پرمود کی بازیابی کے لئے کوشش کرے"...... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"یقیناً یہی بات ہو گی سر۔ میرے لئے کیا حکم ہے"...... تھامسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"تم ایک گھنٹہ کے اندر اندر پاکیشیا فلائی کر جاؤ۔ اپنے ساتھ ایک ممبر کو بھی لے جانا۔ تمہیں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نظر رکھنی ہے۔ ان کی نقل و حرکت کو چیک کرنا ہے کہ وہ میجر پرمود کی بازیابی کے لئے کیا قدم اٹھاتے ہیں اور کس طرف جاتے ہیں"۔ چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر۔ کیا عمران کو معلوم ہے کہ میجر پرمود کو کس نے اغوا

کیا ہے اور اسے کہاں لے جایا گیا ہے"...... تھامسن نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن عمران عام آدمی نہیں بلکہ بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹ اور دنیا کا شاطر ترین انسان ہے۔ اگر اس نے کوشش کی تو جلد ہی اسے سب کچھ معلوم ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے الجھ کر ہمیں دوسرے کاموں کو التواء میں ڈالنا پڑ جائے۔ کیا سمجھے"...... چیف نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"سمجھ گیا سر"...... تھامسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور تمہیں بھی انتہائی محتاط ہو کر پاکیشیا میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگاہوں سے بچ کر صرف عمران کی نگرانی کرنی ہے۔ اگر وہ تمہاری موجودگی سے خبردار ہو جائے تو اپنے آپ کو ہر صورت میں بچانے کی کوشش کرنا اور ان کے ہاتھ آنے کی بجائے خود کو شوٹ کر لینا"...... چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے تھامسن کو رخصت ہونے کا اشارہ کیا تو وہ پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ چیف نے دروازہ بند ہونے پر ایک سگار سلگایا اور پھر اس نے میز پر رکھے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا جو بغیر تار کے تھا اور اس فون کو کوئی بھی ٹریس نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے فون پر نمبر پریس کئے اور کان سے لگا لیا۔ یہ فون دراصل لانگ رینج ٹرانسمیٹر کا کام دیتا تھا لیکن اس کے ماتحتوں کے پاس چھوٹے

سائز کے ٹرانسمیٹر تھے۔

''یس۔ ولسن سپیکنگ۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ولسن کی آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بول رہا ہوں ولسن۔ اوور''...... نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ حکم فرمائیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا پوزیشن ہے۔ اوور''...... مارشل ڈربن نے مختصراً پوچھا۔

''سب ٹھیک ہے چیف۔ نو پرابلم۔ اوور''...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ میں میجر پرمود کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ اوور''...... مارشل ڈربن نے خونخوار لہجے میں کہا۔

''سوری چیف۔ میجر پرمود کو آپ کے حکم کے مطابق لاک اپ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اوور''...... ولسن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا اسے ہوش آ گیا ہے۔ اوور''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نو سر۔ کیا اسے ہوش میں لایا جائے۔ اوور''...... دوسری طرف سے ولسن نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال اسے بے ہوش ہی رہنے دو۔ شام کے وقت

ہدایات دوں گا۔ البتہ اس کی طرف سے غافل مت رہنا۔ یوں سمجھو کہ تم نے ایک شیر کو پنجرے میں قید کر رکھا ہے۔ جونہی وہ آزاد ہوا تم سب کی گردنیں چبا ڈالے گا۔ اوور''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''آپ فکر مت کریں چیف۔ جب تک آپ آرڈر نہیں دیں گے اسے ہوش میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ اوور''...... ولسن نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بات اپنے ذہن میں رکھو کہ صرف میجر پرمود پر ہی تمہاری توجہ نہ رہے بلکہ اپنے ٹھکانے کی حفاظت کا بھی خیال رکھنا۔ پاکیشیا میں میجر پرمود کے اغوا کی خبر پہنچ چکی ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ عمران، میجر پرمود کی تلاش میں ضرور آئے گا۔ اوور اینڈ آل''۔ مارشل ڈربن نے مزید تاکید کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس کی نقاب سے جھانکتی آنکھیں پرسوچ انداز میں دروازے پر مرکوز تھیں۔ تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔

''چیف۔ میجر پرمود کی منگیتر تمثیلہ اپنے فلیٹ سے نکل کر کہیں جا رہی ہے''...... ولیم نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم اس کے پیچھے نہیں گئے''...... مارشل ڈربن نے جلدی سے کہا۔

''میں اس کا تعاقب کر رہا ہوں چیف''...... ولیم نے کہا۔

''گڈ۔ اس کی مصروفیات پر باقاعدگی سے نگاہ رکھو کیونکہ وہ لڑکی میجر پرمود کو ٹوٹ کر چاہتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ خود میجر پرمود کو تلاش کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہ بھی میجر پرمود کی طرح اپنے محکمہ کی نامور لیڈی ایجنٹ ہے''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں چیف''...... ولیم نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں کبھی اندھا قدم نہیں اٹھاتا۔ کسی بھی ملک میں اپنے ہدف کو نشانہ بنانے سے پہلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے کامیابی کا سو فیصد یقین ہو جاتا ہے۔ تب مشن پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ میں اس چیز کو بھی مدنظر رکھتا ہوں کہ ہماری کارروائی کا کس کی طرف سے کیا ردعمل ہوسکتا ہے اور اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے۔ میجر پرمود کے اغوا کے سلسلے میں بھی میں نے یہی کچھ کیا۔ مجھے یقین تھا کہ کرنل ڈی میجر پرمود کے اغوا

کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مدد حاصل کرے گا یا کسی اور ذریعے سے یہ خبر پاکیشیا پہنچ جائے گی اس لئے میں نے تھامسن کو پہلے ہی وہاں بھیج دیا تھا''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''آپ عظیم ذہن کے مالک ہیں چیف''...... دوسری طرف سے ولیم نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہاری اگلی رپورٹ کا منتظر ہوں۔ ڈیٹس آل''...... چیف نے خشک لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر سگار سلگانے لگا۔

عمران کافی دیر سے دانش منزل میں تھا۔ وہ اس وقت آپریشن روم میں بیٹھا بلیک زیرو سے میجر پرمود کے اغوا پر ڈسکس کر رہا تھا۔ بلیک زیرو بھی میجر پرمود کے پراسرار اغوا پر بہت پریشان تھا۔ بلیک زیرو نے چائے کی پیالی عمران کے آگے رکھی جو میز کی سطح پر نگاہیں جمائے کچھ سوچ رہا تھا۔

''سمجھ نہیں آتی کہ اسے اغوا کرنے والوں کا مقصد کیا ہے۔ نہ تو میجر پرمود بلگارنیہ کے کسی اہم محکمے کا سربراہ ہے اور نہ کسی ریکارڈ روم کا انچارج کہ اس سے کوئی خفیہ راز معلوم کیا جا سکتا ہو''۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن یہ بھی تو سوچو کہ اس کے ہزاروں دشمن ہیں۔ جو میجر پرمود سے انتقام لینے کے لئے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں''۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ لیکن انہوں نے انتقام ہی لینا تھا تو وہ میجر پرمود کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتے۔ پھر میجر پرمود کے سب سے بڑے دشمن تو یہودی ہیں جنہیں میجر پرمود نے کئی مرتبہ زک پہنچائی اور ان کی سرزمین پر تباہی و بربادی کے دروازے کھولے۔ ان کے عظیم دفاعی پراجیکٹس کی اینٹ سے اینٹ بجائی اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں یہودیوں کو جہنم واصل کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے مجھے شک پڑتا ہے کہ اسرائیل ہی اس کے اغوا میں ملوث ہے''...... عمران نے پرخیال لہجے میں کہا۔

''مسئلہ تو یہی ہے نا جناب۔ آخر یہودیوں کو اس کے اغوا کا رسک لینے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کے لئے آسان تو یہ تھا کہ وہ میجر پرمود کو اس کی کار میں ہی گولی مار دیتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو سکتا ہے میجر پرمود نے ان کی بکری چوری کر لی ہو اور وہ میجر پرمود سے اپنی بکری کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہوں''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا نہیں جناب''...... بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم تو مجھ سے ایسے پوچھ گچھ کر رہے ہو جیسے کرنل ڈی نے تمہیں تفتیش پر مامور کیا ہو۔ آخر اس میں میرا قصور کیا ہے''۔ عمران

نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’قصور تو نہیں ہے مگر ایک چیز ہے آپ کے پاس اور وہ ہے آپ کی ریڈی میڈ کھوپڑی جو لمحوں میں کسی بھی مسئلہ کو حل کر لیتی ہے‘‘...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ایسے کرو اپنی کھوپڑی مجھے دے دو اور میری کھوپڑی خود لگا لو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ کو میری کھوپڑی کیا فائدہ دے گی۔ بالکل بے کار ہے‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کوئی بات نہیں۔ میں جوزف سے تبادلہ کر لوں گا اور اس کی کھوپڑی تمہیں دے کر اپنی واپس لے لوں گا‘‘...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’لاحول ولا قوۃ۔ آپ نے تو زیر بحث موضوع ہی بدل ڈالا۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپ کو زیادہ شک کس پر ہے‘‘...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

’’دیکھو۔ صرف اسرائیل ہی نہیں ایکریمیا، روسیاہ اور گریٹ لینڈ بھی بلگارنیہ کے دشمن ہیں۔ ایٹمی ہتھیاروں کے معاملے میں اس کے علاوہ وہاں کی خفیہ ایجنسیاں بھی ہیں جن کے کئی ایجنٹ میجر پرمود کی وجہ سے اپنے مشن میں ناکام ہوئے اور اکثر میجر پرمود کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے۔ اس لئے ان پر بھی شک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میجر پرمود کو قتل کرنا ہی ان کا خواب ہو سکتا ہے۔ میجر پرمود کی گاڑی

شہر سے باہر ویران جگہ پر ملی ہے اور اس کا اگلا ٹائر برسٹ کیا گیا ہے جبکہ کار کی عقبی نشست سے ملنے والے سگریٹ کے ٹکڑے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اغوا کرنے والوں میں سے کوئی آدمی کار میں بیٹھا سگریٹ پیتا رہا‘‘...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ میجر پرمود کو گن پوائنٹ پر شہر سے باہر لے جایا گیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ لیکن شہر سے باہر اغوا کرنے والوں کے ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ جونہی میجر پرمود کی گاڑی وہاں پہنچی سامنے سے فائر کر کے اس کی کار کا ٹائر برسٹ کر دیا گیا تا کہ میجر پرمود بچ کر اپنی گاڑی میں فرار نہ ہو سکے حالانکہ وہ چاہتے تو میجر پرمود کی کار میں سوار مجرموں میں سے ایک میجر پرمود کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش بھی کر سکتا تھا‘‘...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’کرنل ڈی نے ابھی تک جواب نہیں دیا‘‘...... بلیک زیرو نے خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ ایکسٹو سپیکنگ‘‘...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’کرنل ڈی بات کر رہا ہوں مسٹر ایکسٹو‘‘...... دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔ فون کا لاؤڈر پہلے ہی آن تھا اس لئے عمران بھی دوسری طرف سے آنے والی آواز سن رہا تھا۔

’’یس کرنل۔ کیا ہوا‘‘...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

’’سگریٹ کا جو ٹکڑا ملا تھا اس کے بارے میں کیپٹن نوازش نے بتایا ہے کہ سگریٹ پر جو برانڈ نیم پرنٹ ہے وہ فلپائن کی ایک ٹوبیکو کمپنی کا ہے۔ دوسرے کسی ملک میں اس برانڈ کے سگریٹ نہیں بنائے جاتے کیونکہ اس میں ایک خاص قسم کی خوشبو دار گھاس تمباکو کے ساتھ مکس کر کے بھری جاتی ہے اور وہ گھاس کمپنی خود اپنے فارم میں اگاتی ہے۔ فلپائن میں وہ برانڈ گولڈ لیف سے زیادہ مہنگا فروخت ہوتا ہے اور کمپنی اس سگریٹ کو برآمد بھی نہیں کرتی۔ چنانچہ یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ میجر پرمود کی کار میں عقبی سیٹ پر سفر کرنے والے کا تعلق فلپائن سے تھا‘‘...... کرنل ڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’بہت خوب۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات‘‘...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

’’میجر پرمود کی گاڑی کے دروازوں کے ہینڈلز سے فنگر پرنٹس لئے گئے ہیں جو اغوا کرنے والوں کے ہاتھ کے ہیں‘‘...... کرنل ڈی نے کہا۔

’’اوہ۔ کیا وہ بھی فلپائنی باشندوں کے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

’’نہیں۔ وہ دو مختلف افراد کے ہیں لیکن کسی فلپائنی کے نہیں کیونکہ فلپائنی باشندوں کے فنگر پرنٹس دنیا میں اور کسی ملک کے

باشندوں یا نسل سے مختلف ہوتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ کسی اور ملک کے باشندے تھے‘‘...... کرنل ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو کرنل۔ اب ایک اور زحمت دینا چاہتا ہوں‘‘۔ عمران نے بلیک زیرو کو خاموش رہنے کا اشارہ کر کے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’جی فرمایئے‘‘...... دوسری طرف سے کرنل ڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’میجر پرمود کو گزشتہ کچھ عرصے میں کسی مشن پر فلپائن بھیجا گیا تھا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’نہیں۔ فلپائن سے ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں‘‘...... کرنل ڈی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’بلگارنیہ میں کسی فلپائنی مجرم سے میجر پرمود کا ٹکراؤ ہوا تھا ماضی میں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ہو سکتا ہے۔ بہرحال ریکارڈ دیکھنا پڑے گا۔ میں آپ کو ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک بتا سکوں گا‘‘...... کرنل ڈی نے کہا۔

’’او کے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو ہم زیادہ جلدی میجر پرمود کو ٹریس کر سکتے ہیں۔ صرف فلپائنی سگریٹ کا ٹکڑا کار میں ملنے سے یہ سمجھ لینا کہ سگریٹ پینے والا فلپائن سے آیا ہو گا درست نہیں ہے کیونکہ اگر کسی کا کوئی عزیز یا دوست فلپائن جائے تو اپنے لئے یا

دوستوں کے لئے گفٹ کے طور پر سگریٹ کے چند پیکٹ ساتھ لا سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”واقعی۔ یہ عین ممکن ہے۔ آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ بہرحال میں ریکارڈ چیک کرتا ہوں“...... کرنل ڈی نے کہا۔

”اوکے۔ جتنی جلدی ممکن ہو یہ بات کنفرم کر کے مجھے اطلاع دیں۔ میں منتظر رہوں گا۔ اللہ حافظ“...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

بلگارنیہ سیکرٹ سروس کے ڈیپارٹمنٹ ڈی کی نامور لیڈی ایجنٹ اور میجر پرمود کا منگیتر کیپٹن تمثیلہ کی کار سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کی جانب دوڑ رہی تھی اور تمثیلہ سوچ رہی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ میجر پرمود کے بارے میں اب تک مزید کوئی اہم بات معلوم ہو چکی ہو اس لئے کرنل ڈی سے مل لینا چاہئے۔ اس کے ذہن میں میجر پرمود کے دوست عمران کی بات گونج رہی تھی کہ وہ گھر میں بیٹھ کر محض آنسو بہانے کی بجائے انتقام کی دیوی بن کر باہر نکلے اور میجر پرمود کے اغوا کے بارے میں ایسے کلیو تلاش کرے جس سے کم از کم یہ معلوم ہو جائے کہ اغوا کرنے والے کون تھے یا ان کا تعلق کس ملک اور کس تنظیم سے ہے اور اب تمثیلہ کو یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ میجر پرمود کے دشمن اس کے بھی دوست نہیں ہو سکتے۔ جو میجر پرمود کو اغوا کر سکتے ہیں تو میجر پرمود کی منگیتر کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

میجر پرمود کو اغوا کرنے سے پہلے انہوں نے یقیناً میجر پرمود کی نقل و حرکت پر نظر رکھی ہو گی اور فلیٹ کی نگرانی کی ہو گی اور پھر میجر پرمود خیابان رومی کی طرف روانہ ہوا تو انہوں نے میجر پرمود کا پیچھا کیا ہو گا اور اسے راستے میں روک کر اسلحہ کے زور پر شہر سے باہر لے گئے ہوں گے جہاں اس کی کار کا ٹائر برسٹ کرنے کے بعد اسے بے ہوش کر کے اپنی گاڑی میں لے گئے ہوں گے اور ہو سکتا ہے اب وہ میجر پرمود کی دشمنی میں اسے بھی شکار کرنے کی کوشش کریں۔

یہ خیال آتے ہی کیپٹن تمثیلہ نے بیک مرر میں پیچھے آنے والی گاڑیوں کا جائزہ لیا تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ سرخ رنگ کی ایک ٹیوٹا کار اس سے چند قدم پیچھے آ رہی تھی اور اس گاڑی کو وہ اپنے فلیٹ سے روانگی کے وقت سڑک کی دوسری جانب فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑے دیکھ چکی تھی۔ اب تک وہ تین سڑکوں پر مڑ چکی تھی اور سرخ کار اب بھی اس کے پیچھے نظر آ رہی تھی۔ یہ شبہ ہوتے ہی کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے کیپٹن تمثیلہ کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ تصدیق کے لئے اس نے غیر محسوس انداز میں کار کی رفتار بڑھانا شروع کر دی اور چوراہے سے دائیں جانب مڑ گئی۔ اس کی نگاہیں بیک مرر میں پیچھے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ سرخ کار اس کی طرف مڑ رہی تھی اور اس کی رفتار بھی بڑھ گئی تھی جس سے درمیانی فاصلہ کم ہو کر پہلے جتنا رہ گیا تو کیپٹن تمثیلہ کو یقین ہو گیا کہ اس کا

شک درست ہے۔

چنانچہ اس نے تعاقب کرنے والے کو دیکھنے کے لئے کچھ دور آ کر ایک ریسٹورنٹ کے سامنے کار روکی اور انجن بند کر کے ریسٹورنٹ کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ سرخ کار وہاں سے پندرہ بیس قدم آگے جا کر رک رہی تھی۔ کیپٹن تمثیلہ کن انکھیوں سے اس کار کی طرف دیکھتے ہوئے ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی مگر ہال میں رکنے کی بجائے سیدھی بڑھتی چلی گئی۔ لیکن اس کی رفتار نارمل ہی تھی اس لئے ہال میں موجود افراد نے اسے سرسری نگاہوں سے دیکھا تھا۔ ہال کی دوسری جانب راہداری تھی۔ وہ راہداری میں پہنچی اور دائیں بائیں دیکھنے کے بعد بائیں جانب مڑ گئی۔ اس طرف واش روم تھے۔ اس وقت راہداری میں کوئی موجود نہیں تھا۔ صرف ایک مردانہ واش روم کا دروازہ بند تھا جبکہ باقی دونوں خالی تھے۔

کیپٹن تمثیلہ ایک مردانہ واش روم میں داخل ہوئی اور دروازہ اس طرح بند کیا کہ ایک جھری رہ گئی۔ پھر اس نے پانی کا نل کھولا اور انتظار کرنے لگی۔ تقریباً ایک منٹ بعد باہر سے قدموں کی آہٹیں بلند ہوئیں تو اس نے چہرہ آگے کر کے جھری سے باہر جھانکا۔ ایک سفید فام شخص دروازے کے قریب سے گزر کر لیڈیز واش روم کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ دو تین سیکنڈ بعد وہ آدمی واپس آتا دکھائی دیا لیکن اب اس کی چال میں تیزی تھی۔ کیپٹن تمثیلہ والے واش روم کے سامنے

آ کر وہ ایک لمحہ کے لئے رکا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد کیپٹن تمثیلہ نے نل بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر آئی تو نیلے سوٹ والا نظر نہ آیا۔ کیپٹن تمثیلہ کو یقین تھا کہ وہ اسی کی تلاش میں ادھر آیا تھا اور اب شاید وہ باہر اس کا منتظر ہو گا کیونکہ کیپٹن تمثیلہ کی گاڑی بھی باہر موجود تھی اور ریسٹورنٹ کے عقبی جانب کوئی دروازہ بھی نہیں تھا جس سے وہ آدمی یہ سمجھتا کہ وہ اسے چکمہ دے کر نکل گئی ہے۔ کیپٹن تمثیلہ کا اندازہ درست نکلا۔ وہ گیٹ سے باہر آئی تو نیلے سوٹ والا اپنی سرخ کار کے قریب کھڑا اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ کیپٹن تمثیلہ نے اس کی طرف محض کن انکھیوں سے دیکھا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔

چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی اور سرخ کار دوبارہ اس کا پیچھا کر رہی تھی جبکہ کیپٹن تمثیلہ بیک مرر میں اسے دیکھتے ہوئے نیلے سوٹ والے کو پکڑنے کا پلان بنا رہی تھی جو خدوخال سے ایکریمین لگتا تھا۔ اس نے اگلے چوک سے کار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر موڑ دی۔ اگرچہ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے کسی شخص کو مدد کے لئے طلب کر سکتی تھی لیکن اسے اندیشہ تھا کہ زیادہ افراد کو دیکھ کر سرخ کار والا ہوشیار ہو جاتا اور ان کی دسترس سے نکل جاتا اس لئے کیپٹن تمثیلہ نے اسے تنہا ہی شکار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

کچھ دور جا کر اس نے ایک کالونی کی دوسری گلی میں کار موڑ

دی اور پھر فوراً ہی کار روک کر انجن بند کر کے کار سے اتر آئی۔ دس بارہ قدم کے فاصلے پر بائیں جانب ایک چھوٹی گلی تھی۔ وہ تیزی سے دوڑنے والے انداز میں آگے بڑھی اور اس چھوٹی گلی میں مڑ کر رک گئی۔ پھر اس نے ذرا سا چہرہ آگے کر کے اپنی کار کی طرف دیکھا اور فوراً ہی چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔

سفید فام گلی میں داخل ہو رہا تھا اور اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی داہنی جیب میں تھا۔ یقیناً اس کی جیب میں ریوالور تھا۔ سفید فام اس کی کار کی طرف دیکھتا ہوا محتاط قدموں سے گلی میں داخل ہو رہا تھا اس لئے کیپٹن تمثیلہ نے اندازہ لگایا کہ کار خالی دیکھ کر ہی وہ گلی میں داخل ہوا ہے اور اس کے عزائم جارحانہ نہیں ہیں ورنہ وہ اب تک کوئی نہ کوئی ایکشن لے چکا ہوتا۔

کیپٹن تمثیلہ دیوار کی اوٹ میں کھڑی توجہ سے اس آدمی کے قدموں کی آہٹیں سن رہی تھی۔ اس نے اپنے پرس سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد آہٹیں قریب آتی سنائی دیں تو کیپٹن تمثیلہ نے دیوار کے کونے کی طرف ریوالور تان لیا۔ قدموں کی آہٹیں دیوار کی دوسری جانب آ کر بند ہو گئیں اور پھر ایک لمحہ بعد دیوار کی آڑ سے اس آدمی کا نصف چہرہ نمودار ہوا اور اس نے گلی میں جھانکنے کی کوشش کی تھی لیکن کیپٹن تمثیلہ نے پھرتی سے ریوالور کی نال اس کی پیشانی سے لگا دی۔

”خبردار۔ اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش کی تو کھوپڑی اڑا

دوں گی‘‘...... کیپٹن تمثیلہ نے غراتے ہوئے کہا تو سفید فام اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ حیرت و خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس نے ہاتھ بلند کر لئے۔ کیپٹن تمثیلہ آگے بڑھی اور اس نے سفید فام کی پیشانی سے ریوالور ہٹا کر اس کے سینے سے لگا دیا۔

’’دوسری طرف منہ کر لو۔ ہری اپ‘‘...... کیپٹن تمثیلہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سفید فام نے اسے گھورتے ہوئے منہ دوسری طرف کر لیا۔ کیپٹن تمثیلہ نے اس کی پشت پر آ کر ریوالور اس کی کمر سے لگایا اور ایک ہاتھ اس کی داہنی جیب میں ڈال کر ریوالور نکالا ہی تھا کہ اس آدمی نے پھرتی سے مڑتے ہوئے کیپٹن تمثیلہ کے منہ پر گھونسا مار دیا۔ کیپٹن تمثیلہ کے ہاتھوں سے دونوں ریوالور گر گئے اور وہ لڑکھڑا گئی۔ سفید فام نے فوراً ہی جھک کر زمین سے ریوالور اٹھانا چاہا لیکن کیپٹن تمثیلہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے اس کے جھکے ہوئے سر پر لات ماری اور سفید فام کولہوں کے بل پیچھے جا گرا۔ کیپٹن تمثیلہ نے اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر تیزی سے اس کے چہرے پر ٹھوکر جما دی۔ سفید فام کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ پشت کے بل زمین پر جا گرا مگر وہ فوراً ہی پلٹ کر اٹھ بیٹھا۔ منہ پر پڑنے والی ٹھوکر نے اس کے دانت ہلا دیئے تھے اور اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے۔

’’میں۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا‘‘...... سفید فام نے

غضبناک لہجے میں کہا اور دوسرے ہی لمحے اس نے بیٹھے بیٹھے کیپٹن تمثیلہ پر جست لگا دی۔ کیپٹن تمثیلہ نے پھرتی سے بائیں جانب ہٹتے ہوئے ٹانگ گھمائی اور سفید فام کے سینے پر فلائنگ کک ماری اور وہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ زمین پر گرا ہی تھا کہ کیپٹن تمثیلہ نے پینترا بدل کر اس کے پہلو میں لات ماری اور وہ زمین پر لڑھک گیا۔ کیپٹن تمثیلہ بجلی کی طرح اس پر جھپٹی اور اس کا ایک بازو گرفت میں لے کر ایڑیوں کے بل گھوم گئی۔ سفید فام نے اٹھنے کی کوشش کی مگر کیپٹن تمثیلہ نے اس کے بازو کو بل دینے کے بعد اس کی کہنی پر مخصوص انداز میں ہاتھ کی ضرب جمائی اور اس آدمی کے حلق سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔ کراٹے کے وار نے سفید فام کے بازو کا جوڑ کہنی سے الگ کر دیا تھا اور وہ درد کی شدت سے لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ کیپٹن تمثیلہ نے اس کا ٹوٹا ہوا بازو چھوڑا اور پلٹ کر اپنا ریوالور اٹھا لیا اور پھر سفید فام کا بھی ریوالور اٹھا کر اس پر تان لیا۔

’’جلدی بتاؤ تم کون ہو اور میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے‘‘۔ کیپٹن تمثیلہ نے گرجتے ہوئے پوچھا مگر سفید فام نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ کیپٹن تمثیلہ کو خونخوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے کربناک انداز میں کراہتا رہا۔ کیپٹن تمثیلہ نے یہی بہتر سمجھا کہ یہاں پوچھ گچھ کی بجائے اسے اپنے ہیڈکوارٹر لے جائے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھی اور ایک ریوالور کی نال اس کی پیشانی رکھ کر دوسرے ریوالور کا

دستہ اس کی کنپٹی پر مار دیا۔ سفید فام کے حلق سے تیز کراہ نکلی ا
اس نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ کیپٹن تمثیلہ نے اس کی کنپ
پر ایک اور ضرب لگائی اور پھر دونوں ریوالور اپنے پرس میں ڈا
لئے پھر اس نے جھک کر بے ہوش سفید فام کو اپنے کندھے پر ا
لیا اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

فون کی گھنٹی بجی تو بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے گھڑی کی طرف دیکھا تو اسے کرنل ڈی سے بات کئے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

"کرنل ڈی کی کال ہو گی۔ میں بات کروں گا"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور ہاتھ بڑھا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈی بات کر رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا آپ نے ریکارڈ چیک کر لیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن ریکارڈ میں ایسا کوئی کیس نہیں ہے جس سے کسی مجرم یا کسی تنظیم کا تعلق فلپائن سے ہو"...... کرنل ڈی نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ فی الحال ہم فلپائن سے ہی تحقیق کا سلسلہ شرو
کرتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''رائٹ سر۔ میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ سگریٹ والے کلیو
علاوہ ہمارے پاس کوئی ایسا کلیو نہیں ہے جس سے کچھ اندازہ قائم
جا سکے۔ اگر آپ چاہیں تو میں اپنے بہترین افراد کی خدمات آ
کو پیش کر سکتا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی نے مؤدبا
لہجے میں کہا۔

''نہیں شکریہ۔ ہاں۔ اس دوران کوئی نئی بات معلوم ہو تو اطلا
ضرور کرنا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسل
منقطع کر دیا۔

''تو اب آپ فلپائن جائیں گے''...... بلیک زیرو نے عمران
مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا پوری ٹیم کو ساتھ لے کر جائیں گے''...... بلیک زیرو
پوچھا۔

''شاید۔ بہرحال اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔ فی الحال میں ا
فلیٹ جا کر پلاننگ کرتا ہوں کیونکہ فلپائن یہاں سے ہزاروں می
دور ہے اور وہاں کا ماحول ممبرز کے لئے بالکل نیا ہو گا۔ بہرحال
جولیا کو بتا دو کہ تمام ممبرز سفر کے لئے تیار رہیں۔ کسی وقت

روانگی ہو سکتی ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران آپریشن روم سے باہر آیا تو جوزف اسے دیکھ کر مسکرانے لگا لیکن عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔

''باس۔ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ میں تو حیران ہوں''...... عمران نے رک کر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ حیران کیوں ہیں''...... جوزف نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''اس لئے کہ سرکنڈوں کی روح نے تمہارے لئے دعوت کا پیغام کیوں نہیں بھیجا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہولی فادر۔ باس۔ اس وقت اس کا نام مت لیں۔ سہ پہر کے بعد وہ بیدار ہونے لگتی ہے اور جہاں بھی اس کا نام لیا جائے وہ فوراً وہاں پہنچ جاتی ہے''...... جوزف نے سینے پر انگلی سے کراس کا نشان بناتے ہوئے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

''بکو مت۔ اس نے تمہیں بلایا ہے اور تمہیں جانا ہی پڑے گا۔ وہ فلپائن کے جنگلات میں تمہارا انتظار کر رہی ہے''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو جوزف نے چونکتے ہوئے عمران کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر یکدم وہ مسکرانے لگا۔

’’یہ کس خوشی میں دانت نکال رہے ہو‘‘...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

’’اس لئے کہ آپ نے مذاق کیا ہے‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’کیا۔ میرا تمہارا مذاق کب سے ہے‘‘...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’تو کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں باس‘‘...... جوزف نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

’’اور کیا قسم کھا کر یقین دلاؤں‘‘...... عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے باس کیونکہ فلپائن میں جنگلات ہی نہیں ہیں اور جب وہاں جنگلات نہیں ہیں تو پھر مجھے وہاں کیسے بلایا جا سکتا ہے‘‘...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

’’بہرحال۔ ایک مشن کے سلسلے میں ہم نے وہاں جانا ہے۔ تم چاہو تو تیاری کر لینا‘‘...... عمران نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ جوزف سے مذاق کر کے اس کی ذہنی ٹینشن کچھ کم ہو گئی تھی۔ جوزف جب رانا ہاؤس میں اکیلے رہ رہ کر بور ہو جاتا تھا تو وہ دانش منزل آ جاتا تھا۔ اس کی اجازت عمران نے اسے دی ہوئی تھی کیونکہ جوانا آج کل ایکریمیا اپنے دوستوں سے ملنے گیا ہوا تھا۔ اپنے

فلیٹ پہنچ کر عمران نے کار روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ سیڑھیاں طے کر کے وہ اوپر پہنچا اور کال بیل بجا دی۔ حسب معمول سلیمان نے تیسری بیل پر دروازہ کھولا لیکن عمران کو سنجیدہ دیکھ کر وہ خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران سیدھا ڈرائینگ روم میں آیا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر صوفے پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

’’ہیلو۔ عمران بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

’’تمثیلہ بول رہی ہوں عمران بھائی‘‘...... دوسری طرف سے کیپٹن تمثیلہ کی آواز سنائی دی۔

’’کیسی ہو۔ کھانا کھایا ہے یا ابھی وہی سوز جاں کی کیفیت میں ہو‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

’’کچھ کھانے کو جی نہیں چاہتا عمران بھائی‘‘...... کیپٹن تمثیلہ نے کہا اور پھر اس نے اپنے تعاقب سے لے کر سفید فام کے بے ہوش ہونے اور پھر ہیڈکوارٹر میں ہوش میں آنے تک کا تمام واقعہ بیان کر دیا تو عمران اس کے کارنامے پر بے اختیار مسکرا دیا۔

’’کیا اس سے کچھ معلوم بھی ہوا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’نہیں۔ سفید فام نے کچھ بتائے بغیر خودکشی کر لی‘‘...... کیپٹن تمثیلہ نے کہا تو عمران کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا۔

’’گویا تمہاری ساری محنت رائیگاں گئی‘‘...... عمران نے گہرا

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ غلطی میرے ساتھیوں سے ہوئی کہ سفید فام کے ہاتھ باندھے بغیر انہوں نے اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی اور اس نے تشدد کی اذیت سے بچنے اور زبان نہ کھولنے کے لئے کالر کا کونا چبا ڈالا جس میں زہریلا کیپسول تھا اور وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔ بہرحال میں نے پہلے ہی اس کی جیبوں کی تلاشی لے کر سب کچھ نکال لیا تھا۔ اس کے پرس سے اس کے رہائشی ہوٹل کا کارڈ برآمد ہوا ہے جس پر اس کا نام، پاسپورٹ نمبر اور پاسپورٹ جاری کرنے والے ملک کا نام درج ہے۔ پاسپورٹ فلپائن کا ہے اور اس آدمی کا نام ولیم تھا"...... کیپٹن تمثیلہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ کم از کم ہمیں ہماری منزل کا علم تو ہو گیا۔ ویسے میں فلپائنی سگریٹ کی وجہ سے بھی وہاں جانے کا فیصلہ کر چکا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے ہوٹل کے کمرے کی بھی میں نے تلاشی لی ہے مگر وہاں سے کوئی کلیو نہیں ملا"...... دوسری طرف سے کیپٹن تمثیلہ نے کہا۔

"بہرحال اب تم بے فکر رہ جاؤ۔ اللہ نے چاہا تو میں جلد ہی میجر پرمود تک پہنچ جاؤں گا۔ پہلے میں محض اندازے سے کام شروع کرنے والا تھا لیکن اب تمہاری ہمت سے ایک گائیڈ لائن مل گئی ہے اور میں اسی پر اب قدم اٹھانے والا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران بھائی۔ میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں"...... دوسری طرف سے کیپٹن تمثیلہ نے کہا۔

"خواہش تو میری بھی ہے کہ جیمز بانڈ کی طرح میرے ساتھ بھی دو چار نوخیز لڑکیاں ہوں لیکن چیف ایکسٹو خود بھی ساتھ جا رہا ہے اور وہ صنف نازک سے نجانے کیوں الرجک ہے۔ وہ ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ میں لڑکیوں سے گپ شپ میں وقت ضائع کروں اس لئے مجبوری ہے۔ بہرحال تم اطمینان رکھو میں میجر پرمود کو لے کر ہی آؤں گا۔ بس تم دعا کرتی رہو۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران چند لمحوں تک سوچتا رہا اور پھر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران نے اسے ٹیم کی روانگی کے سلسلے میں ہدایات دینے کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا۔ کچھ دیر بعد عمران اٹھا اور دوسرے کمرے میں آ کر اس نے الماری سے ایک پرانی فون بک نکالی اور واپس ڈرائینگ روم میں آ کر اس نے ایک فون نمبر تلاش کیا اور پھر مطلوبہ نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ٹائیگرز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر گرین سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا نام"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"علی عمران فرام پاکیشیا"...... عمران نے باوقار لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو۔ گرین سپیکنگ"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ مگر کرخت سی آواز سنائی دی۔

"گرین ہونے کے باوجود بھی تمہاری آواز کسی خشک لکڑی کے ٹوٹنے جیسی کیوں ہے"...... عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ شائستگی اور نرمی سے دولت نہیں صرف ٹھوکریں ملتی ہیں اس لئے مجھے شرمندہ مت کیجئے"...... دوسری طرف سے گرین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم پورے فرعون بن چکے ہو۔ لگتا ہے مجھے تمہارے لئے کسی بڑے فرعون کو لانا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے نزدیک تو آپ ہی بڑے ہیں"...... گرین نے کہا۔

"اچھا۔ چھوڑو مذاق اور کام کی بات کرو"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے گرین نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک نام نوٹ کرو۔ ولیم۔ اس کا پاسپورٹ نمبر اور ایڈریس بھی نوٹ کر لو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تفصیل بتانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ نوٹ کر لیا ہے۔ کیا اس شخص کو تلاش کرنا ہے"۔ گرین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس سے بات کرنے کے لئے تو تمہیں عالم ارواح میں جانا پڑے گا کیونکہ یہ شخص ہمارے پڑوسی ملک میں خودکشی کر چکا ہے لیکن مجھے اس کے بارے میں مکمل معلومات درکار ہیں۔ دراصل ہمارے پڑوسی ملک کا سیکرٹ ایجنٹ میجر پرمود اس شخص ولیم کے گروپ کے ہاتھوں اغوا ہو گیا ہے اور اسے فلپائن لے جایا گیا ہے اور میں اسی کی بازیابی کے سلسلے میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ تم نے اس کے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کہ ان کا چیف کون ہے اور اس کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور ان کے کیا مقاصد ہیں"...... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو اس کے بارے میں بتا دوں گا"...... دوسری طرف سے گرین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انتظار کروں گا"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ کتنا ملے گا"...... گرین نے ایک لمحے کے توقف کے بعد پوچھا۔

''تم خود ہی بتا دو۔ یہ میں تم پر ہی چھوڑتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پچاس ہزار ڈالر کیا آپ دے سکیں گے''...... گرین نے بلاجھجک کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا۔ معلومات حتمی اور مکمل ہونی چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیااور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ''...... سلسلہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجے میں نسوانیت پن موجود تھا۔

''لولی پوپ سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کون ہیں جناب''...... دوسری طرف سے چونکتے لہجے میں کہا گیا۔

''پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کیجئے۔ باس دوسری لائن پر مصروف ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کے لئے لائن پر خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو۔ لولی پاپ بول رہا ہوں پرنس''...... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ بھی نسوانیت آمیز تھا۔

''آج کل کون سے آسمان پر اڑ رہے ہو''...... عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''جس پر آپ نے پہنچا دیا تھا۔ مجھے آپ کا احسان آج تک یاد ہے پرنس''...... لولی پاپ نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''یعنی وہی ہڈی اور وہی کھال۔ میں تو سمجھا تھا کہ میرے بعد تم نے ترقی کر کے ریسٹورنٹ کو کلب میں تبدیل کر لیا ہو گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ نے مجھے جس ریسٹورنٹ کا مالک بنایا تھا وہ اب فلپائن کے بہترین نائٹ کلبوں میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن شام سے پہلے تک یہ صرف ریسٹورنٹ ہی رہتا ہے۔ کلب کا نام بھی وہی رکھا گیا ہے جو آپ نے بتایا تھا۔ تھرڈ ورلڈ کلب''...... لولی پاپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اب کام کی بات سنو۔ مجھے تمہارے شہر میں چند افراد کے قیام کے لئے محفوظ جگہ چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مل جائے گی۔ کتنے فلیٹ اور بنگلے چاہئیں''...... لولی پاپ نے پوچھا۔

''فی الحال صرف ایک بنگلے میں تمام لوازمات زندگی کا انتظام رکھو۔ باقی وہاں پہنچ کر بتاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''بہتر۔ خدمت کے لئے کتنے افراد کو تیار کروں''...... لولی پاپ

نے پوچھا۔

''شٹ اپ۔ تم جانتے ہو کہ میں یا میرے ساتھی تمہاری لائن کے آدمی نہیں ہیں۔ وہ لڑکیوں سے دور بھاگتے ہیں''...... عمران نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔

''سوری پرنس۔ ویری سوری''...... لولی پاپ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ایک گھنٹے بعد تمہیں بتاؤں گا کہ ہم کس وقت وہاں پہنچیں گے۔ دیٹس آل''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور فون آف کر دیا۔

لولی پاپ فلپائن کے دارالحکومت میں تیسری جنس والوں کا سردار تھا۔ جسے پاکیشیا میں گرو کہا جاتا ہے۔ تین برس پہلے عمران ایک کیس کے سلسلے میں وہاں پہنچا تو اس خوبصورت اور نوجوان ہیجڑے نے ہوٹل میں عمران کو لبھانے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے عمران اس قسم کا مزاج نہیں رکھتا تھا اس لئے وہ لولی پاپ کے دام میں تو نہ آیا لیکن اس نے لولی پاپ کو اپنے دام میں پھنسا لیا۔ اس سے پوچھ گچھ کی اور جب لولی پاپ نے بتایا کہ وہاں کے بڑے بڑے لوگ اس سے خوش ہیں اور اس نے ایک گروپ بنا رکھا ہے جن کا وہ سردار ہے۔ عمران نے اسے راہ راست پر لانے کے لئے ایک ریسٹورنٹ خرید دیا اور اسے اس کا مالک بنا دیا۔ ریسٹورنٹ کا نام بھی عمران نے ہی تجویز کیا تھا اور اس کی ہدایت پر لولی پاپ نے اپنے

ہم جنسوں کو عملہ میں بھرتی کر لیا تھا۔

اب عمران کو اچانک ہی اپنی ٹیم کے وہاں قیام کے لئے لولی پاپ یاد آ گیا تھا۔ لولی پاپ سے بات کر کے وہ مطمئن ہو گیا اور سلیمان کو بلا کر اس نے چائے لانے کا کہا۔ جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو اس نے دوبارہ ٹائیگرز کلب کے مالک اور فلپائن کے بدنام زمانہ اسمگلر گرین کو فون کیا جو ایک سال قبل اسلحہ کی اسمگلنگ کے سلسلے میں پاکیشیا آیا تھا اور اتفاقاً عمران سے ٹکراؤ کے بعد بچ کر نکل گیا تھا مگر عمران اس کا پیچھا کرتے ہوئے فلپائن جا پہنچا۔ وہاں عمران نے اس کے تمام کس بل نکال کر اپنے پاؤں چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ گرین نے اس سے جان بخشی کی اپیل کی اور عمران نے اسے اس وعدے پر چھوڑ دیا کہ وہ آئندہ پاکیشیا کا رخ نہیں کرے گا اور ضرورت پڑنے پر وہ عمران سے تعاون کرے گا۔ عمران نے یہ بھی آفر کی تھی کہ اسے اس کی خدمات کا معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد عمران نے ایک دو مرتبہ چند بین الاقوامی مجرموں کے بارے میں اس سے معلومات حاصل کی تھیں اور اسے ان معلومات کا معاوضہ بھی ادا کیا تھا۔ گرین اسی وجہ سے عمران کے لئے خوش ہو کر کام کرتا تھا اور عمران اسے منہ مانگی رقم دیتا تھا۔ فون آپریٹر نے گرین سے سلسلہ ملایا تو گرین فوراً ہی عمران کو ولیم کے بارے میں معلومات فراہم کرنے لگا۔

نقاب پوش چیف نے سگار کا آخری کش لیا اور ٹکڑا ایش ٹرے میں مسلنے کے بعد میز پر رکھے ہوئے سفید فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ تھامسن سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی تھامسن کی آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بات کر رہا ہوں تھامسن۔ کیا رپورٹ ہے''۔ نقاب پوش نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں یہاں ابھی ابھی پہنچا ہوں۔ اب میں عمران کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ کچھ دیر بعد آپ کو رپورٹ دوں گا''۔ تھامسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تمہارے ساتھ کون ہے''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''پیٹر ہے۔ اسے میں پہلے ہی عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ کر

چکا ہوں چیف۔ اس نے چند منٹ پہلے مجھے بتایا ہے کہ عمران اپنے فلیٹ میں موجود ہے۔ وہ پیٹر کے وہاں پہنچنے کے چند لمحوں بعد باہر سے آیا تھا اور پیٹر کے سامنے ہی اپنے فلیٹ میں گیا ہے''۔ تھامسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں''۔ مارشل ڈربن نے کہا اور پھر رابطہ منقطع کر کے وہ دوبارہ نمبر پریس کرنے لگا۔ کئی لمحے گزر گئے لیکن رابطہ قائم نہ ہوا۔ اس نے دوبارہ نمبر پریس کیے اور رابطہ قائم ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن دوسری طرف سے آواز سنائی نہ دی تو اس نے غصیلے انداز میں رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور نیا سگار سلگا کر کش لینے لگا۔ اس کی پرتفکر نگاہیں میز پر رکھی شراب کی بوتل پر مرکوز تھیں۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل اٹھا کر گلاس میں شراب ڈالی اور دو تین گھونٹ لے کر گلاس رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''تھامسن بات کر رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ پیٹر نے عمران کے فلیٹ کے دروازے سے کان لگا کر عمران کی آواز سنی ہے۔ عمران نے کسی سے فون پر بات کی ہے۔ اس نے اپنی مخاطب کسی لڑکی سے میجر پرمود کے بارے میں گفتگو کے دوران فلپائنی سگریٹ کا نام استعمال کرتے ہوئے کہا کہ وہ فلپائنی سگریٹ کی وجہ سے وہاں جانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس نے لڑکی کو یقین دلایا ہے کہ وہ میجر پرمود کو تلاش کر کے لے آئے گا''...... تھامسن نے کہا۔

''اوہ۔ یقیناً وہ لڑکی میجر پرمود کی منگیتر تمثیلہ ہی ہو گی۔ کیا پیٹر نے لڑکی کی آواز سنی تھی''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں چیف۔ فون سے آنے والی آواز وہ کیسے سن سکتا تھا''...... تھامسن نے کہا۔

''بہرحال۔ یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ عمران فلپائن آنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ نجانے فلپائنی سگریٹ اسے کہاں سے مل گیا۔ شاید ہمارے کسی ممبر کا سگریٹ میجر پرمود کی گاڑی میں رہ گیا ہو۔ کیا پیٹر اب بھی عمران کے فلیٹ کے قریب موجود ہے''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نہیں چیف۔ ہم دونوں عمارت سے باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں آپ کو رپورٹ دینے کے لئے۔ عمران ابھی تک فلیٹ میں ہی ہے''...... تھامسن نے کہا۔

''سنو تھامسن۔ ولیم سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ ایک گھنٹہ قبل بھی

میں نے کوشش کی تھی اور اب بھی دو مرتبہ کوشش کر چکا ہوں۔ اس نے آخری رپورٹ میں بتایا تھا کہ وہ تمثیلہ کا تعاقب کر رہا ہے۔ اس کے بعد سے اس نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ مجھے لگتا ہے کہ اسے گرفتار کر لیا گیا ہے اور شاید اسی کے بارے میں تمثیلہ نے عمران کو معلومات فراہم کی ہیں''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''اوہ۔ یقیناً یہی بات ہو گی چیف۔ پیٹر نے عمران کے یہ الفاظ بھی سنے تھے جو اس نے مخاطب لڑکی سے کہے تھے کہ اس کی ہمت سے اسے ایک گائیڈ لائن مل گئی ہے اور اب وہ اسی پر قدم اٹھانے والا ہے۔ اس لئے اب وہ بے فکر ہو جائے''...... تھامسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''بہرحال اب تم نے عمران کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھنی ہے۔ اس کے فلیٹ کے دروازے تک جانے کی دوبارہ غلطی مت کرنا۔ تمہیں صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ عمران کب پاکیشیا سے روانہ ہو رہا ہے اور کس ایئر لائنز سے اور کتنے افراد کے ساتھ تاکہ اس کے شاندار استقبال کے لئے تیاری کی جا سکے''...... مارشل ڈربن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ آپ حکم دیں تو اسے یہیں فنا کر دوں''...... تھامسن نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں تھامسن۔ میری ٹیم کا ایک ایک ممبر میرے لئے نایاب ہیرا ہے۔ اگر تم اس کوشش میں ضائع ہو گئے تو میرے لئے یہ

ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ ولیم بھی یقیناً ہم سے جدا ہو چکا ہے نجانے اس پر کیا گزری ہے۔ بہرحال تم اپنی حفاظت سے غافل مت رہنا۔ ڈیٹس آل''...... مارشل ڈربن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس نے ایک بار پھر ولیم کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلپائن کے دارالحکومت میں مقامی وقت کے مطابق بارہ بجے پہنچا تھا اور اس وقت وہ لولی پاپ کے فراہم کئے ہوئے بنگلے میں بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔ یہاں تک آنے کے لئے انہیں طویل سفر کرنا پڑا تھا۔ پاکیشیا سے وہ ایک فلائٹ کے ذریعے پہلے ہانگ کانگ پہنچے تھے اور پھر وہاں سے فلپائن ایئر لائنز کی پرواز سے یہاں آ پہنچے تھے۔ ایئر پورٹ پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق لولی پاپ کے دو آدمی گاڑیاں لئے ان کے منتظر تھے۔ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایئر پورٹ سے اس بنگلے تک پہنچایا تھا اور گاڑیاں بھی وہیں چھوڑ گئے تھے۔ لولی پاپ نے گزشتہ رات ہی اس عمارت میں ان کے لئے عمران کی ڈیمانڈ کے مطابق اسلحہ، میک اپ کا سامان اور لباسوں کا وافر مقدار میں انتظام کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک ملازم بھی یہاں

موجود تھا جس کا نام پکاڈلی تھا۔ وہ اس وقت کچن میں ان کے لئے چائے تیار کرنے گیا ہوا تھا اور اس کا تعلق بھی لولی پاپ کی جنس سے تھا۔

عمران اپنے ساتھ جولیا، تنویر، نعمانی، صفدر اور خاور کو لایا تھا۔ جوزف کو لانے کا اس نے اس لئے ارادہ بدل دیا تھا کہ وہ سیاہ فام حبشی تھا اور اسے میک اپ سے سفید فام بنانا کافی مشکل تھا۔ اس کی وجہ سے دشمن باآسانی پہچان جاتا کہ وہ لوگ کون ہیں جبکہ عمران خاموشی سے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ ڈائننگ روم سے اٹھے اور ڈرائینگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد پکاڈلی ان کے لئے چائے لے آیا۔ اس کے جانے کے بعد وہ سب چائے پینے لگے۔

''عمران۔ چائے کے بعد کیا پروگرام ہے''...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''گاجر کا حلوہ بنواؤں گا پکاڈلی سے۔ سنا ہے کہ گاجروں کے اس خصوصی حلوے میں گاجروں کو پتوں سمیت کریلوں کے پانی میں ابالا جاتا ہے اور پھر پیس کر عرق گاؤزبان کا تڑکا لگایا جاتا ہے اور چینی کے شیرے میں چھ ماہ کے لئے بھگوئے رکھنے کے بعد چاندی کے ورق لگا کر کھایا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لاحول ولا قوۃ۔ سوال گندم جواب چنا''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ دوسرے ساتھی بے ساختہ مسکرانے لگے۔

''ہاں۔ چنے کا حلوہ بھی خاص ترکیب سے بنایا جاتا ہے۔ ہرے چنوں کو مچھلی کے پیٹ میں بھر کر سمندر میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کی دم میں کانٹا پھنسا دیا جاتا ہے۔ چھ دن بعد اسے باہر کھینچ کر اس کے پیٹ سے تیار حلوہ نکال کر کیکڑے کے تیل میں بھون لیا جاتا ہے۔ حلوہ کھا لیا جاتا ہے اور تیل سے سر کی مالش کر کے بے حس مغز کو بیدار کیا جاتا ہے۔ منگواؤں تم لوگوں کے لئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمیں تو معاف کریں۔ آپ کو اس تیل کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ یہاں کی آب و ہوا نے آپ کا دماغ خاصا متاثر کیا ہے جس کے سبب آپ الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا واقعی جولیا۔ ذرا میرا دماغ تو چیک کرو''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کام کی بات کرو کہ ہمیں کیا کرنا ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''انتظار۔ مجھے ایک کال کا انتظار ہے''...... عمران نے گھڑی پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

''کس کی کال''...... نعمانی نے چونکتے ہوئے پوچھا لیکن اسی لمحے میز پر رکھے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ پرنس سپیکنگ"...... عمران نے کہا۔

"پاپ بات کر رہا ہوں پرنس"...... دوسری طرف سے لولی پاپ کی آواز سنائی دی۔

"شٹ اپ۔ اپنا پورا نام لیا کرو بے وقوف۔ میرے ساتھیوں کو تم پر غصہ آتا ہے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے۔

"اوہ۔ سوری پرنس۔ میں لولی پاپ ہوں"...... دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"لولی پاپ ہو تو میں کیا کروں۔ مطلب کی بات کرو"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"جیکسن اس وقت اپنے ہوٹل میں ہی ہے پرنس۔ پیرس ہوٹل میں"...... دوسری طرف سے لولی پاپ نے کہا۔

"او کے۔ کس فلور پر ہے اس کا کمرہ"...... عمران نے پوچھا۔

"پورا ففتھ فلور اسی کے استعمال میں ہے لیکن وہاں صرف اس کے گروپ کے ممبرز ہی آتے جاتے ہیں۔ ہوٹل کے عملہ سے بھی کوئی بن بلائے اس فلور پر نہیں جاتا۔ کاؤنٹر مین بھی صرف انٹرکام پر اس سے بات کرتا ہے"...... لولی پاپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں ضرورت پڑنے پر تمہیں کال کر لوں گا"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

گزشتہ روز جیکسن کے بارے میں گرین نے عمران کو فون پر بتایا تھا۔ عمران نے اسے ولیم کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی ہدایت کی تھی اور گرین نے اسے بتایا تھا کہ ولیم اپنے علاقے کا ایک بدنام جرائم پیشہ آدمی تھا مگر دو برس سے اس نے ریڈ سٹارم نامی تنظیم میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ اس کے پاس یکدم دولت کی فراوانی ہو گئی اور اس نے دارالحکومت میں ایک پانچ منزلہ عمارت خرید کر اس میں جیکسن نامی شخص کے ہمراہ ہوٹل قائم کر لیا۔ جیکسن اس سے پہلے منشیات فروشی کا دھندا کیا کرتا تھا لیکن ہوٹل بنانے کے بعد وہ منشیات کی اسمگلنگ کر رہا ہے۔ اس نے باقاعدہ گروپ بنا رکھا ہے جس میں اس نے جرائم پیشہ افراد کو بھرتی کیا ہوا ہے۔

عمران نے یہاں پہنچتے ہی لولی پاپ کو فون کر کے جیکسن کی نگرانی کرانے کی ہدایت کر دی تھی۔ اب لولی پاپ نے پیرس ہوٹل میں جیکسن کی موجودگی کنفرم کر دی تھی۔ چنانچہ عمران نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ وہ جولیا کے ہمراہ پیرس ہوٹل جا رہا ہے اور پھر وہ جولیا کو ساتھ لے کر بنگلے کے کمپاؤنڈ میں آیا اور وہاں کھڑی دونوں گاڑیوں میں سے ایک میں جولیا کو بٹھا کر وہاں سے چل دیا۔ گیٹ پر موجود پکاڈلی نے فوراً ہی گیٹ کھول دیا۔ باہر سڑک پر آ کر عمران نے کار کی رفتار بڑھا دی اس وقت وہ دونوں ہی اسلحہ سے لیس تھے اور موجودہ میک اپ میں ایکریمین لگ رہے تھے۔ مختلف سڑکوں سے گزر کر عمران کی کار کنگ سٹریٹ پر دوڑنے لگی۔ جیکسن کا پیرس

ہوٹل اسی روڈ پر واقع تھا۔ عمران راستے میں جولیا کو ہدایات دیتا رہا کہ اسے وہاں کیا کرنا ہوگا۔

پیرس ہوٹل کا سائن بورڈ دیکھتے ہی عمران نے رفتار کم کر دی اور پھر سیدھے ہاتھ پر واقع پیرس ہوٹل کے باہر کار روک کر انجن بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہوٹل کے گیٹ سے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے اور ہال کی طرف بڑھنے لگے۔ ہال کی دیواروں کا بالائی حصہ شیشے کا تھا۔ ہال کا دروازہ بھی شیشے کا تھا جہاں باوردی دربان کھڑا تھا۔ ان دونوں کے قریب پہنچنے پر دربان نے دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ ہال میں کئی میزیں آباد تھیں۔ کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران، جولیا کے ہمراہ سیدھا کاؤنٹر پر آیا تو کاؤنٹر گرل نے خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ پھیلاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔

''ہمیں جیکسن سے ملنا ہے۔ کہاں ہے وہ''...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا تو لڑکی کے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی اور وہ عمران کو گھورنے لگی اور اس نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''کیا میں نے تم سے انڈوں کا بھاؤ پوچھا ہے جو اس طرح دیکھ رہی ہو''...... عمران نے غصے سے کہا۔

''شٹ اپ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم اس وقت کہاں کھڑے ہو''...... لڑکی نے یکدم کرخت لہجے میں کہا۔

''یقیناً یہ پیرس ہوٹل ہے اور تم ایک معمولی کاؤنٹر گرل ہو''۔

عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو مسٹر۔ زندگی عزیز ہے تو فوراً باہر نکل جاؤ۔ یہاں غنڈہ گردی کرنے والوں کو دوسرا سانس نہیں لینے دیا جاتا۔ اور سنو۔ باس جیکسن کسی سے نہیں ملتا۔ باس سے زبردستی ملنے کی کوشش کرنے والے کو موت کے حوالے کر دیا جاتا ہے''...... کاؤنٹر گرل نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تمہاری یہ جرأت کہ باس کو دھمکی دو''...... جولیا نے یکدم لڑکی کو گریبان سے پکڑتے ہوئے کہا اور دوسرے ہاتھ کا گھونسا اس کے جبڑے پر مار دیا۔ کاؤنٹر گرل کراہتی ہوئی عقب میں لگے ہوئے شیلف سے جا ٹکرائی اور شیلف میں رکھی شراب کی دو تین بوتلیں فرش پر آ گریں۔ کاؤنٹر گرل نے سنبھل کر خون بار نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھا اور دوسرے ہی لمحے اس نے پھرتی سے کاؤنٹر کے اندرونی حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک ریوالور نکال لیا۔

''میں تمہارا بھیجہ اڑا دوں گی''...... کاؤنٹر گرل نے ریوالور کا رخ جولیا کی طرف کرتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا لیکن فوراً ہی اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دائیں طرف جا گرا۔ جولیا کے ہاتھ میں موجود پیپر ویٹ اس کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑا تھا جو جولیا نے کاؤنٹر گرل کو گھونسا مارنے کے بعد فوراً اٹھا لیا تھا۔ کاؤنٹر گرل کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران لاتعلقی سے ہال میں بیٹھے لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو حیرت و دلچسپی سے جولیا اور کاؤنٹر گرل کی

طرف دیکھ رہے تھے۔ ہال میں موجود ویٹرز کاؤنٹر کی طرف لپکے ہی تھے کہ عمران نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور وہ سب اپنی اپنی جگہ رک گئے جبکہ کاؤنٹر گرل اچھل کر کاؤنٹر پر چڑھی تو جولیا دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ کاؤنٹر گرل نے فوراً ہی جولیا پر چھلانگ لگا دی لیکن جولیا نے پھرتی سے اسے ہاتھوں پر سنبھالا اور گھما کر کاؤنٹر پر پھینک دیا اور وہ پھسل کر دوسری طرف فرش پر جا گری۔ ٹوٹی ہوئی بوتلوں پر گرتے ہی اس کی چیخ نکل گئی اور وہ بمشکل اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور جولیا کی طرف دیکھنے کی بجائے وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جو شیشے کی کرچیوں سے زخمی ہو گئے تھے۔

''اے مسٹر۔ تم کیا چاہتے ہو'' ...... ایک ویٹر نے غصے سے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''جیکسن سے ملاقات'' ...... عمران نے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ۔ لیکن ریوالور جیب میں رکھ لو۔ باس کے سامنے اسلحہ لے جانا بیکار ہے۔ اگر وہاں سے زندہ واپس آنے کی خواہش ہے تو یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ باس بلند آواز میں بات کرنے والے کو فوراً ہی ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیتا ہے'' ...... ویٹر نے ہال کے آخری حصے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''اپنے باس کو بھی بتا دینا کہ اس نے میرے خلاف انگلی بھی اٹھائی تو اسے پورے ہاتھ سے محروم کر دوں گا'' ...... عمران نے سخت

لہجے میں کہا اور جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے ویٹر کے پیچھے چل دیا جبکہ کاؤنٹر گرل بے بسی سے ہونٹ کاٹتی ہوئی جولیا کو گھورنے لگی۔ ہال کی دوسری جانب ایک راہداری تھی جس میں چند کمرے بنے ہوئے تھے۔ ویٹر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ عمران اور جولیا بھی اندر آ گئے۔ عمران نے ریوالور جیب میں رکھ لیا تھا لیکن اس کا ہاتھ جیب میں ہی تھا۔ اس کمرے میں ایک صوفے پر ایک سانڈ نما شخص بیٹھا ہوا تھا جس کے کندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ ویٹر کو دیکھ کر وہ چونکا اور پھر عمران اور جولیا کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے'' ...... سانڈ نما شخص نے سخت لہجے میں ویٹر سے پوچھا۔

''یہ دونوں باس سے ملنے آئے ہیں'' ...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں'' ...... سانڈ نما شخص نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کچھ بزنس کی بات کرنی ہے۔ اس سے زیادہ میں نہیں بتا سکتا کہ تمہارا باس اسے پسند نہیں کرے گا'' ...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ باس کو کیا نام بتاؤں تمہارا'' ...... سانڈ نما شخص نے کہا اور پھر میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''بلیک کوبرا فرام ونگٹن'' ...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو اس

شخص نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر ایک بٹن پریس کر دیا لیکن اس کی نگاہیں عمران کے چہرے پر ہی مرکوز تھیں۔

"کون ہے"...... فون کے لاؤڈر سے ایک بھیڑیئے جیسی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"شارک بول رہا ہوں باس۔ ولنگٹن سے بلیک کوبرا نامی شخص آیا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے"...... سانڈ نما شخص نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ولنگٹن سے۔ بلیک کوبرا"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی بھی ہے"۔ شارک نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مہمانوں کو میرے آفس میں پہنچا دو"...... دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہوا تو شارک نے رسیور کریڈل پر رکھا اور صوفے سے اٹھتے ہوئے اس نے ویٹر کو واپس جانے کی ہدایت کی۔ ویٹر پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ شارک بھی کمرے سے باہر نکلا تو عمران اور جولیا شارک کے پیچھے تھے۔ شارک کا رخ ہال کی طرف تھا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ بائیں جانب موجود لفٹ کے سامنے رک گیا۔ اس نے لفٹ کا دروازہ کھولا اور پھر وہ تینوں لفٹ میں داخل ہو گئے۔ شارک نے ففتھ فلور کا بٹن پریس کیا تو لفٹ تیزی سے اوپر کو

اٹھنے لگی۔ چند لمحوں بعد لفٹ رک گئی۔ دروازہ کھلتے ہی باہر ایک گنجے سر والا شخص کھڑا دکھائی دیا جس کے کاندھے سے مشین گن جھول رہی تھی۔

"کیا بات ہے شارک"...... گنجے نے انہیں دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"یہ باس کے مہمان ہیں۔ باس نے انہیں اپنے آفس میں بلایا ہے"...... شارک نے کہا اور لفٹ سے باہر آ گیا۔ عمران اور جولیا بھی باہر آ گئے۔

"او کے۔ تم جاؤ"...... گنجے نے شارک سے کہا تو شارک دوبارہ لفٹ میں داخل ہو گیا۔ راہداری میں کئی کمرے تھے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چند مشین گن بردار ٹہل رہے تھے۔

"آؤ"...... گنجے شخص نے عمران اور جولیا کی طرف دیکھ کر کہا اور راہداری کے اختتام کی طرف بڑھنے لگا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے بائیں جانب دیوار کے ساتھ ایک فون ہک میں موجود تھا۔ گنجے شخص نے ہک سے رسیور نکالا اور اس پر موجود چند نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"...... جیکسن کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"راجر بات کر رہا ہوں باس"...... گنجے شخص نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ مہمانوں کو سیکرٹ روم میں احترام سے بٹھاؤ۔ میں

ابھی آتا ہوں''...... دوسری طرف سے اسی طرح غراہٹ آمیز لہجے میں کہا گیا۔

''رائٹ سر''...... راجر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور ہک سے لٹا دیا۔ سیکرٹ روم کا سن کر عمران اور جولیا چونک پڑے۔ راجر نے دروازے کے پہلو میں دیوار پر ایک جگہ ہاتھ سے دباؤ ڈالا تو ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ دروازے کے دونوں پٹ دائیں بائیں دیواروں میں گھستے چلے گئے۔ دوسری جانب چند فٹ کے فاصلے پر ایک اور بند دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ راجر نے آگے بڑھ کر دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں آمنے سامنے صوفے رکھے ہوئے تھے اور درمیان میں ایک میز پڑی تھی۔

''آپ لوگ تشریف رکھیں چند لمحوں تک باس آ جائے گا''۔ راجر نے ہاتھ سے اندر اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا تو جولیا اور عمران کمرے میں داخل ہوئے اور صوفوں کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ بند ہو گیا۔ عمران اور جولیا نے پلٹ کر دیکھا تو راجر باہر رہ گیا تھا۔

''اوہ۔ ہم پھنس گئے ہیں''...... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

''شاید۔ لیکن فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں صوفے پر بیٹھ کر جیکسن کا انتظار کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی کمرے کے بائیں کونے میں

سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ عمران اور جولیا اسی جانب دیکھ رہے تھے۔ ایک لمحے بعد دروازہ کھلا اور ایک دراز قامت سفید فام کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کندھے پھیلے ہوئے تھے اور وہ انتہائی قوی ہیکل دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے جسم پر براؤن کلر کا سوٹ تھا۔

''مجھے جیکسن کہتے ہیں''...... آنے والے نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''میرا نام بلیک کوبرا ہے اور یہ میری سیکرٹری ہے مس ماریا''...... عمران نے اپنا اور جولیا کا تعارف کراتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

''مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگوں نے نیچے ہال میں ہنگامہ کیا ہے اور تمہاری سیکرٹری نے کاؤنٹر گرل کو زخمی کیا ہے۔ اگر تم مہمان نہ ہوتے تو میں تم سے ملاقات کرنے سے پہلے ہی تمہارے جسموں کے ٹکڑے کر دیتا''...... جیکسن نے غراتے ہوئے کہا۔

''سنو مسٹر جیکسن۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھ سے ملاقات پر آمادہ ہو گئے تھے ورنہ اب تک تمہارا پورا ہوٹل ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا ہوتا اور تم ملبے کے نیچے دبے آخری سانسیں لے رہے ہوتے''...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''تم کیوں مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ مقصد بتاؤ''...... جیکسن نے غراتے ہوئے کہا۔

''مجھے ریڈ سٹارم کے متعلق معلومات چاہئیں''...... عمران نے کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... جیکسن کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''ہاں۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے تمہارے بارے میں سب معلوم ہے۔ ولیم اور تم دونوں ریڈ سٹارم کے ممبر ہو اور تم نے منشیات کی اسمگلنگ کا دھندا بھی شروع کر رکھا ہے اس لئے سٹارم سے لاعلمی اور لاتعلقی کا اظہار تمہارے لئے سود مند نہ ہو ہاں۔ ان معلومات کے عوض تم کچھ دولت لینا چاہو تو وہ بھی تمہ دی جا سکتی ہے لیکن کسی بھی صورت میں تمہارا انکار برداشت نہیں جائے گا۔ تمہیں ریڈ سٹارم کے بارے میں ہر صورت بتانا ہی پڑ گا''...... عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''سمجھ گیا۔ تم یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہو''...... جیکسن نے عمران گھورتے ہوئے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

''خیر۔ یہ تمہاری اپنی سمجھ کی بات ہے جو چاہے سمجھو۔ لیکن میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب تمہیں دینا ہی پڑے گا''...... عمر نے کہا۔

''میں ریڈ سٹارم کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ صرف میر دوست اور پارٹنر ولیم کا تعلق تھا ریڈ سٹارم سے لیکن آج کل وہ غائب ہے۔ البتہ مجھے آج صبح ولیم کے چیف نے فون پر ہدایت تھی کہ پاکیشیا کا ایک سیکرٹ ایجنٹ یہاں پہنچنے والا ہے اور چونکہ

ولیم سے میرا تعلق ہے اس لئے وہ ایجنٹ مجھ تک پہنچ کر مجھ سے ولیم کے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اگر وہ میرے پاس آئے تو اسے زندہ واپس نہ جانے دوں۔ چنانچہ میں اس کا انتظار کرتے ہوئے اپنے کمرے میں موجود سکرین پر آنے جانے والوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے تم دونوں کو ہال میں داخل ہوتے اور کاؤنٹر گرل سے جھگڑا کرتے دیکھا تھا۔ میں چاہتا تو تمہیں تمہاری سیکرٹری کے ساتھ ہال میں ہی گولیوں سے چھلنی کروا دیتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ تربیت یافتہ لوگ ہوتے ہیں اور عام غنڈے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے میں نے تمہاری سیکرٹری کو کاؤنٹر گرل سے لڑنے کا انداز دیکھ کر ہی سمجھ لیا تھا کہ تم دونوں تربیت یافتہ ہو اور تمہارا تعلق اسی پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران سے ہے جس کے بارے میں صبح مجھے ولیم کے چیف نے ہدایات دی تھیں۔ یہ بات کنفرم کرنے کے لئے ہی میں نے شارک سے کہا تھا کہ تم دونوں کو میرے پاس پہنچا دیا جائے اور اب تمہاری باتوں سے کنفرم ہو گیا ہے کہ تم دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... جیکسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''بہرحال مجھے ریڈ سٹارم کے چیف اور اس کے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس چاہئے۔ اسی میں تمہاری اور تمہارے ہوٹل کی خیریت ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں نے بتایا نا کہ میں ریڈ سٹارم کا ممبر نہیں ہوں اور نہ ہی

مجھے اس کے ہیڈکوارٹر کا علم ہے۔ البتہ میں تمہیں ایک اور ایڈریس دیتا ہوں جو تمہیں ہیڈکوارٹر تک پہنچا سکتا ہے''...... جیک نے سرسری انداز میں کہا اور چھت کی طرف سر اٹھا کر دیکھنے ل عمران اور جولیا بھی چھت کی طرف دیکھنے لگے جہاں ایک مر بلب جل رہا تھا لیکن باقی چھت سپاٹ تھی۔ انہوں نے ایک لمحہ جیکسن کی طرف دیکھا جو صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ ع کی چھٹی حس یکدم بیدار ہو گئی جو کسی خطرے کا الارم بجا رہی تھ عمران نے جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی ل دوسرے ہی لمحے ان دونوں کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ وہ اپنی سے اٹھنے میں ناکام رہے تھے۔ ان کے جسم بے حس ہو چکے تھ اس سے پہلے کہ وہ اپنی اس حالت کے بارے میں مزید کچھ سو ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا پھیل گیا اور ان کے ذہنوں گہری سیاہ دھند سی پھیلتی چلی گئی۔

ماہی گیروں کی ایسوسی ایشن کا صدر ڈولفن اپنے آفس میں بیٹھا شراب سے دل بہلا رہا تھا اور ایک خوبرو لڑکی اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ ڈولفن درمیانے قد اور سمارٹ جسم کا مالک تھا اور اس کے بائیں کان کی لو کٹی ہوئی تھی۔ اس کی چوڑی پیشانی پر کسی پرانے زخم کا گہرا نشان تھا۔ بظاہر وہ فلپائنی ماہی گیروں کی تنظیم کا صدر تھا لیکن درحقیقت وہ ریڈ سٹارم کے ایک سیکشن کا ممبر بھی تھا۔ اس کی اس اصلیت کا ماہی گیروں کو علم نہیں تھا لیکن آفس کا عملہ جانتا تھا اور اس عملہ میں کوئی ماہی گیر نہیں تھا۔ سب اس کے اپنے ماتحت تھے۔ ریڈ سٹارم کی طرف سے ملنے والے بھاری معاوضہ سے وہ خود بھی شاہانہ زندگی گزار رہا تھا اور اس کے ساتھی بھی۔ اس کے سامنے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈولفن سپیکنگ''...... ڈولفن نے رسیور کان سے لگاتے

ہوئے کہا۔

''جیکسن بات کر رہا ہوں ڈولفن''...... دوسری طرف سے جیکسن کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا جیکسن۔ کیا تم نے ان دونوں کو پکڑ لیا ہے جو تم سے ملنے آئے تھے''...... ڈولفن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''میرے ہوٹل میں آنے والا بچ کر کہاں جا سکتا ہے''۔ دوسری طرف سے جیکسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم بہت ذہین ہو جیکسن۔ ذرا تفصیل سے بتاؤ کیا ہوا تھا''...... ڈولفن نے اطمینان کا گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ پاکیشائی ایجنٹوں کے گروپ میں پانچ مرد اور ایک عورت شامل ہے لیکن میرے پاس ایک عورت اور ایک مرد آئے تو مجھے خیال ہوا کہ یہ تمہارے مطلوبہ افراد نہیں ہیں لیکن جب انہوں نے ولیم کا نام لے کر ریڈ سٹارم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تو مجھے یقین ہو گیا کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہے اور وہ دونوں میک اپ میں ہیں۔ چنانچہ میں نے خود کو ریڈ سٹارم سے لاتعلق ظاہر کرتے ہوئے انہیں اپنے مخصوص حربے سے بے ہوش کر دیا''...... جیکسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''گویا تم نے انہیں ہلاک نہیں کیا''...... ڈولفن نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے انہیں ہلاک کرنے کی بجائے یہی بہتر سمجھا

ہے کہ پہلے ان کے اصل چہرے دیکھ لوں۔ اس مقصد کے لئے میں نے ان کے میک اپ واش کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ پھر میں نے انہیں اپنے ایک اور ٹھکانے پر منتقل کر دیا جہاں سے وہ مر کر ہی نکلیں گے۔ ویسے فی الحال وہ ابھی تک بے ہوش ہیں اور ان کے جسم بھی حرکت کرنے سے معذور ہیں''...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ان کا کوئی اور ساتھی بھی ہوٹل کے ہال میں یا ہوٹل سے باہر ملا''...... ڈولفن نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے چیک کیا ہے لیکن کوئی مشکوک آدمی نہیں ملا''...... جیکسن نے کہا۔

''ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ تم نے جن لوگوں کو پکڑا ہے وہ ہمارے مطلوبہ پاکیشائی ایجنٹ ہی ہیں یا کوئی اور''...... ڈولفن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ان کے میک اپ واش نہیں ہوئے جس کا مطلب ہے کہ وہ ایکریمین ہی ہیں پاکیشائی نہیں''...... جیکسن نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو مجھے ان دونوں کو لازماً چیک کرنے پڑے گا۔ اگر ہم نے ان کی اصلیت معلوم کئے بغیر انہیں ہلاک کر دیا اور اصل افراد زندہ رہے تو چیف ہم سب کو ختم کر دے گا''...... ڈولفن نے کہا۔

''تم میرے ٹھکانے پر جا کر انہیں خود چیک کر لو۔ اگر وہ ہمارے

مطلوبہ افراد ہیں تو انہیں ختم کر دینا اور اگر وہ نہ بھی ہوئے تو تب بھی انہیں ہلاک کرنا ہی پڑے گا۔ پھر مجھے بتانا کہ آئندہ مجھے کیا کرنا ہے''...... جیکسن نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بہتر رہے گا۔ تمہارے ٹھکانے کا ایڈریس''...... ڈولفن نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

''سی بریز سٹریٹ کا بنگلہ نمبر اکتالیس بی۔ وہاں کا انچارج برنارڈ ہے۔ میں اسے تمہارے بارے میں فون پر اطلاع دے دیتا ہوں''...... جیکسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں''...... ڈولفن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر دیا۔

''باس۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں''...... ڈولفن کے قریب بیٹھی ہوئی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں''...... ڈولفن نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے سی بریز سٹریٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ اس سڑک پر دونوں جانب وسیع و عریض بنگلے تھے۔ پندرہ منٹ بعد وہ سی بریز سٹریٹ پہنچ گیا۔ یہ علاقہ اس کے لئے نیا نہیں تھا اس لئے بنگلہ نمبر اکتالیس بی تلاش کرنے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی اور اس نے ایک بڑے بنگلے کے گیٹ پر کار روک دی۔ کار کا انجن بند لئے بغیر وہ نیچے اترا اور ایک ستون کے ساتھ لگے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... چند لمحوں بعد ڈور فون سے آواز سنائی دی۔

''ڈولفن''...... ڈولفن نے کہا۔

''اچھا''...... دوسری جانب سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کنک کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا اور قوی ہیکل شخص باہر نکل آیا۔

''کیا تم ہی برنارڈ ہو''...... ڈولفن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس سر''...... آنے والے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گیٹ کھولو۔ تمہیں جیکسن کی طرف سے ہدایات مل چکی ہوں گی''...... ڈولفن نے کہا۔

''یس سر۔ ابھی کھولتا ہوں''...... برنارڈ نے کہا اور پلٹ کر اندر چلا گیا۔ جیکسن بھی واپس آ کر اپنی کار میں بیٹھا اور پھر جونہی اندر سے برنارڈ نے گیٹ کھولا ڈولفن نے کار آگے بڑھا دی۔ اندر کمپاؤنڈ میں پہلے سے ایک کار موجود تھی۔ ڈولفن نے اپنی کار اس کے کار کے قریب ہی روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ برنارڈ بھی گیٹ بند کر کے اس طرف آ رہا تھا۔

''برنارڈ۔ وہ دونوں عورت اور مرد کہاں ہیں''...... برنارڈ کے قریب آنے پر ڈولفن نے پوچھا۔

''ان دونوں کو سپیشل روم میں رکھا گیا ہے جناب''...... برنارڈ

نے کہا اور برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈولفن اس کے پیچھے تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک کشادہ اور ہوا دار تہہ خانے میں داخل ہوئے۔ اس میں بائیں جانب دیوار میں آہنی کڑے نصب تھے جن سے زنجیریں لٹک رہی تھیں لیکن صرف دو زنجیریں استعمال میں تھیں جن میں ایک مرد اور ایک عورت جکڑے ہوئے فرش کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ یقیناً وہ بے ہوش تھے اس لئے ان کی گردنیں نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے چند فٹ کے فاصلے پر ایک کرسی پڑی تھی۔ برنارڈ نے آگے بڑھ کر کرسی ذرا پیچھے کی اور ڈولفن کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ ڈولفن کرسی پر بیٹھ کر زنجیروں میں جکڑے عورت اور مرد کا جائزہ لینے لگا۔

"برنارڈ۔ تم نے ان کے میک اپ چیک کئے ہیں"...... ڈولفن نے برنارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر۔ ان کے میک اپ واش نہیں ہوئے۔ یہ اصل شکلوں میں ہیں"...... برنارڈ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر یہ وہ نہیں ہو سکتے جو ہمیں مطلوب ہیں"...... ڈولفن نے جلدی سے کہا۔

"میں سمجھا نہیں سر۔ آپ کے مطلوبہ افراد کون ہیں"...... برنارڈ نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چھ افراد جو گروپ کی صورت میں یہاں پہنچے تھے ان میں ایک لڑکی سوئس نژاد ہے جبکہ باقی پاکیشیائی

ہیں لیکن یہ دونوں ایکریمین ہیں۔ کیا تم انہیں ہوش میں لا سکتے ہو"...... ڈولفن نے وضاحت کرنے کے بعد پوچھا۔

"یس سر۔ ہاں جیکسن نے مجھے بتا دیا تھا"...... برنارڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ ان سے معلوم کیا جا سکے کہ یہ ہماری تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیوں معلوم کرنا چاہتے تھے اور کیا یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے کام کر رہے ہیں یا کسی ایکریمین ایجنسی کے لئے"...... ڈولفن نے کہا۔

"رائٹ سر۔ میں ابھی انہیں ہوش میں لاتا ہوں"...... برنارڈ نے کہا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکال لی۔ شیشی کے اوپر سپرے نوزل نصب تھی اور بظاہر وہ پرفیوم اسپرے معلوم ہوتا تھا۔ برنارڈ نے زنجیروں میں بندھے ہوئے مرد اور عورت کے قریب پہنچ کر پہلے مرد کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر تھوڑا سا اوپر کیا اور اس کی ناک پر شیشی سے اسپرے کرنے لگا۔ پھر اس نے یہ عمل عورت کے ساتھ کیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا جبکہ ڈولفن ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بے تابی سے ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

عمران کے ساتھی بے چینی سے عمران اور جولیا کا انتظار کر رہے تھے جو جیکسن نامی شخص سے ملنے پیرس ہوٹل گئے تھے اور اب تک ان کی واپسی نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی عمران کی طرف سے کوئی کال آئی تھی۔

''مجھے لگتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... خاور نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے ورنہ اب تک انہیں واپس آ جانا چاہئے تھا''۔تنویر نے بھی فکرمند لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کو کال کر لیں۔ ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے انہیں گئے ہوئے''...... نعمانی نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اب یہی کرنا پڑے گا۔ میجر پرمود جیسے شخص کو اغوا کرنے والی تنظیم سے ٹکراؤ آسان نہیں ہو سکتا''...... صفدر نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور عمران کو کال کرنے لگا۔ اس کے ساتھی پرامید انداز میں صفدر کی طرف دیکھ رہے تھے مگر کئی لمحے گزر گئے عمران کی طرف سے جواب نہ ملا تو وہ چاروں پریشان ہو گئے۔

''کال رسیو نہیں کی جا رہی۔ مس جولیا کو کال کرتا ہوں''۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ جولیا کو ٹرانسمیٹر کال کرنے لگا مگر اسے اس کی طرف سے بھی مایوس ہونا پڑا کیونکہ جولیا نے بھی جواب نہیں دیا تھا۔صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اب کیا کیا جائے''...... چند لمحوں بعد صفدر نے کہا۔

''ہمیں خود وہاں جانا چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''ہوسکتا ہے عمران صاحب اس بات کو پسند نہ کریں''...... نعمانی نے کہا۔

''لیکن ہم زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتے۔ نجانے وہ کس پوزیشن میں ہیں۔ ہمیں ان کی جلد خبر لینی چاہئے''...... خاور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ کال رسیو کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوں اور ہمارے جانے سے ان کا کوئی پلان متاثر ہو جس کے تحت وہ وہاں گئے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر اور انتظار کر لیا جائے تو بہتر ہے''...... نعمانی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چاروں چونک کر فون کی طرف

دیکھنے لگے۔ گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... صفدر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"لولی پاپ بات کر رہا ہوں پرنس"..... دوسری طرف سے لولی پاپ کی آواز سنائی دی۔

"یس لولی پاپ۔ پرنس موجود نہیں ہے۔ میں اس کا ساتھی بات کر رہا ہوں"..... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ کیا وہ پیرس ہوٹل سے واپس نہیں آئے"..... لولی پاپ نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ تمہارا کوئی آدمی وہاں موجود ہے تو اس سے پوچھو۔ ہم پرنس کے لئے پریشان ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اس سے معلوم کرتا ہوں"..... لولی پاپ نے کہا۔

"او کے۔ معلوم کر کے ہمیں فوراً بتاؤ۔ ہم تمہاری کال کا انتظار کر رہے ہیں"..... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر وہ چاروں خاموشی سے لولی پاپ کی کال کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... صفدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"میرے آدمی نے بتایا ہے کہ پرنس کی گاڑی ہوٹل کے باہر کھڑی ہے مگر وہ پرنس کو نہیں پہچانتا۔ البتہ جیکسن کے آدمی دو افراد

کو کندھوں پر لاد کر لفٹ سے نیچے آئے تھے اور ایک گاڑی میں ان بے ہوش افراد کو ڈال کر ہوٹل سے باہر لے گئے تھے۔ ان میں ایک عورت اور ایک مرد تھا اور وہ دونوں ایکریمین لگتے تھے"..... لولی پاپ نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ وہ پرنس اور اس کی ساتھی لڑکی تھی"..... صفدر نے جلدی سے کہا۔

"کیا"..... دوسری طرف سے لولی پاپ نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیا تمہارے آدمی نے ان کا پیچھا کیا تھا"..... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ ضرور کرتا۔ وہ اس وقت ہال میں تھا جب جیکسن کے دو آدمی ان دو افراد کو لے کر گئے تھے۔ میرے آدمی نے محض دلچسپی کی خاطر ہال سے باہر آ کر ان کی کارروائی دیکھی تھی اور ان کی گاڑی ہوٹل سے باہر جانے کے بعد وہ دوبارہ ہال میں جانے کی بجائے باہر فٹ پاتھ پر آ کر پرنس کی گاڑی کی نگرانی کرنے لگا تھا۔ پندرہ بیس منٹ پہلے جیکسن کے آدمی واپس آ گئے تھے اور ان کی گاڑی اب ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موجود ہے"..... دوسری طرف سے لولی پاپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پرنس اور اس کی ساتھی لڑکی کو بے ہوش کر کے کسی دوسرے مقام پر پہنچا دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تم کیا

کر سکتے ہو۔ ان کا سراغ کیسے لگایا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جو آپ حکم کریں۔ آپ کا حکم میرے لئے پرنس کا حکم ہو گا۔ آپ کہیں تو جیکسن کو اس کے ہوٹل سمیت اڑا دوں''...... لولی پاپ نے کہا۔

''نہیں۔ اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہمیں جیکسن یا اس کے ساتھیوں سے اس جگہ کا ایڈریس معلوم کرنا ہے جہاں ان دونوں کو منتقل کیا گیا ہے اور پھر وہاں سے انہیں آزاد کرانے کی کوشش کرنی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں''...... لولی پاپ نے پوچھا۔

''کیا تمہارے آدمی کو جیکسن کے ان دونوں آدمیوں کے حلیئے یاد ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''یقیناً۔ وہ بہت ذہین ہے۔ وہ جیکسن کے آدمیوں کو فوراً پہچان لے گا''...... لولی پاپ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم پیرس ہوٹل جا رہے ہیں اس کا ایڈریس بتاؤ اور اپنے آدمی سے بھی کہہ دو کہ وہ ہوشیار رہے۔ کیا نام ہے اس کا''...... صفدر نے پوچھا۔

''اس کا نام کینڈی ہے۔ میں اسے اطلاع دے دیتا ہوں۔ ویسے آپ پکاڈلی کو ہمراہ لے جائیں۔ وہ آپ کو پیرس ہوٹل بھی لے جائے گا اور کینڈی سے بھی ملوا دے گا۔ مزید کسی چیز کی

ضرورت ہو تو مجھے موبائل فون پر بتا دیں۔ البتہ آپ سے درخواست ہے کہ ضروری اسلحہ لے کر جائیں۔ جیکسن بے حد خطرناک آدمی ہے اور اس کے آدمی ہوٹل میں آنے جانے والوں پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ اب تو وہ زیادہ محتاط ہوں گے''...... دوسری طرف سے لولی پاپ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم خیال رکھیں گے۔ او کے''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ خاور اور نعمانی اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ صفدر نے میز پر رکھے ہوئے ڈور فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس سر''...... فون سے پکاڈلی کی آواز سنائی دی جو باہر کمپاؤنڈ میں موجود تھا۔

''پکاڈلی۔ ہم باہر آ رہے ہیں تم نے ہمارے ساتھ پیرس ہوٹل تک چلنا ہے۔ ہمارے دو ساتھی یہاں موجود رہیں گے''...... صفدر نے کہا اور ڈور فون کا رسیور کریڈل پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''آؤ تنویر۔ نعمانی اور خاور یہاں رہیں گے۔ سب کا ایک ساتھ جانا مناسب نہیں ہے''...... صفدر نے تنویر سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں ہمیں ان کی ضرورت پڑ جائے۔ اگر یہ بھی ہمارے ساتھ کہیں پھنس گئے تو پھر کون ہمیں ٹریس کرے گا''...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو نعمانی اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیئے جبکہ صفدر، تنویر کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

نقاب پوش مارشل ڈربن نے دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز سن
چونکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا تو اس کا ایک ماتحت اندر
رہا تھا۔ اس شخص نے مارشل ڈربن کو سلام کیا اور پھر دروازہ بند
کے مارشل ڈربن کے طرف دیکھنے لگا۔

''تھامسن۔ عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک ٹریس نہیں ہ
سکے''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں تھامسن سے مخاطب ہو
کہا۔

''اوہ۔ مگر میں نے تو آپ کو ان کے حلیئے بتا دیئے تھ
چیف''...... تھامسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم سے غلطی ہوئی ہے کہ تم نے صرف ایئر پورٹ
تک ان کی نگرانی کی۔ اگر تم بھی ان کے ساتھ ہانگ کانگ چلے
جاتے اور وہاں سے فلپائن کے لئے ان کی فلائٹ کے بارے میں

اطلاع دیتے تو زیادہ بہتر تھا۔ اس صورت میں ہمارے آدمی صرف انہی کی فلائٹ کو چیک کرتے اور انہیں پہچان لیتے''...... مارشل ڈربن نے سگار کا کش لیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے سر۔ لیکن ایئر پورٹ پر پہنچ کر ہی مجھے علم ہوا کہ وہ ہانگ کانگ کی فلائٹ سے روانہ ہو رہے ہیں اور اس وقت میں کیسے سیٹ کنفرم کرا سکتا تھا''...... تھامسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب تم فوری طور پر جیکسن سے جا کر ملو۔ اس نے ایک ایکریمین جوڑے کو گرفتار کیا ہے جو اس سے ریڈ سٹارم اور اس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آیا تھا''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''رائٹ سر۔ انہیں جیکسن کے بارے میں کیسے پتہ چلا تھا''۔ تھامسن نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''انہوں نے جیکسن کے سامنے ولیم کا نام لیا تھا اور ولیم کے بارے میں تمہیں میں نے کل ہی بتا دیا تھا کہ وہ میجر پرمود کی منگیتر کیپٹن تمثیلہ کے تعاقب کے دوران غائب ہو گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے گرفتاری کے بعد بلگارنوی ایجنٹوں کے تشدد کے نتیجے میں انہیں ریڈ سٹارم اور جیکسن کے بارے میں کچھ بتا دیا ہو''۔ مارشل ڈربن نے کہا۔

''لیکن چیف۔ ایکریمین جوڑے کا میجر پرمود کے معاملے سے

کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... تھامسن نے چونک کر پوچھا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم جا کر اس جوڑے کو چیک کرو ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں پاکیشیائی ہوں اور انہوں نے ہانگ کانگ میں اپنے میک اپ تبدیل کر لئے ہوں''...... مارشل ڈربن نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ کیا آپ جیکسن کو میرے بارے میں اطلاع دے دیں گے''...... تھامسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے ڈولفن کو حکم دیا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں شہر کے ہوٹلوں میں تلاش کرے اور چونکہ ولیم کا پیرس ہوٹل پر جیکسن کے ساتھ رابطہ تھا اس لئے جیکسن کو بھی ہوشیار رہنے ہدایت کر دے۔ مجھے ڈولفن نے ہی چند منٹ پہلے فون پر بتایا کہ جیکسن نے ایکریمین جوڑے کو گرفتار کر لیا ہے۔ بہرحال تم اب وقت ضائع مت کرو اور روانہ ہو جاؤ۔ ڈولفن کو بھی میں نے ہدایت کی ہے کہ وہ ان دونوں کے میک اپ چیک کرے اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو ان کے باقی ساتھیوں کے ایڈریس معلوم کے انہیں گرفتار کر لیا جائے''...... مارشل ڈربن نے کہا تو تھامسن نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد مارشل ڈربن نے میز پر رکھے ہوئے فون رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ ڈولفن سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

سے ڈولفن کی آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بات کر رہا ہوں ڈولفن''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے ڈولفن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم نے ایکریمین جوڑے کو چیک کر لیا ہے''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں ابھی ابھی جیکسن کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچا ہوں۔ جیکسن نے ان دونوں کو یہاں بھجوا دیا تھا۔ یہاں بنگلے پر جیکسن کے ماتحت برنارڈ نے ان کے میک واش کئے تھے لیکن وہ میک اپ میں نہیں ہیں اور وہ اس وقت ہمارے سامنے زنجیروں میں جکڑے ہوئے بے بس پڑے ہیں''...... ڈولفن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے ان سے پوچھ گچھ نہیں کی''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''اب کروں گا چیف۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ انہیں ہوش میں لانے کے لئے برنارڈ نے ان پر زیرو الیون کا اسپرے کر دیا ہے۔ انہیں ابھی ہوش آ جائے گا''...... ڈولفن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے تھامسن کو ان دونوں کی پہچان کے لئے جیکسن کی طرف روانہ کیا ہے۔ وہ جیکسن سے اس عمارت کا ایڈریس

معلوم کر کے وہاں پہنچ جائے گا۔ اگر اس کے پہنچنے سے پہلے ان کی اصلیت معلوم کر لو تو مجھے فوراً کال کرنا''..... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ دو تین منٹ بعد انہیں ہوش آ جائے گا''..... ڈولفن نے کہا تو مارشل ڈربن نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

ہوش میں آنے پر عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس کی پہلی نگاہ فرش پر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا جسم فرش کی طرف جھکا ہوا اور کلائیاں بندھی ہوئی محسوس کیں۔ اس نے سر اونچا کر کے سامنے دیکھا تو سامنے کرسی پر ایک قوی ہیکل شخص کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے دائیں بائیں دیکھا تو اسے سچویشن سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ وہ اور جولیا دونوں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ البتہ جولیا کا جھکا ہوا چہرہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ابھی ہوش میں نہیں آئی۔ اس وقت وہ ایک ایسے وسیع کمرے میں تھے جس کا کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں تھی۔ یقیناً یہ جگہ کوئی تہہ خانہ تھی۔ سامنے کرسی پر بیٹھے شخص کے بائیں جانب ایک قوی الجثہ اور کسرتی بدن والا شخص کھڑا تھا اور دونوں ہی ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

عمران کو فوراً ہی اپنے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات یاد

آ گئے۔ پیرس ہوٹل میں جیکسن نے اس سے گفتگو کے دوران نجانے کیا کیا تھا کہ اچانک ان کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور ابھی وہ اس بو کے بارے میں اندازہ لگانے ہی لگا تھا کہ نہ صرف اس کا جسم سن ہو کر رہ گیا تھا بلکہ ذہن پر بھی بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آیا تھا۔ زنجیر ملنے کی آواز سن کر عمران نے جولیا کی طرف دیکھا تو اسے ہوش آ رہا تھا اور وہ سیدھی ہو رہی تھی۔

''کیا یہ تمہاری بیوی ہے''...... دفعتاً کرسی پر بیٹھے شخص نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ایسی باتیں نہیں پوچھی جاتیں''...... عمران نے چونک کر اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... اس شخص نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ تم انتہائی غیر مہذب ہو۔ کسی اجنبی سے اس کی بیوی کے بارے میں پوچھنا آداب کے خلاف ہے۔ اس لئے تم پہلے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہاری حیثیت کیا ہے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگر تمہیں میری حیثیت کا علم ہو جائے تو تم کیا کرو گے مسٹر عمران''...... اس شخص نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تو فوراً تمہیں اپنی بیوی کا بھائی بنا کر تمہارے ساتھ مچھلی کا شکار کرنے ساحل پر چلا جاؤں گا''...... عمران نے اطمینان بھرے

لہجے میں کہا۔

''تمیز سے بات کرو۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تم موت کے کتنے قریب ہو''...... اس شخص نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس وقت تو میں تمہاری اس سسٹر کے قریب ہوں جسے تم میری بیوی سمجھ رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے اسی لئے تم سے یہ بات کہی تھی کہ تمہاری اصلیت معلوم ہو جائے۔ اب کنفرم ہو گیا ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ لیڈر عمران ہو اور یقیناً یہ عورت تمہاری ساتھی ہے۔ مجھے تم اور تمہارے باقی چار ساتھیوں کے حلیئے بتائے گئے تھے مگر تم دونوں کی شکلیں اور ہیں اس لئے تمہارے میک اپ میں ہونے کا شبہ ہوا تو تمہارے چہرے واش کئے گئے لیکن میک واش نہ ہوئے تو مجھے شبہ ہوا کہ تم پاکیشیائی نہیں ایکریمین ہو تو تمہیں ہوش میں لایا گیا تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔ لیکن اب چونکہ تم نے مان لیا ہے کہ تم عمران ہو تو اب تم سے تمہارے باقی چار ساتھیوں کے بارے میں معلوم کروں گا''...... اس شخص نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تمہیں ہمارے حلیئے کس سے معلوم ہوئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''تمہاری پاکیشیا سے روانگی کے وقت ہی ہمیں اطلاع مل گئی تھی کہ تم پانچ ساتھیوں کے ہمراہ ہانگ کانگ جا رہے ہو۔ اس سے تم

بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہمارے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ رہا تعارف تو مجھے ڈولفن کہتے ہیں۔ تمہیں گرفتار کر کے جیکسن نے ہوٹل سے اپنے اس ٹھکانے پر پہنچا دیا اور مجھے اس نے بتایا کہ تمہارے میک اپ واش نہیں ہوئے تو میں خود یہاں آ گیا“...... ڈولفن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم جیکسن کے ساتھی ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ میرا الگ بزنس ہے۔ البتہ میں نے ہی جیکسن کو تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کے حلیئے بتا کر ہدایت کی تھی کہ تم لوگ اس تک پہنچو تو تمہیں گرفتار کر لیا جائے جبکہ میں اور میرے ساتھی تم لوگوں کو دوسرے ہوٹلوں میں تلاش کرتے رہے“...... ڈولفن نے کہا۔

”عجیب بات ہے۔ ہمیں تمہارے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ نہ ہماری تم سے کوئی دشمنی ہے۔ پھر تم ہمیں پکڑ کر کیوں خوش ہو رہے ہو۔ ہم تو جیکسن سے بات کرنے گئے تھے مگر اس نے دھوکے سے ہمیں بے ہوش کر ڈالا“...... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ میرے پاس تمہارے ڈیتھ وارنٹ ہیں اور ابھی مجھے تمہارے باقی ساتھیوں کو بھی ختم کرنا ہے اس لئے بے مقصد باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے مجھے اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں“...... ڈولفن نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہماری موت کے وارنٹ تمہیں ریڈ سٹارم کے چیف نے دیئے

ہیں یا سرکاری عدالت نے“...... عمران نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

”چیف نے۔ اور اسی نے مجھے تمہارے حلیئے بھی بتائے تھے کہ تم کسی فلائٹ سے ایئر پورٹ پہنچو گے لیکن فلائٹ۔ اور ایئر لائنز کا نام معلوم نہ ہونے کے سبب ہم لوگ تمہیں ایئر پورٹ پر ٹریس نہ کر سکے“...... ڈولفن نے کہا۔

عمران اس سے باتیں کرنے کے دوران انگلیوں سے ان کڑوں کو مسلسل ٹٹول رہا تھا جس میں اس کی کلائیاں جکڑی ہوئی تھیں لیکن انہیں کھولنے کا سسٹم اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کیونکہ کڑوں میں نہ تو کوئی جوڑ محسوس ہو رہا تھا اور نہ کوئی لاک وغیرہ۔ چنانچہ وہ ابھی تک ان کڑوں سے اپنی کلائیاں آزاد نہ کرا سکا تھا۔ جولیا بھی مکمل طور پر ہوش میں تھی اور وہ بھی کڑوں سے ہاتھ آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

”پاکیشیا سے تمہارے چیف کو کس نے ہماری روانگی کی اطلاع دی تھی“...... عمران نے ڈولفن سے پوچھا۔

”اب چونکہ تم قتل کئے جانے والے ہو اس لئے تمہیں بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پاکیشیا میں ہمارا ساتھی تھامسن تمہاری نگرانی کر رہا تھا اور ابھی تم اسے دیکھ ہی لو گے۔ وہ یہاں آ رہا ہے تمہاری پہچان کرنے کے لئے کیونکہ اسی نے چیف کو تمہارے حلیئے بتائے تھے“...... ڈولفن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا واقعی۔ تم ہمیں قتل کر دو گے مسٹر ڈولفن“...... عمران نے

خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ چیف کا یہی حکم ہے اور حکم کی تعمیل کرنا میرا فرض ہے''۔ ڈولفن نے حتمی لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مگر قتل کرنے سے پہلے تم اپنے چیف کا نام تو بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''وہ ہمیں اپنا نام مارشل ڈربن بتاتا ہے۔ ہوسکتا ہے یہی اس کا اصل نام ہو''...... ڈولفن نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی تمہاری تنظیم کا ممبر ہے''...... عمران نے ڈولفن کے قریب کھڑے مشین گن بردار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ جیکسن کا ساتھی ہے۔ اس عمارت کا انچارج اور اب تم مجھے اپنے باقی ساتھیوں کا ایڈریس بتا دو''...... ڈولفن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تھامسن کو آنے دو۔ پھر تسلی سے پوچھ لینا۔ میں کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ آئے یا نہ آئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چیف نے اسے صرف تمہاری پہچان کے لئے بھیجا ہے جبکہ یہ مرحلہ طے ہو چکا ہے اور میں جان چکا ہوں کہ تم عمران ہو اور یہ تمہاری ساتھی عورت ہے''...... ڈولفن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''میری ساتھی کے بارے میں تم غلط فہمی کا شکار ہو مسٹر ڈولفن''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسی غلط فہمی''...... ڈولفن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''تم اسے عورت سمجھ رہے ہو حالانکہ یہ عورت نہیں لڑکی ہے۔ شادی سے پہلے اسے عورت نہیں کہا جا سکتا''...... عمران نے کہا۔

''تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... ڈولفن نے سخت لہجے میں کہا۔

''تمہارے چیف کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں''...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''یہ میں تمہاری لاش کو بتاؤں گا''...... ڈولفن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قریب کھڑے مسلح شخص کی طرف دیکھا۔

''برنارڈ''...... ڈولفن نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... برنارڈ نے جلدی سے کہا اور کندھے سے مشین گن اتار کر ہاتھوں میں پکڑ لی۔

''عمران۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ تمہارے چاروں ساتھی کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں''...... ڈولفن نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں۔ جب میں ان سے جدا ہوا تھا تو وہ چل رہے تھے۔ اب معلوم نہیں کہ کہیں ٹھہر گئے ہیں یا ابھی تک چل رہے ہیں۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں دوڑ کر دیکھ کر آتا ہوں''۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو ڈولفن دانت پیستا ہوا ایک جھٹکے سے

کھڑا ہو گیا۔

''لاؤ''...... ڈولفن نے برنارڈ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا تو برنارڈ نے فوراً مشین گن اس کے ہاتھوں میں دے دی۔ ڈولفن نے مشین گن کا چیمبر چیک کیا اور پیچھے ہٹ کر گن کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر درندگی ناچ رہی تھی۔ ٹھیک اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں بیک وقت چونک پڑے۔

''جاؤ دیکھو باہر۔ تھامسن آیا ہو گا''...... ڈولفن نے برنارڈ کی طرف دیکھے بغیر سخت لہجے میں کہا تو وہ تیزی سے پلٹ کر تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔

''عمران۔ میں تین تک گنوں گا۔ اگر تم نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں نہ بتایا تو تین کے بعد میں فائر کھول دوں گا''...... ڈولفن نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے گنتی گننا شروع کر دی۔ عمران کے اعصاب یکدم تن تھے۔ وہ ابھی تک اپنی کلائیوں کو کڑوں سے آزاد نہیں کرا سکا تھا اور اسے ڈولفن کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ فائر کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔

''ایک۔ دو''...... ڈولفن نے تین چار سیکنڈ بعد کہا تو عمران کو اپنے کانوں میں موت کی سرسراہٹ سنائی دینے لگی لیکن اس سے پہلے کہ ڈولفن تین کہتا باہر سے ایک کربناک چیخ ابھری اور اس کے

ساتھ ہی جولیا اپنی جگہ سے فٹ بال کی مانند اچھل کر ڈولفن سے جا ٹکرائی۔ ڈولفن کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جولیا کی لات اس کے سینے پر پڑی اور ڈولفن کراہتا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ جولیا نے اس پر چھلانگ لگائی اور ڈولفن یکدم کروٹ لے کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور جولیا اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر آ گری اور ڈولفن نے تیزی سے پلٹ کر جولیا کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس کی پشت پر اپنا داہنا گھٹنا جما کر اسے بے بس کر دیا۔

پکاڈلی نے پیرس ہوٹل سے چند قدم پیچھے کار فٹ پاتھ کے ساتھ روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ ہوٹل کے گیٹ کی دوسری جانب وہ کار کھڑی تھی جس پر جولیا اور عمران بنگلے سے اس طرف آئے تھے۔ پکاڈلی نے عقبی نشست پر بیٹھے صفدر اور تنویر کو اس کار کے بارے میں بتایا تو وہ دونوں کار سے اتر آئے۔ پکاڈلی نے عمران کی کار کے قریب فٹ پاتھ پر کھڑے ایک شخص کو اشارہ کیا تو وہ فوراً ہی ان کے قریب آ گیا۔ تنویر اور صفدر اسے دیکھ کر سمجھ گئے کہ وہ لولی پاپ کا ماتحت کینڈی ہے۔

''یہ کینڈی ہے''...... پکاڈلی نے آنے والے کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''کینڈی۔ تمہیں لولی پاپ نے فون کیا ہے''...... صفدر نے آہستہ سے کینڈی سے پوچھا۔

''یس سر۔ اس نے آپ کی آمد کی مجھے اطلاع دی ہے''۔ کینڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا جیکسن ابھی ہوٹل میں موجود ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ ابھی تک باہر نہیں آیا''...... کینڈی نے کہا۔

''کیا تم ہمیں اس کے کمرے تک لے جا سکتے ہو''...... صفدر نے گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا آفس ففتھ فلور پر ہے جناب اور وہاں اس کے مسلح آدمی موجود رہتے ہیں۔ جونہی آپ اس فلور پر پہنچیں گے اس کے آدمی آپ کو پکڑ لیں گے یا فائرنگ کر دیں گے''...... کینڈی نے کہا اور اسی لمحے ہوٹل کے گیٹ سے ایک کار نکل کر سڑک پر آ گئی۔ کینڈی نے کار کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ سرخ رنگ کی کیڈلاک تھی۔

''کیا بات ہے''...... تنویر نے کینڈی سے پوچھا۔

''اس کار میں ایک ایکریمین مرد اور عورت کو لے جایا گیا تھا جناب''...... کینڈی نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیا یہی دونوں آدمی تھے اس وقت بھی''...... صفدر نے کار کی طرف دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ڈرائیونگ کرنے والا انہی میں سے ایک ہے جبکہ پیچھے بیٹھا شخص کوئی اور ہے اور یہ پانچ چھ منٹ پہلے ہی یہاں آیا تھا اور اس کی گاڑی کمپاؤنڈ میں کھڑی ہے''...... کینڈی نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جیکسن کی نگرانی کرتے رہو ہم ان کے پیچھے جاتے ہیں۔ آؤ پکاڈلی"...... صفدر نے تیزی سے اپنی گاڑی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اتنی دیر میں سرخ رنگ کی کیڈلاک فاصلے پر پہنچ چکی تھی۔ وہ تینوں اپنی کار میں بیٹھے اور پکاڈلی تیزی سے انجن سٹارٹ کر کے اس سمت میں کار دوڑا دی جس طرف سرخ رنگ کا کیڈلاک جا رہی تھی۔ درمیان میں پانچ چھ گاڑیاں حائل تھیں۔

"پکاڈلی۔ تمہیں یقین ہے کہ کینڈی نے ڈرائیونگ کرنے وا کو درست پہچانا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"یس سر۔ ہمارے لوگ جس آدمی کو ایک مرتبہ دیکھ لیں ا فوراً پہچان لیتے ہیں"...... پکاڈلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اگلی گاڑیوں کو اوورٹیک کر کے رفتار کم کر دینا کیڈلاک اور ہمارے درمیان ایک گاڑی کا فاصلہ کافی ہے۔ درمیان میں ایک گاڑی حائل رہے گی تو انہیں اپنے تعاقب کا پتہ نہیں چ گا"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو قابو کر کے اس عمارت ایڈریس معلوم کر لیا جائے جہاں عمران اور جولیا کو لے جایا گیا ہے تعاقب میں تو کافی وقت ضائع ہوگا"...... تنویر نے صفدر سے کہا۔

"ٹریفک کے ہجوم میں ہم نے انہیں روکا تو ٹریفک جام

جائے گی اور ہمارا مقصد بھی پورا نہ ہوگا۔ اس لئے فی الحال ان کی منزل معلوم کرنا بہتر ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھیوں کی طرف ہی جا رہے ہوں"...... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پانچ چھ منٹ بعد ان کی کار سرخ کیڈلاک سے تقریباً بیس گز کے فاصلے پر پہنچ گئی تو پکاڈلی نے رفتار کم کر دی۔ اب دونوں گاڑیوں کے درمیان صرف ایک کار حائل تھی۔ مختلف سڑکوں پر دوڑنے کے بعد سرخ کیڈلاک ایک خوبصورت کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس سڑک پر ٹریفک کم تھی اور اب وہ سرخ کیڈلاک سے تیں چالیس گز کے فاصلے پر تھے کیونکہ درمیان میں حائل گاڑی پانچ منٹ پہلے ہی کسی اور جانب مڑ گئی تھی اور صفدر کی ہدایت پر پکاڈلی نے سرخ کار سے اپنا فاصلہ بڑھا دیا تھا۔

"اوہ۔ رفتار بڑھاؤ۔ کہیں وہ گم نہ ہو جائے"...... صفدر نے پکاڈلی سے کہا تو اس نے رفتار میں اضافہ کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب انہیں روک لینا چاہئے"...... تنویر نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ پکاڈلی نے گلی کے پاس پہنچ کر گلی میں کار موڑی ہی تھی کہ یکدم اس کا پاؤں بریک پیڈل پر دبتا چلا گیا۔ اس کے باوجود بھی رکتے رکتے ان کی کار کا بمپر آگے کھڑی سرخ رنگ کی کیڈلاک سے ٹکرا گیا۔ کار رکتے ہی سرخ کیڈلاک کا بونٹ کی آڑ میں بیٹھا ہوا شخص تیزی سے اٹھا اور اس نے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ ان کے سنبھلنے سے

پہلے ہی وہ آدمی پکاڈلی کے قریب پہنچ گیا۔ وہ سرخ کیڈلاک ڈرائیور تھا اور شکل سے فلپائنی دکھائی دے رہا تھا۔

''خبردار۔ تم میں سے کسی نے حرکت کی تو بھون ڈالوں گا'' اس شخص نے ریوالور کا رخ پکاڈلی کی طرف کر کے چیختے ہوئے تنویر اور صفدر نے کوئی حرکت نہ کی۔ اسی لمحے سرخ کیڈلاک کا پچھ دروازہ کھلا اور دوسری آدمی باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور تھا اور وہ ریوالور کا رخ ان کی طرف کئے قریب آیا پچھلے دروازے کے پاس رک کر ریوالور صفدر پر تان لیا۔

''تم تینوں ہاتھ اٹھا کر باہر نکل آؤ۔ ریوالور نکالنے کی کوشش تو مارے جاؤ گے''...... ریوالور بردار نے تحکمانہ لہجے میں کہا جو فام ایکریمین تھا اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ فائر کرنے سے د نہیں کرے گا۔ صفدر اور تنویر نے ہاتھ بلند کئے تو سفید فام نے ا ہاتھ سے دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔ سفید فام فوراً ہی صفدر کے سینے پر ریوالور کی نال رکھ دی۔ پکاڈلی بھی کار اترا تو فلپائنی ڈرائیور نے مشین پسٹل اس کے پہلو سے لگا دیا۔

''مسٹر تھامسن۔ یہ تو لولی پاپ کا آدمی ہے''...... اس شخص سفید فام کو مخاطب کر کے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تھرڈ ورلڈ کلب کا مالک لولی پاپ''...... سفید فام چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اسے میں نے اپنے ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ پر د

تھا''...... ڈرائیور نے کہا۔

''اسے بے ہوش کر دو اور ان کی تلاشی لو۔ جلدی کرو''۔ تھامسن نے تیزی سے کہا مگر اس کی نگاہیں صفدر اور تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔ ڈرائیور نے فوراً ہی مشین پسٹل بلند کیا اور پکاڈلی کے سر پر ضرب لگانے ہی والا تھا کہ پکاڈلی نے یکدم ہاتھ بلند کر کے اس کی پسٹل والی کلائی پکڑی اور اچھل کر اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ ڈرائیور کے ہاتھ سے مشین پسٹل چھوٹ گیا اور اس نے بلبلا کر ایک ہاتھ اپنی ناک پر رکھا ہی تھا کہ پکاڈلی نے اس کے پیٹ میں لات جمائی اور وہ کراہتا ہوا لڑکھڑا کر دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔ تھامسن نے اس کی بلبلاہٹ سن کر اس کی طرف دیکھا اور اسی لمحے صفدر نے پھرتی سے اس کے ریوالور پر ہاتھ مارتے ہوئے دوسرے ہاتھ کا گھونسا تھامسن کے جبڑے پر مار دیا۔ تھامسن لڑکھڑایا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا مگر اس نے فوراً ہی سنبھل کر صفدر پر جست لگائی جبکہ تنویر پکاڈلی کی طرف لپکا تھا۔

پکاڈلی اچھا خاصا لڑاکا ثابت ہوا تھا۔ اس نے ڈرائیور کے مشین پسٹل کی طرف چھلانگ لگائی مگر اسی لمحے ڈرائیور نے تیزی سے سنبھل کر اس پر جست لگائی اور پکاڈلی کو دبوچ لیا۔ پکاڈلی نے اس کے بازوؤں کا گھیرا توڑنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ تنویر نے ان کے قریب پہنچتے ہی ڈرائیور کی پشت سے اس کی گردن پکڑ کر گھمائی اور اس کے منہ پر گھونسا مار دیا۔ ڈرائیور کے بازو کھل گئے اور وہ

کراہتا ہوا ایک طرف جھکا ہی تھا کہ تنویر نے اس کے پہلو پر ٹھو
جمائی اور وہ زمین پر جا گرا۔ تنویر نے فوراً ہی جیب سے ریوالور نکا
اور اس پر تان لیا۔

ادھر صفدر نے تھامسن کو ہاتھوں پر روکا اور اس کے جبڑے پر
مار دیا۔ تھامسن کراہتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ صفدر نے اچھل کر اس
کے سینے پر فلائنگ کک ماری اور وہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ پیچھے
گرا۔ صفدر نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکالا اور اس سے پہلے کہ
تھامسن زمین سے اٹھتا اس نے تھامسن کو ریوالور سے کور کر لیا۔
پکاڈلی نے ڈرائیور کا مشن پسٹل اٹھا لیا تھا۔ گلی اگرچہ سنسان تھی مگر
کسی بھی لمحے کوئی گاڑی ادھر آ سکتی تھی۔

''بس۔ آرام سے پڑے رہو۔ حرکت کی تو کھوپڑی میں سوراخ
کر دوں گا''...... صفدر نے تھامسن سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ڈرائیور کو آف کر دیا جائے''...... تنویر نے ڈرائیور کو
گھورتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

''نہیں۔ فی الحال اسے ہاف آف کرنا ہے''...... صفدر نے
تھامسن کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے اس
نے جیب میں ہاتھ ڈال کر گیس پسٹل نکال لیا اور تھامسن کے
چہرے پر گیس فائر کر دیا۔ سرخ رنگ کی بے ہوش کر دینے والی
گیس کی ایک باریک سی لکیر گیس پسٹل کے دہانے سے ایک لمحے
کے لئے نکلی اور سیدھی تھامسن کے چہرے سے ٹکرا کر ہوا میں تحلیل

ہو گئی۔ تھامسن چونکا مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس پر بے ہوشی
طاری ہوتی چلی گئی۔

''پکاڈلی۔ تم اسے اپنی گاڑی میں ڈال کر اپنے ٹھکانے پر لے
چلو۔ ہم دوسرے کے ساتھ جاتے ہیں''...... صفدر نے پکاڈلی کو
ہدایت کی تو اس نے مشین پسٹل صفدر کے حوالے کیا اور تھامسن کو
اٹھا کر اپنی کار کی عقبی نشست کے نیچے ڈال دیا۔

''چلو۔ تم اپنی گاڑی ڈرائیو کرو گے۔ اٹھو''...... تنویر نے سرخ
رنگ کی کیڈلاک کے ڈرائیور کو حکم دیا تو وہ اسے گھورتے ہوئے کھڑا
ہو گیا۔ صفدر نے قریب آ کر اس کی پشت سے مشین پسٹل لگایا اور
اس کی جیبوں کو ٹٹولا لیکن اس کی جیبوں میں کوئی ہتھیار نہیں تھا۔

''چلو بیٹھو۔ بھاگنے یا الجھنے کی کوشش کی تو چھلنی کر دوں گا''۔
صفدر نے ڈرائیور کو دھکیلتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو ڈرائیور آگے
بڑھا۔ تنویر جلدی سے کیڈلاک کی عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ پھر جونہی
ڈرائیور اپنی سیٹ پر بیٹھا اس نے ڈرائیور کی گردن سے ریوالور کی
نال لگا دی۔ صفدر بھی تنویر کے ساتھ بیٹھ گیا۔

''کہاں چلنا ہے''...... ڈرائیور نے انجن سٹارٹ کرتے ہوئے
پوچھا جبکہ پکاڈلی اپنی کار میں بیٹھ کر کار بیک کر رہا تھا۔

''وہیں جہاں تم تھامسن کو لے جا رہے تھے''......تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں اسے کہاں لے جا رہا تھا''۔
ڈرائیور نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیا تم نہیں جانتے'' ...... تنویر نے غصے سے پوچھا۔

''نہیں۔ تھامسن نے بتایا نہیں تھا۔ صرف یہی بتا رہا تھا کہ اب کس سڑک پر مڑنا ہے'' ...... ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر تو یہ ہمارے لئے بے کار ہے۔ اس کی گردن میں سوراخ کر دو'' ...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

''سنو مسٹر۔ مگر پہلے اپنا نام بتا دو'' ...... تنویر نے اس کی گردن سے ریوالور کی نال لگاتے ہوئے غصے سے کہا۔

''فلپ'' ...... ڈرائیور نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''ہمیں تم جیکسن کے اس ٹھکانے پر لے چلو جہاں تم کچھ دیر پہلے ایکریمین جوڑے کو بے ہوشی کی حالت میں پہنچا کر آئے تھے۔ اگر تم نے انکار کیا تو ہم تمہیں ختم کر کے تھامسن سے وہاں کا ایڈریس معلوم کر لیں گے'' ...... صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیا۔ کیا تم اس ایکریمین جوڑے کے ساتھی ہو'' ...... فلپ نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ لیکن اب دیر مت کرو۔ ہری اپ'' ...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو فلپ نے جلدی سے انجن سٹارٹ کیا اور کار بیک کرنے لگا۔ پکاڈلی وہاں سے جا چکا تھا۔ فلپ نے گلی سے نکل کر کار کا رخ اسی سمت کر دیا جس سمت وہ پہلے تھامسن کے ہمراہ جا رہا تھا۔ اس سڑک پر دو منٹ بعد اس نے بائیں ہاتھ پر واقع سڑک پر کار موڑی اور بائیں جانب کے چوتھے بنگلے کے گیٹ پر پہنچ کر کار

روک دی۔ بنگلے کا بڑا گیٹ بند تھا اور پہلو میں دیوار پر نیم پلیٹ نصب تھی۔

''اس بنگلے میں کون رہتا ہے'' ...... صفدر نے نیم پلیٹ پر لکھا نام پڑھ کر فلپ سے پوچھا۔

''برنارڈ۔ وہی اس عمارت کا انچارج ہے'' ...... فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایکریمین جوڑے کو تم نے برنارڈ کے حوالے کیا تھا یا اس کے آدمیوں کے۔ اور انہیں کس کمرے میں رکھا گیا ہے'' ...... صفدر نے پوچھا۔

''ہم نے کمپاؤنڈ میں جا کر انہیں کار سے نکال کر برنارڈ کے حوالے کر دیا تھا اور فوراً واپس چل دیئے تھے۔ ہمارا کام صرف اتنا ہی تھا۔ بعد میں برنارڈ نے ایکریمین جوڑے سے کیا سلوک کیا مجھے معلوم نہیں ہے'' ...... فلپ نے کہا۔

''کیا تم نے اندر برنارڈ کے آدمیوں کو نہیں دیکھا تھا'' ...... تنویر نے پوچھا۔

''نہیں۔ غالباً وہ اس بنگلے میں تنہا رہتا ہے۔ کیونکہ وہی گیٹ کھولنے آیا تھا'' ...... فلپ نے ناگوار لہجے میں کہا تو صفدر نے یکدم اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا۔ فلپ کراہتا ہوا اسٹیئرنگ پر جھکا اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔ تنویر نے کار سے اترتے ہوئے ریوالور جیب میں رکھا اور صفدر بھی نیچے اتر آیا۔ گیٹ کے

قریب پہنچ کر صفدر نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور دوسری جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر گیٹ کے ذیلی دروازے کے پاس آ گیا جبکہ تنویر نے گیٹ کے دوسرے پہلو میں دیوار پر نصب ڈور فون کی بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... چند لمحوں بعد ڈور فون سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''تھامسن''......تنویر نے تھامسن کے لہجے میں کہا۔

''ٹھہرو۔ کھول رہا ہوں''...... اندر سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور ڈور فون سے کٹک کی آواز سنائی دی۔ پھر تین چار سیکنڈ بعد ذیلی دروازہ کھلا اور ایک قوی ہیکل شخص نے باہر جھانکا ہی تھا کہ صفدر نے تیزی سے ریوالور کی نال اس آدمی کے سینے پر رکھی اور ریوالور سے اسے پیچھے دھکیلتا ہوا اندر گھس آیا۔ وہ آدمی تنویر کو نہ دیکھ سکا تھا۔

''اوہ۔ میں سمجھا نہیں سر''...... اس شخص نے حیرت سے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا تم برنارڈ ہو''......صفدر نے تھامسن کے لہجے میں کہا۔

''یس سر''......اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا کوئی اور ہو گا''...... صفدر نے کمپاؤنڈ کا کن انکھیوں سے جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرے سوا یہاں کوئی نہیں رہتا۔ باس جیکسن نے مسٹر ڈولفن کو فون پر اطلاع دی تھی کہ آپ آ رہے ہیں اور آپ اس

ایکریمین جوڑے کو پہچانیں گے۔ مسٹر ڈولفن آپ کا انتظار کر رہے ہیں''...... برنارڈ نے کہا۔

''اچھا۔ ڈولفن کہاں ہے''...... صفدر نے اس کے سینے سے ریوالور ہٹاتے ہوئے کہا۔

''لاک اپ میں ان دونوں سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ آیئے''...... برنارڈ نے کہا۔

''آ جاؤ تنویر''...... صفدر نے تنویر سے کہا تو باہر کھڑا تنویر جو ان کی باتیں سن رہا تھا وہ ذیلی دروازے سے اندر آ گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اسے دیکھ کر برناڈ چونک پڑا۔

''چلو ڈولفن کے پاس''...... صفدر نے برنارڈ سے کہا تو برنارڈ پلٹ کر برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ پورچ میں دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ صفدر اور تنویر اس سے دو قدم پیچھے چل رہے تھے۔ پہلی گاڑی کے قریب پہنچتے ہی برنارڈ یکدم ایڑیوں کے بل گھوما اور اس نے تنویر کے منہ پر گھونسا مار دیا مگر تنویر غافل نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے برنارڈ کا گھونسا اپنی کلائی پر روکا اور دوسرے ہاتھ میں موجود ریوالور سے اس کے پیٹ میں فائر کر دیا۔ برنارڈ کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ صفدر نے تنویر کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

ڈولفن نے جولیا کی کمر پر گھٹنے کا دباؤ ڈال کر اسے بے بس کر دیا تھا اور اب وہ اس کے سر کے بال کھینچ رہا تھا۔ جولیا اوندھے منہ فرش پر پڑی تھی اور ڈولفن کی گرفت سے نکلنے کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔ عمران ابھی تک اپنے ہاتھ کڑوں سے آزاد نہیں کرا سکا تھا۔

"ڈولفن۔ اس کے بال چھوڑ دو ورنہ میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ میں تم دونوں کو ختم کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا"۔ ڈولفن نے عمران کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے کہا اور دوبارہ جولیا کے بالوں کو جھٹکا دینے لگا۔

"ختم ہی کرنا ہے تو اپنی مشین گن سے کرو۔ اس طرح تو عورتیں کرتی ہیں جس طرح تم کر رہے ہو۔ بزدل آدمی"...... عمران

نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی فکر کرو۔ اس کے بعد میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تم میرے خوف سے ڈرتے رہو گے"...... ڈولفن نے غضبناک لہجے میں کہا اور پھر اس نے دوسرا گھٹنا بھی جولیا کی کمر پر رکھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ کربناک چیخ مار کر پہلو کے بل فرش پر لڑھک گیا۔ جولیا تیزی سے کروٹ لے کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عمران نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں صفدر کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور نظر آ رہا تھا جس کی نال سے دھواں خارج ہو رہا تھا۔ صفدر اندر آ گیا۔ ڈولفن آخری سانس لے رہا تھا۔

"جولیا۔ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا"...... عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں عمران صاحب۔ البتہ ہمیں یہاں پہنچنے میں کچھ دیر ہو گئی ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے تنویر بھی کمرے میں داخل ہوا اور وہ تینوں اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور تھا۔

"کیا یہی ڈولفن ہے"...... تنویر نے ڈولفن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہیل مچھلی بھی موجود ہے مگر تم کسے شکار کرنے آئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا جبکہ

صفدر آگے بڑھ کر عمران کی کلائیوں سے کڑے کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ ناکام رہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے لگ رہا ہے کہ یہ کڑے کسی خاص میکنیزم سے کھولے اور بند کئے جاتے ہیں''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مگر جولیا نے کیسے کھول لئے تھے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اسی طرح جیسے ہاتھوں میں لچک پیدا کر کے کلائیوں میں چوڑیاں پہنی جاتی ہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''برنارڈ کہاں ہے۔ اسے ان کڑوں کو کھولنے کا سسٹم معلوم ہو گا''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''اسے ختم کر دیا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ تم نے اسے بھی مار ڈالا اور ڈولفن کو بھی۔ ان سے تو ان کے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس معلوم کرنا تھا''...... عمران نے کہا۔

''میں ابھی آتا ہوں''...... صفدر نے کسی خیال کے تحت کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

''تھامسن سے آپ کو معلومات حاصل ہو جائیں گی''...... تنویر نے عمران کی کلائیوں کے کڑے چیک کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا۔ برنارڈ اسی کے لئے گیٹ کھولنے گیا تھا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اور آئے گا بھی نہیں کیونکہ ہم نے اسے اپنے بنگلے پر پہنچا دیا ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ تم اس تک کیسے پہنچے۔ جلدی بتاؤ ورنہ حیرت سے میرا دل نکل کر جولیا کے قدموں میں جا گرے گا''...... عمران نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''اسے ہم نے جیکسن کے ہوٹل سے ٹریس کیا تھا''...... تنویر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا اور پھر وہ تفصیل بتانے لگا۔ اسی دوران صفدر واپس آ گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول نما آلہ تھا۔ اس نے قریب آ کر عمران کی کلائی کی جانب ریموٹ کا رخ کرتے ہوئے اس کا بٹن پریس کیا تو دوسرے ہی لمحے عمران کی کلائیوں میں موجود کڑے کھل گئے اور اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔

''اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ کڑے ریموٹ کنٹرولڈ ہیں''۔ جولیا نے صفدر سے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''دراصل مجھے شک ہوا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''جولیا پر یا مجھ پر''...... عمران نے جلدی سے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا جبکہ تنویر نے برا سا منہ بنا لیا تھا۔

''نہیں۔ برنارڈ پر۔ کیونکہ جیکسن نے آپ دونوں کو بے ہوش کر کے یہاں بھیجا تھا اور اس عمارت میں صرف برنارڈ ہی رہتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے برنارڈ کے پاس ہی کڑوں کو کھولنے کا کوئی آلہ ہو گا اس لئے میں نے باہر جا کر اس کی تلاشی لی تو یہ

ریموٹ کنٹرول نما آلہ مل گیا۔ چنانچہ میں نے یہاں آ کر کڑ کھول دیئے''...... صفدر نے کہا۔

''اور اگر یہ ٹی وی کا ریموٹ کنٹرول ہوتا تو پھر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹی وی کا ریموٹ جیب میں نہیں رکھا جاتا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ تم ڈولفن کی تلاشی لو۔ میں صفدر کے ساتھ کمروں کو چیک کرتا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں چیک کر آیا ہوں۔ تمام کمرے خالی ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے یہاں کوئی تہہ خانہ بھی ہو اور اس میں ہیجر پر مودل جائے۔ آؤ صفدر''...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر عمران کے پیچھے باہر چلا گیا۔ جولیا کرسی پر بیٹھی اپنے پرس سے چھوٹا سا ہیئر برش نکال کر اپنے بال سنوار رہی تھی۔ تنویر نے ڈولفن کو سیدھا کیا اور اس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگا۔ اس کی ایک جیب سے صرف پرس برآمد ہوا جو اس نے نکال لیا۔ تنویر نے پرس کھول کر دیکھا تو سوائے کرنسی کے اس میں کوئی کام کی چیز نہ تھی۔ پھر دوسری جیب سے گاڑی کی چابیاں ملیں۔ کی رنگ میں چابیوں کے ساتھ پیتل کا چھوٹا سا مصنوعی ہاتھی بھی تھا جس کی آنکھوں کی جگہ سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے موتی جڑے ہوئے

تھے۔ چند منٹ بعد عمران اور صفدر واپس آ گئے تو جولیا نے سوالیہ انداز میں صفدر کی طرف دیکھا۔

''کچھ نہیں ملا۔ کسی تہہ خانے کے آثار دکھائی نہیں دیئے''۔ صفدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ اب تھامسن سے ہی معلوم ہو سکے گا ہیڈکوارٹر کے بارے میں۔ وہی پاکیشیا میں ہماری نگرانی کر رہا تھا اور اسی نے اپنے چیف کو ہماری وہاں سے روانگی کی اطلاع دی تھی''...... عمران نے تنویر سے ڈولفن کا پرس اور کی رنگ لیتے ہوئے کہا۔

''یہ تو اچھا ہوا کہ ہانگ کانگ میں ہم میک اپ تبدیل کر کے دوسرے کاغذات کے ساتھ یہاں آئے تھے ورنہ شاید راستے میں ہی ہم پر حملہ کر دیا جاتا''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ تینوں عمران کے ساتھ باہر آ گئے۔ کمپاؤنڈ میں برنارڈ کی لاش پڑی تھی۔ گیٹ سے باہر جیکسن کا ماتحت فلپ کار میں بے ہوش پڑا تھا۔ ڈولفن کی گاڑی کمپاؤنڈ میں موجود تھی جس کی چابیاں عمران کے پاس تھیں۔

''صفدر۔ تم باہر کھڑی گاڑی میں چلو۔ فلپ کو اٹھا کر پچھلی سیٹوں میں ڈال دینا۔ اس سے بھی کچھ معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ جولیا اور میں ڈولفن کی گاڑی میں آتے ہیں''...... عمران نے صفدر کو ہدایت کرتے ہوئے کہا اور پھر دو منٹ بعد دونوں گاڑیاں شہر کی طرف دوڑ رہی تھیں۔ عمران کی گاڑی کے پیچھے صفدر اور تنویر کی گاڑی تھی۔ بیس منٹ بعد وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ پکاڈلی نے گیٹ کھولا اور

دونوں گاڑیوں کے اندر آ جانے کے بعد اس نے گیٹ بند کر دیا۔ کمپاؤنڈ میں گاڑیاں روک کر وہ نیچے اترے تو پکاڈلی قریب آ گیا۔

"سناؤ۔ تھامسن تو ہوش تو نہیں آیا۔ وہ کہاں ہے"...... صفدر نے پکاڈلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پتہ نہیں جناب۔ میں اسے تہہ خانے میں بند کر کے یہاں آ گیا تھا"...... پکاڈلی نے کہا۔

"چلو۔ تہہ خانہ دکھاؤ۔ لگے ہاتھوں اس سے بھی پوچھ گچھ کر لی جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ فلپ کا کیا کرنا ہے"...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے ڈرائنگ روم میں لے جاؤ۔ میں اور صفدر تہہ خانے میں جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ پکاڈلی کے ساتھ برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کمرے میں نقاب پوش مارشل ڈربن بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس نے فون پر تھامسن سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ مل رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اضطراب میں مبتلا تھا کہ دفعتاً اسے ایک خیال آیا اور وہ اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ جیکسن سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی۔

"مارشل ڈربن بول رہا ہوں"...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم فرمائیے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے تھامسن کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ اسے میں نے تمہارے پاس بھیجا تھا۔ کیا وہ نہیں پہنچا"...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس چیف۔ تھامسن آیا تھا اور میں نے اپنے آدمی فلپ کو اس کے ہمراہ اپنے خفیہ ٹھکانے پر روانہ کر دیا تھا"...... جیکسن نے کہا۔

"لیکن اس سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ دو مرتبہ فون کر چکا ہوں۔ میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ ایکریمین جوڑے کو چیک کر کے مجھے فوراً رپورٹ کرے"...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ وہاں ڈولفن موجود ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تھامسن کیوں کال رسیو نہیں کر رہا"...... جیکسن نے کہا تو مارشل ڈربن نے مزید کوئی بات کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا اور دوبارہ نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحے گزر گئے مگر رابطہ قائم نہ ہوا تو مارشل ڈربن نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے سلسلہ منقطع کیا اور دوبارہ جیکسن کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ جیکسن بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جیکسن کی آواز سنائی دی۔

"ڈولفن سے بھی رابطہ قائم نہیں ہو سکا جیکسن۔ مجھے لگتا ہے کہ وہاں کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے"...... مارشل ڈربن نے غصے سے کہا۔

"اوہ۔ شاید آپ کا خیال درست ہے"...... جیکسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے ماتحت برنارڈ کو کال کر کے صورت حال معلوم کرو اور مجھے فوراً اطلاع دو"...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر۔ میں ابھی اس سے رابطہ قائم کرتا ہوں"...... جیکسن نے کہا تو مارشل ڈربن نے سلسلہ منقطع کیا اور سگار سلگانے لگا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ڈربن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ"...... مارشل ڈربن نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"جیکسن بول رہا ہوں چیف۔ برنارڈ بھی کال رسیو نہیں کر رہا۔ میں نے فلپ کو بھی ٹرائی کیا تھا لیکن اس سے بھی رابطہ قائم نہیں ہو رہا"...... جیکسن نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی تمہارے بنگلے پر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے جس کے سبب ڈولفن، برنارڈ، تھامسن اور فلپ وغیرہ کال رسیو نہیں کر رہے"...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ مجھے بھی یہی شبہ ہے"...... جیکسن نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"فوراً اس بات کی تصدیق کرو جیکسن اور یقیناً تم بھی خطرے میں ہو اس لئے اپنی حفاظت کا بھی انتظام کر لو"...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"رائٹ سر۔ میں ابھی اپنے آدمی اس طرف روانہ کرتا ہوں"۔

جیکسن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو مارشل ڈربن نے کوئی جواب دیئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا اور پھر تیزی سے سگار کے کش لینے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ڈربن نے فوراً رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ'' ...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا۔

''تھامسن بات کر رہا ہوں چیف'' ...... دوسری طرف سے تھامسن کی آواز سنائی دی تو مارشل ڈربن بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تم کہاں مر گئے تھے تھامسن۔ دو مرتبہ کال کر چکا ہوں''۔ مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''سوری چیف۔ مرنے سے بچ گیا ہوں۔ اب ہوش آیا ہے''۔ تھامسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا ہوا تھا۔ بے ہوش کیسے ہوئے اور کہاں ہو تم''۔ مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''یہ ایک تہہ خانہ ہے چیف۔ تہہ خانے کا راستہ بند ہے اور میں اس سے نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکا'' ...... تھامسن نے کہا۔

''مگر وہاں پہنچے کیسے۔ کس نے تمہیں تہہ خانے میں بند کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ'' ...... مارشل ڈربن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ وہ دو ایکریمین تھے مگر ان کا ڈرائیور مقامی تھا''۔ تھامسن نے کہا اور پھر وہ تفصیل بتانے لگا۔

''کیا وہ پاکیشیائی ایجنٹوں میں سے تھے'' ...... مارشل ڈربن نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

''نہیں چیف۔ لیکن انہوں نے آپس میں چند جملے پاکیشیائی زبان کے بولے تھے جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پاکیشیائی ہی ہیں۔ ایک آدمی نے فلپ کے بارے میں دوسرے سے پوچھا تھا کہ کیا ڈرائیور کو ختم کر دیا جائے تو دوسرے نے جواب دیا تھا کہ نہیں۔ فی الحال اسے ہاف آف کرنا ہے اور پھر اس نے پسٹل نکال کر مجھ پر فائر کر دیا۔ ایک لمحہ بعد مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تو میں سمجھ گیا کہ پسٹل سے مجھ پر کوئی گیس فائر کی گئی ہے۔ اس کے بعد مجھے اب ہوش آیا ہے'' ...... تھامسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ فلپ کے ذریعے برنارڈ کے بنگلے پر پہنچے ہوں گے کیونکہ برنارڈ اور ڈولفن سے بھی رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ فلپ نے بھی جیکسن کی کال رسیو نہیں کی۔ یقیناً ان دونوں نے ہمارے تینوں آدمیوں کے ختم کر دیا ہو گا اور وہاں قید ایکریمین جوڑے کو آزاد کرا کے لے گئے ہوں گے'' ...... مارشل ڈربن نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''یقیناً یہی بات ہو گی چیف۔ ورنہ وہ میری بجائے فلپ کو بے ہوش کرتے مگر انہوں نے مجھے بے ہوش کیا اور فلپ کو برنارڈ کے بنگلے تک رہنمائی کرنے پر مجبور کیا ہو گا'' ...... تھامسن نے مارشل

ڈربن کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اب اس عمارت کا ایڈریس کیسے معلوم کیا جائے جہاں تم قید ہو''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''اوہ۔ یاد آیا چیف۔ فلپ نے بتایا تھا کہ ان کا ڈرائیور تھرڈ ورلڈ کلب کے مالک لولی پاپ کا ساتھی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ جب وہ ایکریمین جوڑے کو برنارڈ کے حوالے کر کے واپس ہوٹل پہنچا تو لولی پاپ کا ایک آدمی ہوٹل کے گیٹ کے پاس بھی کھڑا تھا''...... تھامسن نے کہا۔

''لولی پاپ۔ کیا وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ملا ہوا ہے''۔ مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اس کا مطلب تو یہی ہے کیونکہ لولی پاپ کا ایک ساتھی ان کا ڈرائیور بنا ہوا تھا اور دوسرا ہوٹل کی نگرانی کر رہا تھا تو یقیناً لولی پاپ نے ہی پاکیشیائی ایجنٹوں کو کوئی رہائش دے رکھی ہو گی اور شاید میں اسی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں قید ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں سوچی جا سکتی''...... تھامسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم ہوشیار رہنا۔ ہو سکتا ہے تمہیں ہوش میں دیکھ کر وہ لوگ تم سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ ہو سکے تو کم از کم ایک گھنٹہ تک تم انہیں الجھائے رکھنا۔ اتنی دیر میں اس رہائش گاہ کا کھوج لگا لیا جائے گا''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''رائٹ سر۔ کیا برنارڈ کے بنگلے سے کچھ معلوم ہوا ہے''۔ تھامسن نے پوچھا۔

''جیکسن نے اپنے آدمی وہاں بھیجے ہیں۔ کچھ دیر میں تفصیل معلوم ہو جائے گی۔ فی الحال تو مجھے لولی پاپ کا بندوبست کرنا ہے''۔ مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ مارٹر سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بول رہا ہوں مارٹر۔ تم فوراً مسلح ہو کر چند ساتھیوں کے ہمراہ تھرڈ ورلڈ کلب پہنچو''...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ رائٹ سر۔ مگر مجھے وہاں کیا کرنا ہے''...... مارٹر نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا تو مارشل ڈربن اسے ہدایات دینے لگا۔ دوسری طرف سے مارٹر خاموشی سے اس کی ہدایات سن رہا تھا۔

''رائٹ سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... مارشل ڈربن کے خاموش ہونے پر مارٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں ہر حال میں اس رہائش گاہ کا ایڈریس معلوم کرنا ہے جہاں تھامسن کو قید کیا گیا ہے اور ایک گھنٹے سے پہلے پہلے وہاں سے تھامسن کو آزاد کرانا ہے۔ سمجھے''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔

تہہ خانے میں پہنچ کر پکاڈلی وہاں موجود دو کمروں میں سے ایک کمرے کے دروازے پر رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو اندر ایک سفید فام فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ عمران کو صفدر نے اس کا نام تھامسن بتایا تھا۔

''تم نے اسے باندھا نہیں تھا''...... عمران نے پکاڈلی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو سر۔ یہ بے ہوش تھا اس لئے میں نے باندھنا ضروری نہیں سمجھا۔ کیا اب باندھ دوں''...... پکاڈلی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اب اسے ہوش میں لانا ہے''...... عمران نے قریب آ کر غور سے تھامسن کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں پانی لاتا ہوں''...... پکاڈلی نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''ٹھہرو۔ اسے آواز دو یہ ہوش میں آ جائے گا''...... عمران نے تیزی سے کہا تو پکاڈلی پلٹ کر تھامسن کے قریب آ گیا۔

''اٹھو مسٹر''...... پکاڈلی نے جھک کر تھامسن کا بازو ہلاتے ہوئے بلند آواز سے کہا لیکن تھامسن نے کوئی حرکت نہ کی۔

''پانی ڈالنا پڑے گا سر''...... پکاڈلی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ بے چارہ گیلا ہو جائے گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تھامسن کے پہلو میں ٹھوکر مار دی۔ تھامسن کے منہ سے تیز کراہ نکلی اور اس نے پہلو پر ہاتھ رکھتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر ادھر ادھر دیکھتا ہوا حیران ہو کر اٹھ بیٹھا۔ صفدر نے فوراً جیب سے ریوالور نکال کر اس پر تان لیا۔

''اوہ۔ میں۔ میں کہاں ہوں۔ تم لوگ کون ہو''...... تھامسن نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

''موت سے صرف دو قدم پیچھے''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم''...... تھامسن نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

''زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش مت کرو مسٹر۔ تمہیں دیکھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم ہوش میں ہو اور اسی لئے تم پر پانی نہیں ڈالا گیا۔ یقیناً تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم لوگ کون ہیں''...... عمران نے

انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ تم لوگ کون ہو۔ البتہ ان دونوں نے میرا تعاقب کیا تھا''...... تھامسن نے کھڑے ہو کر صفدر اور پکاڈلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت کہاں اور کس مقصد سے جا رہے تھے''...... عمران نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر اس کے عقب کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

''تمہیں اس سے کیا۔ میں تو ایک ضروری کام سے جا رہا تھا''...... تھامسن نے غصے سے کہا۔

''اچھا۔ ہاتھ بلند کر لو۔ میں بتاتا ہوں''...... عمران نے اس کی پشت سے ریوالور کی نال لگاتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو تھامسن نے ہاتھ بلند کر لئے۔ عمران نے دوسرے ہاتھ سے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو کوٹ کی داہنی جیب سے کی رنگ اور بائیں جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر برآمد ہوا۔ عمران وہ چیزیں اپنی جیبوں میں ڈال کر دوبارہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''پکاڈلی۔ تم باہر گیٹ پر جاؤ۔ مجھ سے پوچھے بغیر کسی کے لئے گیٹ مت کھولنا''...... عمران نے پکاڈلی سے کہا تو وہ باہر نکل گیا۔

''تمہیں تمہارے چیف مارشل ڈربن نے برنارڈ کے بنگلے پر بھیجا تھا اور جیکسن کا ماتحت فلپ تمہیں اس بنگلے پر پہنچانے جا رہا تھا''۔ عمران نے پکاڈلی کے باہر جانے کے بعد تھامسن کے چہرے پر

نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا تو تھامسن بے اختیار چونک پڑا۔

''نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں کہیں اور جا رہا تھا''...... تھامسن نے ایک لمحے بعد سخت لہجے میں کہا۔

''برنارڈ کے بنگلے پر ڈولفن تمہارا انتظار کر رہا تھا تاکہ تم اس ایکریمین جوڑے کو پہچان سکو جنہیں جیکسن نے بے ہوش کر کے برنارڈ کے پاس بھیجا تھا اور ڈولفن ان کے میک اپ واش کرنے میں ناکام رہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تم۔تم کیا چاہتے ہو''...... تھامسن نے سٹپٹا کر پوچھا۔

''تم نے پاکیشیا سے ہماری روانگی کی اطلاع اپنے چیف کو دی لیکن ہم نے ہانگ کانگ میں اپنے میک اپ تبدیل کر لئے جس کے سبب ہمیں یہاں ٹریس نہ کیا جا سکا''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور جیب سے اس کا کی رنگ نکال لیا۔

''نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے''...... تھامسن نے کہا۔

''اس کی رنگ میں موجود ایسا ہاتھی ڈولفن کے پاس بھی تھا۔ یقیناً تمہارے گروپ کے دوسرے افراد کے پاس بھی ایسے ہاتھی ہوں گے جن میں ٹرانسمیٹر یا موبائل فون کا سسٹم موجود ہے اور تم ہوش میں آنے کے بعد اپنے چیف کو اپنے بارے میں اطلاع دے چکے ہو گے۔ جواب میں اس نے تمہیں ضرور بتایا ہو گا کہ ڈولفن اور برنارڈ اس کی کال رسیو نہیں کر رہے''...... عمران نے کہا تو تھامسن کے چہرے پر شدید حیرت اور خوف کے تاثرات پھیل گئے جبکہ صفدر

کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔

''اوہ۔ آپ نے کیسے چیک کر لیا اس ہاتھی کو''...... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''واپسی کے دوران دو مرتبہ اس ہاتھی سے سیٹی کی آواز ابھری تھی۔ میں نے دیکھا تو ہاتھی کی ایک آنکھ سپارک کر رہی تھی جس سے میں سمجھ گیا کہ اس میں ٹرانسمیٹر نصب ہے مگر میں نے کال ریسو نہیں کی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹھیک اسی لمحے تھامسن نے عمران کو صفدر کی طرف متوجہ دیکھ کر عمران پر چھلانگ لگا دی لیکن اسے یہ حرکت مہنگی پڑی۔ عمران اس سے غافل نہیں تھا۔ اس نے پھرتی سے جھکائی دی اور تھامسن اس کی پشت سے پھسلتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ تھامسن اٹھنے ہی لگا تھا کہ صفدر نے پلٹ کر اس کے پہلو میں بھرپور ٹھوکر مار دی اور وہ کراہتا ہوا پھر گر گیا۔ صفدر نے اپنا ریوالور جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر تھامسن کے چہرے پر ٹھوکر مار دی۔ تھامسن کے منہ سے دبی دبی سی چیخ نکلی اور اس نے اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھ لیا۔ عمران دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ صفدر رکے بغیر تھامسن کے جسم کو اپنی ٹھوکروں کا نشانہ بنانے لگا۔ تھامسن کو سنبھلنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ تین چار منٹ بعد ہی تہہ خانے میں اس کی چیخیں گونجنے لگی۔ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے اور دو تین دانت بھی ٹوٹ گئے تھے اور جبڑا بھی قدرے ہل گیا تھا۔

''ٹھہرو۔ مجھے اس سے بات کرنے دو۔ اب اس کے منہ کا

زاویہ درست ہو گیا ہے''...... عمران نے صفدر کو روکتے ہوئے کہا تو صفدر پیچھے ہٹ گیا۔

''اس کا کوٹ اور شرٹ اتارو''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر حیرانی سے عمران کی طرف دیکھنے لگا مگر پھر وہ خاموشی سے تھامسن کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے تھامسن کا کوٹ اور شرٹ اتار دی۔ تھامسن کراہتا ہوا حیرت و خوف سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''ہاں۔ اب بولو تھامسن۔ تمہارے کپڑے میں نے اس لئے اتروا دیئے ہیں کہ جب تم میرے سوالوں کا جواب دینے سے انکار کرو گے تو میں تمہارے سینے میں اس ریوالور کی ساری گولیاں آسانی سے اتار دوں گا''...... عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

''تم۔تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو''...... تھامسن نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

''تمہارے ہیڈ کوارٹر اور چیف کا ایڈریس۔ اسی ایک سوال پر تمہاری زندگی موقوف ہے۔ اگر تم نے جواب نہ دیا تو ڈولفن میری گرفت میں ہے۔ میں اس سے معلوم کر لوں گا مگر تمہیں ہلاک کرنے کے بعد''...... عمران نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا تو تھامسن کے چہرے پر موت کی زردی پھیل گئی۔ اس نے صفدر کے عقب میں فرش پر پڑے اپنے لباس کی طرف دیکھا۔

''بے فکر رہو۔ تمہیں خودکشی کا موقع نہیں ملے گا مسٹر تھامسن''۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا اس کے لباس میں کوئی زہریلی چیز ہے"...... صفدر نے عمران کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ بلگارنیہ میں اس کے ساتھی ولیم نے بھی گرفتاری کے بعد کوٹ کا کالر چبا لیا تھا جس میں زہریلا کیپسول موجود تھا اور اسی وجہ سے میجر پرمود کے ساتھی اس سے معلومات حاصل نہ کر سکے تھے"۔ عمران نے تھامسن کو گھورتے ہوئے کہا تو تھامسن نے اپنے خون آلود ہونٹوں پر زبان پھیری اور آہستہ آہستہ بولنے لگا۔

تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ اینڈ نائٹ کلب کا مالک لولی پاپ اس وقت تہہ خانے میں قائم کلب کے ایک کونے میں موجود اپنے کشادہ آفس میں بیٹھا شراب سے شغل کرتا ہوا سامنے کی دیوار پر نصب سکرینوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ایک سکرین پر کلب کا منظر روشن تھا۔ اس میں کئی میزوں پر جواء ہو رہا تھا اور جواء کھیلنے والے اکثر افراد جرائم پیشہ ہی تھے۔ نوجوان اور خوبصورت مخنث میزوں کے گرد جواء کھیلنے والوں کے ساتھ لہک لہک کر اٹھکیلیاں کر رہے تھے اور چند مخنث ٹرے میں شراب کے جام رکھے ان لوگوں کو پیش کر رہے تھے جبکہ کچھ ہاتھوں میں مشین گنیں تھامے گھوم پھر رہے تھے۔

دوسری سکرین پر تہہ خانے کے اوپر واقع ریسٹورنٹ کا ہال نظر آ رہا تھا جبکہ تیسری سکرین پر کمپاؤنڈ کا گیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور لولی پاپ سکرین کے ذریعے ہی پوری

عمارت کی نگرانی کر رہا تھا کہ دفعتاً ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لولی پاپ نے شراب کا گلاس میز پر رکھا اور پھر تیسری گھنٹی پر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ہیلو۔ لولی پاپ سپیکنگ''...... لولی پاپ نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

''پرنس بات کر رہا ہوں لولی پاپ''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس پرنس۔ آپ کہاں ہیں۔ آپ کے ساتھی آپ کے لئے پریشان تھے اور''...... لولی پاپ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''پہلے میری بات سن لو۔ تم اور تمہارا ریسٹورنٹ خطرے میں ہے''...... پرنس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ میں سمجھا نہیں جناب''...... لولی پاپ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''جیکسن کے گروپ کے چیف کو اطلاع مل چکی ہے کہ تم ہماری مدد کر رہے ہو کیونکہ جیکسن کے ایک ساتھی فلپ نے پکاڈلی کو میرے ساتھیوں کے ہمراہ دیکھ کر پہچان لیا تھا کہ وہ تمہارا آدمی ہے''۔ دوسری طرف سے پرنس نے کہا۔

''پھر۔ کیا میں روپوش ہو جاؤں''...... لولی پاپ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہی بہتر ہے۔ مقابلے کی صورت میں تمہارے آدمی مارے

جائیں گے۔ صرف تم ہمارے بارے میں جانتے ہو اس لئے وہ تمہیں قابو کر کے ہمارے ٹھکانے کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں گے''...... پرنس نے کہا۔

''بہتر۔ میں روپوش ہو جاتا ہوں''...... لولی پاپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اور کس آدمی کو ہماری یہاں موجودگی کا علم ہے''۔ پرنس نے پوچھا۔

''صرف ان ڈرائیوروں کو جو آپ کو ایئر پورٹ سے بنگلے تک چھوڑنے گئے تھے۔ لیکن اس وقت وہ کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ تین چار گھنٹے بعد واپس آئیں گے''...... لولی پاپ نے کہا۔

''بہرحال تم فوراً وہاں سے نکل جاؤ اور یہ کام کسی خاص آدمی کے ذمہ لگا جاؤ کہ وہ تمہیں کلب کے حالات سے مطلع کرتا رہے۔ خطرہ ٹل جانے کے بعد تم واپس کلب چلے جانا۔ مزید ہدایات میں تمہیں بعد میں دوں گا۔ اوکے''...... پرنس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لولی پاپ نے تیزی سے اٹھتے ہوئے فون آف کیا اور دراز سے مشین پسٹل نکال کر جیب میں رکھ لیا۔ پھر کسی خیال کے تحت اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ سکارٹ سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''لولی بات کر رہا ہوں سکارٹ''...... لولی پاپ نے تیزی سے

کہا۔

''یس باس۔ حکم فرمائیں''...... سکارٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں چند گھنٹوں کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ میرے لئے یہاں خطرہ ہے۔ تم ہوشیار رہنا۔ اگر کچھ لوگ میرے بارے میں معلوم کرنے کے لئے یہاں آئیں تو ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا اور مجھے رپورٹ دیتا رہنا۔ کسی کو میری عدم موجودگی کا علم نہیں ہونا چاہئے''...... لولی پاپ نے کہا اور پھر فون آف کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ تہہ خانے سے نکل کر وہ اوپر راہداری میں پہنچا۔ راہداری کے ایک سرے پر ہال میں جانے کا راستہ تھا جبکہ دوسری طرف ایک دروازہ تھا جو عقبی گلی میں کھلتا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آیا اور چند قدم آگے کھڑی ایک ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیکسی اس کی ملکیت تھی۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھا اور انجن سٹارٹ کر کے اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ گلی سے نکل کر وہ ایک سڑک پر آیا اور دائیں جانب مڑ گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد اس نے ایک عمارت کے سامنے ٹیکسی روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ دو منٹ بعد وہ اس عمارت کے فرسٹ فلور پر واقع اپنے فلیٹ میں پہنچ چکا تھا۔ یہ اس کا خفیہ ٹھکانہ تھا جسے صرف ضرورت کے وقت وہ استعمال کرتا تھا اور اس کے کسی ساتھی کو اس فلیٹ کا علم نہیں تھا۔ باہر کا دروازہ لاک کر کے

وہ ڈرائینگ روم میں پہنچا اور صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے جیب سے موبائل فون نکالا اور آن کر دیا۔

''یس''...... لولی پاپ نے محتاط لہجے میں کہا۔

''سکارٹ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے سکارٹ کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کیا ہوا سکارٹ''...... لولی پاپ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''باس۔ پانچ منٹ پہلے چار سفید فام ریسٹورنٹ میں آئے تھے۔ انہوں نے یہاں ہنگامہ کر کے تین ویٹرز اور کاؤنٹر مین کو بھون ڈالا اور وہ ابھی ابھی واپس گئے ہیں''...... سکارٹ نے کہا تو لولی پاپ بے اختیار اچھل پڑا۔

''تفصیل بتاؤ سکارٹ''...... لولی پاپ نے غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ وہ لوگ ہال میں آئے اور کاؤنٹر مین سے آپ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ آپ نیچے کلب میں ہیں تو وہ تہہ خانے میں چلے گئے لیکن فوراً ہی وہ واپس آئے اور کاؤنٹر مین پر مشین پسٹل تان کر کہا کہ لولی پاپ نیچے آفس میں موجود نہیں ہے۔ وہ سچ سچ بتا دے کہ لولی پاپ کہاں ہے۔ کاؤنٹر مین نے لاعلمی کا اظہار کیا تو مشین پسٹل بردار نے کاؤنٹر مین پر فائر کھول کر اسے ہلاک کر دیا اور پھر وہ لوگ چلے گئے''...... سکارٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پولیس کے آنے پر مجھے فون کرنا۔ ڈیش آل"۔ لولی پاپ نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر موبائل فون آف کر کے اس نے پرنس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اپنے چار ساتھیوں کی موت پر وہ بہت غصے میں تھا۔

"ہیلو۔ پرنس بول رہا ہوں لولی پاپ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

"سر۔ غضب ہو گیا۔ میرے کلب کے چار آدمی مارے گئے ہیں"..... لولی پاپ نے غصے سے کہا۔

"اوہ۔ کیسے۔ تم کہاں ہو"..... پرنس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے ایک فلیٹ پر۔ میرے ماتحت سکارٹ نے ابھی ابھی مجھے اطلاع دی ہے کہ چار مسلح افراد ریسٹورنٹ میں آئے تھے۔ انہوں نے کاؤنٹر مین سے میرے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نیچے آفس میں ہوں۔ وہ نیچے گئے اور وہاں مجھے نہ پا کر وہ دوبارہ واپس آ گئے۔ کاؤنٹر مین نے لاعلمی کا اظہار کیا تو انہوں نے فائرنگ کر کے کاؤنٹر مین اور تین ویٹرز کو ہلاک کر دیا اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے"..... لولی پاپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے میں نے تمہیں پہلے خبردار کر دیا تھا۔ بہرحال تم چند گھنٹوں بعد چلے جانا۔ ان کے دو آدمی ہماری گرفت میں ہیں اور ہم نے ان سے مطلوبہ معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اب ہم نے رات کو کسی وقت یہاں سے روانہ ہونا ہے"..... پرنس نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ریڈ سٹارم کے ہیڈکوارٹر کا پتہ معلوم ہو گیا ہے"۔ لولی پاپ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہیں ہمارے سفر کے انتظامات کرنے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے میں ان لوگوں سے تمہارے آدمیوں کی موت کا بدلہ لینا چاہتا ہوں جنہیں میرا آدمی نہیں بچا سکا کیونکہ وہ اس وقت تمہارے کلب پہنچا جب حملہ آور واپس جا چکے تھے۔ اب وہ ان کا تعاقب کر رہا ہے"..... پرنس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

تھامسن سے پوچھ گچھ کے دوران جب عمران کو یہ معلوم ہوا
وہ اپنے چیف کو لولی پاپ اور پکاڈلی کے بارے میں بتا چکا ہے
عمران نے فوراً ہی لولی پاپ کے ریسٹورنٹ کی نگرانی کے لئے خا
کو روانہ کر دیا تھا اور لولی پاپ کو بھی خطرے سے آگاہ کر کے
روپوش ہو جانے کی ہدایت کی تھی لیکن اب لولی پاپ سے اس کے
آدمیوں کی ہلاکت کی خبر سن کر اسے افسوس ہو رہا تھا۔ اس وقت
نعمانی، جولیا اور صفدر کے ہمراہ ڈرائینگ روم میں بیٹھا خاور کی
رپورٹ کا انتظار کر رہا تھا جس نے پانچ منٹ پہلے اطلاع دی تھی
کہ وہ تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ سے نکلنے والے چار سفید فاموں کا
تعاقب کر رہا ہے جو کلب کے ہال میں فائرنگ کے بعد باہر آئے
تھے اور ایک گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے تھے۔

تھامسن نے اپنے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس تو بتا دیا تھا البتہ میجر پر

کے بارے میں وہ نہیں بتا سکا تھا کہ اغوا کے بعد اسے کہاں اور کس کی تحویل میں رکھا گیا ہے اور ان کے اغوا کرنے کا مقصد کیا تھا۔ ریڈ سٹارم کے چیف مارشل ڈربن کے بارے میں اس نے بتایا کہ شہر میں اس کے کئی ٹھکانے ہیں اور ہیڈکوارٹر بھی شہر میں ہی ہے لیکن اس کے دوسرے ٹھکانوں کے بارے میں تھامسن کو علم نہ تھا۔ تھامسن دوسرے ممبرز کی طرح ایک فلیٹ میں رہتا ہے اور مارشل ڈربن کے طلب کرنے پر ہی ہیڈکوارٹر جاتا ہے جو دارالحکومت کے شمال میں بندرگاہ کو جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ البتہ تھامسن نے اپنے ساتھیوں سے سنا تھا کہ سمندر میں کافی فاصلے پر واقع ایک جزیرہ بھی اس تنظیم کے قبضے میں ہے اور تنظیم کے کچھ ممبرز وہاں بھی رہتے ہیں۔

ان معلومات سے عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ اگر میجر پرمود کا شہر میں سراغ نہ ملا تو پھر یقیناً انہیں اس جزیرے کا رخ کرنا پڑے گا جس کے بارے میں تھامسن زیادہ نہیں جانتا تھا۔ فلپ چونکہ جیکسن کا ساتھی تھا اس لئے اس سے بھی کچھ معلوم ہونے کی توقع نہ تھی۔

''تم تو یہاں آ کر بالکل ہی بے دید ہو گئے ہو۔ چائے تو منگوا لو''...... عمران نے سامنے بیٹھے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ابھی پانچ منٹ پہلے تو پی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر، تنویر اور نعمانی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''صفدر کے ساتھ رہ کر تم بھی کنجوس ہوتی جا رہی ہو اور یہ میں برداشت نہیں کر سکتا''...... عمران نے غصے سے کہا۔

''مت کرو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے ہا۔

''پہلے تم نے کب میری پرواہ کی ہے جو اب نہیں کرو گی۔ اسی لئے تو آج تک سہرا نہیں باندھ سکا''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے مقدر میں سہرا پڑھنا تو ہو سکتا ہے باندھنا نہیں''۔ اس بار تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ رقیب رو سفید۔ ایسی بددعا تو نہ دو''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''آپ پر کسی کی دعا اثر نہیں کرتی تو بددعا کا اثر بھی نہیں ہو گا''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں ہو گا۔ یہ جولیا کی بددعا کا ہی تو اثر ہے کہ آج تک کنوارہ ہوں''...... عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کسی کا دل توڑا ہو گا اور اسی نے آپ کو بددعا دی ہو گی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ میں نے روشی کا دل توڑا تھا''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تھریسیا کو بھی تو آپ نے مایوس کیا تھا''...... صفدر نے کہا تو

عمران نے یکدم اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔

''ہائے۔ ہائے۔ کس ظالم کا نام لے دیا ہے تم نے۔ اف۔ بند زخموں کا منہ کھول دیا''...... عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا تو صفدر اور نعمانی بے اختیار مسکرانے لگے لیکن جولیا غصے سے عمران کو گھورنے لگی تھی۔

''کیوں خرافات پھیلا رہے ہو۔ نانسنس۔ میجر پرمود کے بارے میں سوچو''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''میجر پرمود کے متعلق سوچنا تو تمثیلہ کا کام ہے اور میرے بارے میں سوچنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے سوچو نہ سوچو۔ البتہ میں اپنا فرض ادا کرتا رہوں گا''...... عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

''کون سا فرض''...... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''تم بتاؤ یار۔ مجھے شرم آتی ہے''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھ کر شرماتے ہوئے کہا تو جولیا پھر غضبناک ہو گئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی عمران کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل کی آواز ابھری تو وہ سب چونک پڑے۔ عمران نے واچ کا ونڈ بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ عمران صاحب۔ خاور کالنگ۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی خاور کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ لوگ ہاورڈ سٹریٹ کے ایک بنگلے میں گئے ہیں اور بنگلے کا نمبر تھرٹین ایچ ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے خاور نے کہا۔

''گڈ۔ انہیں تمہارے تعاقب کا شبہ تو نہیں ہوا۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کم از کم انہوں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اپنے تعاقب سے خبردار ہو گئے ہیں۔ اوور''۔ خاور نے کہا۔

''اوکے۔ تم اپنی گاڑی میں بیٹھے عمارت کی نگرانی کرو۔ میں چند منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو یہاں پہنچنے میں کم از کم پندرہ منٹ لگ جائیں گے۔ اس دوران اگر کوئی وہاں سے روانہ ہو گیا تو میں اس کے تعاقب میں جاؤں یا نہیں۔ اوور''...... خاور نے پوچھا۔

''تم چلے جانا۔ لیکن مجھے اطلاع دے دینا۔ اوور اینڈ آل''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''کیا آپ تنہا جائیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ نعمانی میرے ساتھ جائے گا۔ تم لوگ خبردار رہنا''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تھامسن اور فلپ کا کیا کرنا ہے''...... صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

''وہ بے ہوش ہیں۔ فی الحال انہیں بے ہوش ہی رہنے دو۔

واپس آ کر دیکھوں گا۔ چلو نعمانی''...... عمران نے جواب دینے کے بعد نعمانی کی طرف دیکھ کر کہا تو نعمانی صوفے سے اٹھ گیا اور پھر وہ دونوں باہر کمپاؤنڈ میں آ گئے۔ ان کی کار خاور لے گیا تھا البتہ جیکسن کے ساتھی فلپ کی کار موجود تھی۔ عمران اور نعمانی کار میں بیٹھے تو گیٹ کے پاس موجود پکاڈلی نے جلدی سے گیٹ کھول دیا۔ عمران نے کار باہر نکالی اور پھر کار کی رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا۔

مارشل ڈربن نے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی سن کر سگار ایش ٹرے میں رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''مارٹر بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے مارٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس مارٹر۔ کیا تم نے لولی پاپ کو قابو کر لیا ہے''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نو سر۔ وہ غائب ہے''...... مارٹر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کہاں غائب ہو گیا وہ''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''وہ اپنے کلب میں موجود نہیں تھا چیف۔ شاید اسے ریسٹورنٹ

میں ہمارے داخل ہونے کی خبر مل گئی تھی اور وہ کسی خفیہ راستے سے فرار ہو گیا تھا۔ میں نے وہاں اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ پہنچ کر کاؤنٹر مین سے لولی پاپ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ نیچے کلب میں موجود ہے۔ لیکن وہ ہمیں تہہ خانے میں نہیں ملا۔ تب میں نے واپس آ کر دوبارہ کاؤنٹر مین سے پوچھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا اور میں نے غصے میں آ کر کاؤنٹر مین اور تین ویٹرز کو ختم کر ڈالا۔ اب ہم واپس اپنے ٹھکانے پر جا رہے ہیں''۔ مارٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ اپنا ایک آدمی وہاں نگرانی کے لئے چھوڑ کر آنا تھا تاکہ لولی پاپ جب بھی آتا وہ تمہیں اطلاع دے دیتا۔ کبھی کوئی کام اپنی عقل سے بھی کر لیا کرو''...... مارشل ڈربن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ میں ابھی ایک آدمی واپس بھیجتا ہوں لولی پاپ کی نگرانی کے لئے''...... مارٹر نے سٹپٹائی ہوئی آواز میں کہا۔

''نہیں۔ اب رہنے دو۔ میں کسی اور کو بھیجتا ہوں۔ ڈیٹس آل''۔ مارشل ڈربن نے غرا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر دیا اور پھر فون پر چند نمبر پریس کئے اور رابطہ قائم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

''ہیلو۔ جیکسن سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مارشل ڈربن بول رہا ہوں جیکسن"...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس چیف۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا"۔ دوسری طرف سے جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کوئی خاص اطلاع ہے تمہارے پاس"...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یس چیف۔ میں نے ایک آدمی برنارڈ کے بنگلے پر بھیجا تھا لیکن وہاں برنارڈ اور ڈولفن کی لاشیں ملی ہیں"...... جیکسن نے کہا۔

"اوہ۔ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے"...... مارشل ڈربن نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں چیف۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ڈولفن کی گاڑی بھی غائب تھی"...... جیکسن نے کہا۔

"اور وہ ایکریمین جوڑا۔ کیا وہ دونوں بھی غائب ہیں"۔ مارشل ڈربن نے پوچھا۔

"یس چیف۔ ڈولفن کی لاش اسی کمرے میں پڑی ہے جس میں برنارڈ نے اس جوڑے کو زنجیروں میں جکڑ کر رکھا تھا لیکن وہ دونوں اب وہاں نہیں ہیں۔ زنجیریں خالی پڑی ہیں۔ برنارڈ کی لاش باہر کمپاؤنڈ میں پڑی ہے۔ اس کے سینے میں گولی ماری گئی تھی جبکہ ڈولفن کی پشت میں سوراخ ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"ہونہہ۔ اور کچھ"...... مارشل ڈربن نے غصے سے جبڑے بھینچتے

ہوئے پوچھا۔

"تھامسن اور فلپ بھی وہاں موجود نہیں تھے اور نہ ہی فلپ کی گاڑی وہاں ملی ہے۔ شاید وہ دونوں وہاں پہنچے ہی نہیں"...... جیکسن نے کہا۔

"ہاں۔ وہ وہاں پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔ تھامسن نے ہوش میں آنے کے بعد مجھے کال کر کے بتایا تھا۔ تمہارے ہوٹل سے روانہ ہوتے ہی ان کا تعاقب شروع ہو گیا تھا اور جب تھامسن نے انہیں پکڑنے کے لئے ایک گلی میں گھیرا تو وہ خود ان کی گرفت میں آ گئے۔ اسے بے ہوش کر دیا گیا جبکہ فلپ کو بے ہوش نہیں کیا گیا تھا۔ یقیناً فلپ نے ہی انہیں برنارڈ کے بنگلے کا ایڈریس بتایا ہو گا"...... مارشل ڈربن نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ وجہ تھی تھامسن سے رابطہ نہ ہونے کی۔ اس نے آپ کو پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹھکانہ بتایا ہے"...... جیکسن نے پوچھا۔

"نہیں۔ اسے لاک اپ میں ہوش آیا ہے۔ البتہ تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ سے تعلق رکھنے والا تھامسن کو اغوا کرنے والوں کی کار کا ڈرائیور تھا جسے فلپ نے پہچان کر تھامسن کو بتایا تھا کہ وہ لولی پاپ کا آدمی ہے۔ تھامسن کی اس اطلاع پر میں نے مارٹر کو لولی پاپ کے کلب بھیجا تھا کہ اسے گرفتار کر کے پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹھکانہ معلوم کرے تاکہ وہاں حملہ کر کے تھامسن کو آزاد کرایا جا سکے"۔

مارشل ڈربن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو کیا لولی پاپ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ملا ہوا ہے چیف“ جیکسن نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن وہ کمبخت مارٹر کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو گیا اور مارٹر لولی پاپ کے چار آدمی قتل کر کے ناکام واپس آ گیا۔ اب میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تم لولی پاپ کو تلاش کرو۔ اس کے کلب کے علاوہ بھی ٹھکانے ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کے خاص آدمیوں سے اس کے بارے میں معلوم کرو۔ وہ یقیناً لولی پاپ کے کسی خفیہ ٹھکانے سے واقف ہوں گے۔ کیا سمجھے“...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی کوشش کرتا ہوں“...... جیکسن نے دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”چونکہ تمہارے ہوٹل سے تھامسن اور فلپ کا تعاقب شروع کیا گیا تھا اس لئے یقیناً دشمن کا کوئی آدمی تمہارے ہوٹل کی نگرانی کر رہا ہو گا۔ اسے بھی ٹریس کرو اور مجھے ایک گھنٹہ کے اندر اندر رپورٹ دو“...... مارشل ڈربن نے تائید کرتے ہوئے کہا اور فون آف کر دیا۔ پھر اس نے نیا سگار سلگایا اور کش لیتا ہوا سوچنے لگا۔ چند لمحوں بعد اسے ایک خیال آیا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے انتظار کرنے لگا۔

خاور نے عمران کو واچ ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کیا اور سڑک کی دوسری طرف واقع بنگلے کے گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے عمران کے آنے تک اس عمارت کی نگرانی کرنی تھی جس میں وہ چاروں سفید فام موجود تھے جن کا وہ لولی پاپ کے کلب سے تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔ بنگلے کا گیٹ بند تھا۔ خاور کی کار اس گیٹ کے سامنے والے بنگلے سے تقریباً بیس قدم پیچھے کھڑی تھی۔ ابھی پانچ چھ منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک سفید فاموں کے بنگلے کا گیٹ کھلا اور اس میں سے ایک خوبصورت فلپائنی لڑکی برآمد ہوئی۔ اس کی بغل میں پرس جھول رہا تھا جبکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھے جن میں کچھ بھرا ہوا تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی گیٹ بند ہو گیا تھا۔ لڑکی نے دائیں بائیں دیکھا جیسے کسی ٹیکسی کی تلاش میں ہو اور پھر اس نے خاور کی کار کی

طرف دیکھا اور اس کی طرف بڑھنے لگی۔ خاور ہوشیار ہو گیا۔ لڑکی سڑک پار کر کے اس کے قریب آئی اور دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے خاور کی طرف دیکھنے لگی۔

''ہیلو۔ کیا آپ یہاں سے جانے والے ہیں'' ...... لڑکی نے خاور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ ایک دوست کا انتظار کر رہا ہوں'' ...... خاور نے کہا۔

''اوہ۔ دراصل ٹیکسی نہیں مل رہی۔ پلیز آپ مجھے سامنے والے چوراہے تک چھوڑ آئیں'' ...... لڑکی نے کہا تو خاور کے ذہن میں فوراً خیال آیا کہ اس لڑکی سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

''آئیے۔ میں آپ کو چوراہے تک چھوڑ آتا ہوں'' ...... خاور نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ لڑکی نے عقبی نشست پر بیٹھتے ہوئے خاور کا شکریہ ادا کیا اور شاپنگ بیگز اپنے پیروں میں رکھ کر دروازہ بند کر لیا۔ خاور نے آئینے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے انجن سٹارٹ کر دیا۔

''کیا تم اس بنگلے میں رہتی ہو'' ...... خاور نے سرسری انداز میں سوال کرتے ہوئے لڑکی سے پوچھا۔

''ایک منٹ۔ گاڑی روکو'' ...... لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو خاور نے تیزی سے بریک لگاتے ہوئے آئینے میں اس کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ لڑکی کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جس کی نال خاور کی گردن کو چھو رہی تھی۔

''اوہ۔ کیا مطلب'' ...... خاور نے غصے سے کہا۔

''مطلب یہ کہ مجھے تمہاری کار کی ضرورت ہے۔ ٹرن لے کر سامنے والے بنگلے کے گیٹ پر چلو'' ...... لڑکی نے سخت لہجے میں کہا۔

''گاڑی کی ضرورت ہے تو گاڑی تم خود لے جاؤ۔ مشین پسٹل نکالنے کی کیا ضرورت ہے'' ...... خاور نے بیک مرر سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ تم بھاگ نہ سکو کیونکہ مجھے ڈرائیور کی بھی ضرورت ہے اور اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو میں بلادریغ فائر کر دوں گی۔ چلو جلدی کرو'' ...... لڑکی نے غراتے ہوئے کہا۔ خاور سوچ رہا تھا کہ اس لڑکی سے فائدہ اٹھانے کے چکر میں وہ خود پھنس گیا ہے۔ سفید فام اپنے تعاقب سے یہاں پہنچ کر خبردار ہوئے تھے یا پھر راستے میں ہی انہیں تعاقب کا احساس ہو گیا تھا اور وہ دانستہ اسے پیچھے لگائے ہوئے یہاں آ گئے تھے۔ اسے اپنی حماقت پر تاؤ آ رہا تھا کہ اس نے کیوں لڑکی کو لفٹ دی تھی جبکہ عمران یہاں پہنچنے والا تھا۔ خاور نے یوٹرن لیا اور اس بنگلے کے گیٹ پر آ کر کار روک دی جس کی وہ نگرانی کر رہا تھا۔ کار رکتے ہی بنگلے کا گیٹ تھوڑا سا کھلا اور اس میں سے دو سفید فام نکل کر کار کی طرف لپکے اور قریب آتے ہی انہوں نے جیبوں سے ریوالور نکال لئے۔ پھر ایک سفید فام نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

''چلو۔ ہاتھ بلند کر کے باہر نکلو'' ...... عقب میں بیٹھی لڑکی نے

خاور سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو خاور ہاتھ بلند کرتے ہوئے کار سے اترا تو باہر کھڑے سفید فام جس کے چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی نے ریوالور کی نال خاور کے پہلو سے لگائی اور اسے گیٹ کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ لڑکی بھی کار سے اتر آئی تھی اور وہ شاپنگ بیگز اٹھائے گیٹ سے اندر چلی گئی۔ خاور دونوں سفید فاموں کے ریوالوروں کی زد میں گیٹ سے اندر آیا تو ایک آدمی نے پلٹ کر گیٹ بند کر دیا۔ لڑکی برآمدے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ گیٹ بند کرنے والے نے ریوالور خاور کی پشت سے لگایا اور خاور کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس کا ریوالور نکال لیا۔ اتنی دیر میں لڑکی برآمدے سے گزر کر راہداری میں غائب ہو چکی تھی۔ کمپاؤنڈ میں ان دونوں سفید فاموں کے سوا کوئی نہ تھا۔

”چلو آگے بڑھو“...... تلاشی لینے والے سفید فام نے خاور سے کہا تو خاور آگے بڑھنے لگا۔ اب ایک آدمی اس کے آگے تھا اور دوسرا اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ برآمدے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ کمپاؤنڈ میں بائیں جانب اسے ایک اور شخص نظر آیا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور وہ ادھیڑ عمر لیکن صحت مند آدمی تھا۔

”اوہ۔ یہ کون ہے آرنلڈ“...... اس آدمی نے خاور کے آگے چلنے والے شخص سے پوچھا۔

”یہ ہمارا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آ پہنچا ہے“...... آرنلڈ نے

جواب دیا۔

”اینڈریو۔ تم گیٹ پر ہوشیار رہو“...... خاور کے عقب میں چلنے والے شخص نے ادھیڑ عمر شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بے فکر رہو گرومیکو۔ میری مرضی کے بغیر کوئی چوہا بھی اندر قدم نہیں رکھ سکتا۔ بھون کر رکھ دوں گا“...... گرومیکو نے مسکراتے ہوئے کہا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ برآمدے کے باہر وہی کار کھڑی تھی جس کا خاور تعاقب کرتا رہا تھا۔

دونوں سفید فام آرنلڈ اور گرومیکو خاور کو لئے برآمدے میں داخل ہوئے اور ایک راہداری میں مڑ گئے۔ راہداری میں کوئی نہ تھا اور تمام کمروں کے دروازے بند نظر آ رہے تھے۔ وہ لوگ تیسرے دروازے پر رکے تو آرنلڈ نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ خاور اور گرومیکو بھی اندر آ گئے۔ اندر آتے ہی آرنلڈ نے ایک جانب ہٹ کر خاور پر ریوالور تان لیا۔ سامنے دیوار کے پاس ریوالونگ چیئر پر ایک کشادہ کندھوں والا شخص بیٹھا خاور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے آگے میز پر فون، سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر رکھا ہوا تھا جبکہ میز کے بائیں جانب کرسی پر وہی لڑکی بیٹھی خاور کی طرف مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ میز سے چار فٹ پیچھے گرومیکو نے خاور کو رکنے کا حکم دیا تو خاور رک گیا۔

”کون ہو تم اور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے“...... سامنے بیٹھے شخص نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو تم لوگوں کو جانتا تک نہیں"...... خاور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ میں نے خود اس سڑک پر مڑتے ہوئے تمہاری گاڑی کو اپنے پیچھے دیکھا تھا"...... اس آدمی نے خاور کو گھورتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس کی جیب سے ریوالور بھی ملا ہے"...... گرومیکو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اپنی جیب سے خاور کا ریوالور نکال لیا۔

"مارتھا۔ تم سے اس نے کیا پوچھا تھا"...... باس نے لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس۔ اس نے پوچھا تھا کہ کیا میں اس بنگلے میں رہتی ہوں"...... مارتھا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پوچھ کر کوئی جرم تو نہیں کیا تھا۔ اسے لفٹ دینا میری غلطی تھی"...... خاور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے کیا غلطی کی ہے"...... باس نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر چند بٹن پریس کر دیئے۔

"ریوالور تو تم نے نکال ہی لیا ہے۔ کیا ہاتھ اٹھائے رکھنا ضروری ہیں"...... خاور نے آرنلڈ سے پوچھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہاتھ نیچے کر لو۔ لیکن کوئی حرکت مت کرنا ورنہ بغیر پوچھ گچھ کے مارے جاؤ گے"...... باس نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ"...... اسی لمحے دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مارٹر بول رہا ہوں چیف۔ ایک اہم اطلاع دینے کے لئے آپ کو زحمت دی ہے"...... باس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جس کا نام مارٹر تھا۔

"اوہ۔ بتاؤ۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... دوسری طرف سے چیف مارشل ڈربن کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیف۔ ہم نے ایک آدمی کو پکڑا ہے جو شکل سے ایکریمین معلوم ہوتا ہے"...... مارٹر نے کہا۔

"کیا۔ کون ہے وہ۔ کہاں سے پکڑا ہے اسے"...... مارشل ڈربن نے تیزی سے پوچھا۔

"آپ کو لولی پاپ کے بارے میں رپورٹ دینے کے بعد ہم ہاورڈ سٹریٹ پر مڑے تو ایک اور گاڑی بھی اس سڑک پر مڑ گئی۔ تب مجھے شبہ ہوا۔ پھر ہم اپنے بنگلے میں داخل ہونے لگے تو وہ گاڑی پندرہ بیس قدم پیچھے سڑک کی دوسری جانب رک گئی۔ اس کے ڈرائیور کی دو منٹ تک ہم نے گیٹ کے سوراخ سے نگرانی کی تو وہ ہمارے بنگلے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تب میں نے اپنی ساتھی مارتھا کو اس کے پاس بھیجا جس نے کسی ہنگامے کے بغیرے اسے مشین پسٹل سے کور کیا اور اسے گیٹ پر لے آئی۔ پھر میرے آدمی آرنلڈ اور گرومیکو اسے بے بس کر کے اندر لے آئے۔ اس کی جیب سے

ریوالور برآمد ہوا جس کی نال پر سائیلنسر نصب ہے۔ لیکن وہ خود کو ہم سے لاتعلق ظاہر کر رہا ہے اور تعاقب کرنے کا اقرار بھی نہیں کر رہا''...... مارٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے پہلے ہی شک تھا مگر تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تمہارا تعاقب نہیں کیا گیا''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''سوری چیف۔ مجھے اس وقت ٹریفک کے رش میں صحیح اندازہ نہیں ہو سکا تھا''...... مارٹر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر وہ تھرڈ ورلڈ کلب سے تعلق نہیں رکھتا تو یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہو گا۔ اس سے فوراً اس کے ساتھیوں کا ٹھکانہ معلوم کرو جہاں تھامسن قید ہے اور شاید تھامسن سے ٹرانسمیٹر فون بھی چھین لیا گیا ہے کیونکہ وہ کال رسیو نہیں کر رہا۔ مجھے دس منٹ کے اندر اندر رپورٹ ملنی چاہئے۔ کیا سمجھے''...... دوسری طرف سے مارشل ڈربن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''سمجھ گیا چیف۔ میں ابھی اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں''۔ مارٹر نے کہا۔

''تھامسن ہمارا اہم آدمی ہے۔ اسے آزاد کرانا ضروری ہے اس لئے ایڈریس معلوم کرنے کے لئے اس آدمی پر تشدد کی انتہاء بھی کرنا پڑ جائے تو گریز مت کرنا۔ دیٹس آل''...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

''گرومیکو۔ جلدی سے رسی لا کر اس کے ہاتھ باندھ دو۔ وقت کم ہے''...... مارٹر نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے گرومیکو سے کہا۔

''ہاں۔ اب بولو۔ تم اپنے ساتھیوں کا ٹھکانہ بتا رہے ہو یا تم پر تشدد کرنا پڑے گا''...... مارٹر نے خاور کو گھورتے ہوئے پوچھا جبکہ اس کا حکم سن کر گرومیکو کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

''نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی میرا کوئی اور ساتھی ہے''۔ خاور نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی تم طوطے کی مانند بولنے لگو گے''...... مارٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں نے سنا ہے کہ پاکیشیائی بہت سخت جان ہوتے ہیں''...... مارتھا نے مارٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ابھی تم خود دیکھ لو گی کہ میں کیسے اس کی سختی نکالتا ہوں۔ پھر یہ سب کچھ ہی بتا دے گا''...... مارٹر نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور اسی لمحے گرومیکو واپس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مضبوط رسی تھی۔

''آرنلڈ۔ اس کے ہاتھ بندھواؤ''...... مارٹر نے آرنلڈ سے کہا جو خاور پر ریوالور تانے کھڑا تھا۔ آرنلڈ نے ریوالور جیب میں رکھا اور خاور کے قریب آ گیا۔ مارٹر نے میز پر رکھے ہوئے سگریٹ کے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکالا اور سلگانے لگا۔

"ہاتھ پیچھے کر لو"...... آرنلڈ نے خاور سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے عقب میں مڑتے ہوئے گرومیکو سے رسی لی لیکن دوسرے ہی لمحے خاور نے ایڑیوں کے بل گھوم کر اس کے جبڑے پر داہنے ہاتھ کا زوردار گھونسا مارتے ہوئے گرومیکو کے پیٹ میں لات ماری اور گرومیکو درد کی شدت سے کراہتا ہوا دروازے کے ساتھ جا ٹکرایا جبکہ آرنلڈ کراہتا ہوا پیچھے کی طرف لڑکھڑا گیا۔ خاور نے رکے بغیر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ آرنلڈ کو گریبان سے پکڑ کر گھمایا اور اس کی گردن کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے اس کی پشت اپنے سینے سے لگا لی۔ ساتھ ہی اس نے آرنلڈ کی ایک کلائی پکڑ کر اسے بے بس کر دیا۔ ہنگامہ ہوتے ہی مارتھا اور مارٹر اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ مارٹر نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"خبردار۔ تم نے ریوالور نکالنے کی کوشش کی تو تمہارے آدمی کی گردن ٹوٹ جائے گی"...... خاور نے غراتے ہوئے کہا مگر گرومیکو نے سنبھل کر اپنی جیب سے ریوالور نکالا اور اسی لمحے خاور نے آرنلڈ کو اس کی طرف گھما دیا۔

"ریوالور پھینک دو ورنہ آرنلڈ مارا جائے گا"...... خاور نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور آرنلڈ کی گردن پر بازو کا دباؤ یکدم بڑھا دیا۔ آرنلڈ اس کی گرفت میں تڑپنے لگا۔ گرومیکو نے مارٹر کی طرف دیکھا اور اس کے اشارے پر ریوالور پھینک دیا۔

"تم بھی اپنا ریوالور نکال کر فرش پر پھینک دو"...... خاور نے

مارٹر کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے کہا تو مارٹر نے غصے سے دانت پیستے ہوئے جیب سے ریوالور نکالا لیکن فرش پر پھینکنے کی بجائے اس نے ریوالور خاور پر تان لیا۔

"اسے چھوڑ دو ورنہ آرنلڈ کے ساتھ تم بھی مارے جاؤ گے"۔ مارٹر نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلاؤ گولی"...... خاور نے بے پروائی سے کہا اور آرنلڈ کو کھینچتے ہوئے پیچھے دیوار سے جا لگا مگر دوسرے ہی لمحے کمرہ کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔

عمران اور نعمانی کے جانے کے بعد صفدر، جولیا اور تنویر آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان لوگوں کی گفتگو کا موضوع لولی پاپ کے آدمیوں کی ہلاکت تھا۔

''یہ احمق بھی وقت ضائع کر رہا ہے''..... جولیا نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''کون۔ عمران''.....تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ اسی کی بات کر رہی ہوں۔ اب بجائے اس کے کہ ہم میجر پرمود کے سلسلے میں پیش قدمی کریں وہ لولی پاپ کے آدمیوں کا انتقام لینے چل دیا ہے''..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ وہ بے چارے بھی تو ہمارے ہی چکر میں مارے گئے ہیں''.....صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ لولی پاپ کی تلاش میں دوبارہ اس

کے کلب پر حملہ کر کے وہاں قتل و غارت کی جائے''.....تنویر نے کہا اور ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے چونکتے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''.....صفدر نے مختصراً کہا۔

''لولی پاپ بول رہا ہوں جناب۔ پرنس سے بات کرائیں''۔ دوسری طرف سے لولی پاپ کی مضطربانہ آواز سنائی دی۔

''وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ تمہارے کلب پر حملہ کرنے والوں کی طرف گیا ہے۔ خیریت تو ہے''.....صفدر نے پوچھا۔

''ابھی ابھی میرے آدمی نے اطلاع دی ہے کہ جیکسن اپنے ہوٹل سے نکلا ہے اور اس کے ساتھ چار مسلح افراد ہیں اور وہ ایک گاڑی میں کہیں جا رہے ہیں۔ میرا آدمی ان کا پیچھا کر رہا ہے اور ان کا رخ میرے کلب کی طرف ہے''.....لولی پاپ نے کہا۔

''اوہ۔ کیا یہ کنفرم بات ہے کہ وہ لوگ تمہارے کلب ہی جائیں گے''.....صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ راستے میں وہ کسی اور طرف مڑ جائیں۔ بہرحال وہاں پہنچنے میں انہیں دس منٹ لگ جائیں۔ تب ہی کنفرم ہو سکے گا۔ میں نے پرنس سے پوچھنا تھا کہ کیا میں اپنے آدمیوں کو ان کا مقابلہ کرنے کی ہدایت کروں''.....لولی پاپ نے کہا۔

''نہیں۔ تم انہیں حکم دو کہ وہ صرف اپنی حفاظت کریں۔ پرنس

سے بات کرنے کا وقت نہیں ہے۔ میں اور میرا ایک ساتھی وہاں پہنچتے ہیں۔ اپنے ایک آدمی کو ہدایت کر دو کہ وہ کلب کے باہر رہے اور ہمارے وہاں پہنچنے پر ہم سے ملاقات کرے۔ ہم ٹیکسی میں جائیں گے اور میرا خیال ہے کہ اگر وہاں پولیس موجود ہوئی تو جیکسن ہنگامہ کرنے سے گریز کرے گا۔ کیا نام ہے تمہارے آدمی کا جسے تم باہر بھیجو گے''...... صفدر نے مسلسل بات کرتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا نام کینڈی ہے۔ آپ اس کا نمبر لے لیں اور اس سے رابطہ کر کے پوزیشن معلوم کر لیں''...... لولی پاپ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کینڈی کے موبائل فون کا نمبر دے دیا تو صفدر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''میں بھی چلتی ہوں''...... جولیا نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں مس جولیا۔ آپ کو جیکسن پہچان لے گا جبکہ وہ ہمیں نہیں جانتا''...... تنویر نے کہا۔

''آؤ تنویر۔ جلدی کرو''...... صفدر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کمپاؤنڈ کے گیٹ پر پہنچے تو وہاں پکاڈلی مستعدی سے پہرہ دے رہا تھا۔ صفدر نے اسے ہوشیار رہنے کی تاکید کی اور گیٹ کھول کر باہر آ گیا۔ اتفاق سے باہر آتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

''تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ۔ جلدی چلو۔ پانچ منٹ میں وہاں پہنچنے

کی کوشش کرو''...... صفدر نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے جلدی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی جبکہ تنویر دوسری سائیڈ سے دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا تھا۔ صفدر نے جیب سے موبائل فون نکالا اور کینڈی کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو کینڈی سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی کینڈی کی آواز سنائی دی۔

''میں پرنس کا ساتھی بول رہا ہوں کینڈی۔ کیا جیکسن کی کار تمہارے کلب کی طرف ہی جا رہی ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں سر۔ وہ سگنل بند ہونے کے سبب مارس روڈ پر رکی ہوئی ہے۔ شام کا وقت ہے اس وقت سڑکوں پر بے حد رش ہونے کی وجہ سے ٹریفک بہت سست ہے۔ اگر وہ اگلے سگنل پر پہنچ کر کلب والی سڑک پر مڑ گیا تو یقیناً پھر ہمارے کلب ہی جائے گا کینڈی نے کہا۔

''اگلے سگنل تک کتنی دیر میں تم پہنچو گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''رش کے سبب چھ سات منٹ لگ جائیں گے۔ آپ کہاں ہیں''...... کینڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم ٹیکسی میں پرنس روڈ پر ہیں۔ کوئی اور سڑک بتاؤ کہ ہم جیکسن سے پہلے تمہارے کلب پہنچ جائیں''...... صفدر نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹیکسی ڈرائیور سے کہیں کہ وہ آپ کو شارٹ کٹ راستے

سے کلب پہنچا دے''...... کینڈی نے کہا۔

''اوکے۔ اگر جیکسن تمہارے کلب والی سڑک پر مڑے تو مجھے اسی نمبر پر کال کر کے بتا دینا۔ اوکے''...... صفدر نے کہا اور موبائل فون آف کر دیا۔

''سنو۔ مارس روڈ پر بہت رش ہے۔ تم شارٹ کٹ راستے سے ہمیں لے چلو''...... صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور چوراہے سے بائیں جانب مڑ گیا۔ پھر دو تین ذیلی سڑکوں سے گزر کر وہ لولی پاپ کے کلب والی سڑک پر پہنچا اور ایک منٹ بعد اس نے تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ اینڈ نائٹ کلب کے گیٹ پر ٹیکسی روک دی۔ صفدر اور تنویر ٹیکسی سے نیچے اترے اور کرایہ ادا کر کے گیٹ سے چند قدم آگے بڑھ گئے۔ وہاں وہ رکے ہی تھے کہ صفدر کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے فوراً ہی جیب سے موبائل فون نکال کر آن کر دیا۔

''ہیلو''...... صفدر نے مختصراً کہا۔

''سر۔ وہ کلب والی سڑک پر مڑ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کینڈی کی آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ آنے دو۔ ہم گیٹ کے باہر موجود ہیں۔ ان کی گاڑی کا نمبر اور رنگ بتا دو''...... صفدر نے کہا۔

''بلیک کلر کی شیراڈ ہے اور جیکسن خود ڈرائیونگ کر رہا ہے''۔ کینڈی نے کہا اور پھر اس نے نمبر بھی بتا دیا۔

''اوکے۔ تم لولی پاپ کو فون کر کے بتا دو کہ ہم یہاں موجود ہیں اور اسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... صفدر نے تیزی سے کہا اور موبائل فون آف کر کے اس سمت دیکھنے لگا جس طرف سے جیکسن کی کار نے آنا تھا۔

''تنویر۔ کیا خیال ہے۔ جیکسن کو ختم کرنا ہے یا پکڑ کر لے جانا ہے''...... چند لمحوں بعد صفدر نے تنویر سے پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ پکڑنے کے چکر میں کہیں وہ بچ کر نہ نکل جائے اس لئے اسے ہلاک کرنا ہی مناسب رہے گا۔ لیکن یہاں کھڑے رہنے کی بجائے ریسٹورنٹ کے ہال میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا چاہئے۔ پھر جیسے حالات ہوں گے دیکھ لیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں یہاں کھڑے دیکھ کر ہوشیار ہو جائے''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے تائید میں سر ہلایا اور پلٹ کر تنویر کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ریسٹورنٹ کے گیٹ پر ایک آدمی ہاتھوں میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔ شکل اور حلیئے سے وہ لولی پاپ کا ساتھی لگتا تھا۔ اس نے غور سے صفدر اور تنویر کی طرف دیکھا لیکن خاموش رہا۔ وہ دونوں اندر آئے اور ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ وہاں بھی ایک شخص مشین گن کندھے سے لٹکائے گھوم رہا تھا۔ تنویر اور صفدر ہال میں داخل ہوئے تو وہاں چند لوگ بیٹھے دکھائی دیئے جبکہ تین چار ویٹر ہال میں سروس دے رہے تھے جبکہ کاؤنٹر پر ایک ادھیڑ عمر شخص کھڑا تھا۔

کاؤنٹر مین نے صفدر اور تنویر کو غور سے دیکھا۔ وہ دونوں کاؤنٹر کے سامنے ہی ایک خالی میز پر بیٹھ گئے تھے۔ فوراً ہی ایک ویٹر ان کی میز پر پہنچ گیا مگر اس کے بولنے سے پہلے ہی صفدر نے اسے چند منٹ بعد آنے کی ہدایت کی تو وہ آگے بڑھ گیا۔

''میرا خیال ہے کہ کاؤنٹر مین سے بات کر کے کہہ دو کہ وہ تمام ویٹرز کو نیچے کلب میں لے جائے اور تہہ خانے کا راستہ بند رکھے''۔ تنویر نے صفدر سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اٹھ کر کاؤنٹر پر پہنچا ہی تھا کہ ہال کے دروازے سے آنے والوں کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

ہاورڈ سٹریٹ پر پہنچ کر عمران کو دور سے ہی خاور کی کار دکھائی دینے لگی جو ایک بنگلے کے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی لیکن قریب پہنچ پر کار میں خاور نظر نہ آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو خاور کہیں دکھائی نہ دیا اور پھر اس نے بنگلے کے پہلو میں دیوار پر لکھا بنگلہ نمبر دیکھا تو وہ تھرٹین ایچ ہی تھا۔

''نعمانی۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ خاور نظر نہیں آ رہا۔ اس کی کار خالی ہے''...... عمران نے چند قدم آگے آ کر کار روکتے ہوئے عقبی نشست پر بیٹھے نعمانی سے کہا تو وہ بھی چونک پڑا۔

''ہو سکتا ہے وہ کسی جگہ چھپا ہوا ہو''...... نعمانی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس کی گاڑی انہی لوگوں کے بنگلے کے گیٹ پر کھڑی ہے جن کا وہ تعاقب کرتا رہا ہے۔ یقیناً وہ لوگ اسے اندر لے گئے

ہوں گے ورنہ خاور اتنا بے وقوف نہیں کہ گاڑی ان کے گیٹ کے سامنے کھڑی کرتا“...... عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

”آپ اسے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کر کے معلوم کر لیں“۔ نعمانی نے بھی کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”تم بھی گدھے ہو۔ اگر وہ ان کی گرفت میں ہوا تو کال کیسے رسیو کرے گا۔ آؤ“...... عمران نے غصے سے کہا اور پلٹ کر ایک طرف چل دیا۔ نعمانی اس کے پیچھے تھا۔ دو قدم چلنے کے بعد وہ سڑک پار کر کے مطلوبہ بنگلے کے قریب آ گئے اور پھر بنگلے کے گیٹ کی طرف بڑھے۔ گیٹ بند تھا۔ قریب پہنچ کر عمران نے پہلے خاور کی کار میں جھانکا تو اگنیشن میں چابی موجود تھی لیکن کار میں کسی ہنگامہ آرائی کے آثار نظر نہ آ رہے تھے۔ تب عمران گیٹ کے پاس آیا اور نعمانی کو اپنے آگے کھڑا کر کے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا اور پھر جیب سے ریوالور نکالا اور نعمانی کی کنپٹی سے لگا دیا۔ نعمانی نے فوراً ہاتھ بلند کر لئے۔ اسی لمحے گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا اور اندر سے کسی نے باہر جھانکا۔

”اوہ۔ کیا بات ہے۔ کون ہو تم لوگ“...... اندر سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

”جلدی گیٹ کھولو۔ یہ شخص پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور کی ہول سے اندر جھانک رہا تھا“...... عمران نے جلدی سے کہا۔

”تم کون ہو“...... اندر کھڑے شخص نے عمران سے پوچھا۔

”شٹ اپ۔ مجھے چیف. مارشل ڈربن نے اس آدمی کی پہچان کے لئے بھیجا ہے جو اس گاڑی میں بنگلے کی نگرانی کر رہا تھا۔ چیف کو اطلاع ملی تھی کہ تم لوگوں نے اسے پکڑ لیا ہے“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو اندر کھڑے شخص نے فوراً ہی گیٹ کھول دیا۔ اس آدمی کے کندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی جس نے گیٹ کھولا تھا۔ عمران نے نعمانی کو اندر دھکیلا اور خود بھی اندر آ گیا۔ اس نے اندر آتے ہی ایک ہی نظر میں کمپاؤنڈ اور برآمدے کا جائزہ لے لیا تھا۔ چوکیدار کے علاوہ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔

”گیٹ بند کر دو۔ دوسرا پاکیشیائی کہاں ہے جسے پکڑا گیا ہے“۔ عمران نے چوکیدار سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”اندر۔ باس کے کمرے میں۔ کیا یہ اسی کا ساتھی ہے“۔ چوکیدار نے غور سے نعمانی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اگر میں بروقت اسے اندر جھانکتے ہوئے نہ دیکھ لیتا تو یہ نکل جاتا۔ تم ہوشیاری سے پہرہ دو۔ میں اسے اندر لے جا رہا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چوکیدار گیٹ بند کرنے لگا۔ اس کا رخ بدلتے ہی عمران پھرتی سے پلٹا اور اس نے چوکیدار کو دبوچ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے سر پر ریوالور کا دستہ مار دیا۔ چوکیدار کی کراہ اس کے منہ میں ہی دب کر رہ گئی اور وہ لڑکھڑا کر فرش پر آ گرا۔ اگلے ہی لمحے وہ ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو چکا تھا۔ عمران نے نعمانی کو اس کی مشین گن اتارنے کا

اشارہ کیا تو نعمانی نے چوکیدار کے کندھے سے مشین گن اتار لی اور عمران اسے ساتھ لئے دبے پاؤں برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ برآمدے میں کوئی نہیں تھا۔ راہداری بھی ویران پڑی تھی۔ اس میں صرف ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

اس کمرے سے آنے والی آوازیں سن کر عمران چونک پڑا۔ اس نے نعمانی کو راہداری کے پہلے کمرے کے پاس رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ دبے پاؤں تیسرے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے اندر جھانکا اور سچویشن دیکھتے ہی میز کے پیچھے کھڑے کشادہ کندھوں والے شخص پر فائر کھول دیا جو اپنے ہاتھ میں موجود ریوالور سے خاور کو نشانہ بنانے ہی والا تھا۔ اس آدمی کے منہ سے کربناک چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا۔ بے آواز گولی نے اس کے کندھے میں سوراخ کر دیا تھا۔ عمران، نعمانی کو ہاتھ سے اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور بائیں جانب کھڑے فرنچ کٹ داڑھی والے سفید فام پر ریوالور تان لیا۔ میز کے پاس کھڑی نوجوان لڑکی حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''ہاتھ بلند کر لو۔ کسی نے ذرا بھی حرکت کی تو دوسری دنیا میں پہنچا دوں گا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ خاور نے اپنی گرفت میں موجود سفید فام کو چھوڑتے ہوئے دھکا دیا اور وہ لڑکھڑا کر کمرے کے وسط میں آ گیا۔ اسی لمحے نعمانی کمرے میں داخل ہوا

اور اس نے میز کے پیچھے کھڑے شخص پر مشین گن تان لی۔ زخمی شخص کندھے کے زخم کو ہاتھ سے دبائے کھڑا تھا۔

''تم۔ تم کون ہو''...... زخمی شخص نے جبڑے بھینچتے ہوئے عمران سے پوچھا مگر عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

''تم سب ہاتھ بلند کر لو۔ ہری اپ''...... نعمانی نے لڑکی اور دونوں سفید فاموں سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو انہوں نے ہاتھ بلند کر لئے۔

''کیا یہی ان کا باس ہے''...... عمران نے خاور کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ اس کا نام مارٹر ہے۔ یہ تینوں اس کے ماتحت گرومیکو، مارتھا اور آرنلڈ ہیں''...... خاور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر پہلے آرنلڈ کی جیب سے ریوالور نکالا، اس کے بعد گرومیکو کی جیبوں سے اپنا اور اس کا ریوالور نکال کر پیچھے ہٹ گیا۔

''تم کیسے ان کے ہاتھ آئے''...... عمران نے مارٹر کی طرف دیکھتے ہوئے خاور سے پوچھا تو خاور نے تفصیل بتا دی۔ مارٹر کے کندھے کے زخم سے خون نکل رہا تھا اور اس کا لباس خون سے تر ہوتا جا رہا تھا جسے وہ ہاتھ سے دبا کر روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''مارٹر۔ تم نے لولی پاپ کے ریسٹورنٹ میں چار بے گناہوں کو قتل کیا ہے۔ تمہارے ساتھ چار آدمی تھے۔ دو یہ ہیں اور تیسرے کی

لاش میں گیٹ کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... عمران نے مارٹر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''شٹ اپ۔ تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ ہتھیار پھینک کر ہاتھ بلند کر لو''...... مارٹر نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''صرف میرے سوال کا جواب دو''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے آرنلڈ پر فائر کھول دیا اور آرنلڈ چیختا ہوا فرش پر گرا اور ڈھیر ہو گیا۔ سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی اس کی گردن کے پار ہو گئی تھی۔ گرومیکو اور مارتھا کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے تھے اور وہ خوفزدہ نگاہوں سے فرش پر تڑپتے آرنلڈ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''جواب دیتے ہو یا تمہاری کھوپڑی بھی اڑا دوں''...... عمران نے غراتے ہوئے مارٹر سے پوچھا اور ٹھیک اسی لمحے اس کے عقب سے ایک ریوالور کی نال اس کی پشت سے آ لگی۔ عمران نے چونکتے ہوئے مڑنے کی کوشش کی۔

''خبردار۔ ریوالور پھینک کر تم سب لوگ ہاتھ اٹھا لو ورنہ چھلنی کر دوں گا''...... عقب سے غراہٹ آمیز آواز بلند ہوئی تو خاور اور نعمانی نے بے اختیار عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے عقب میں ایک سفید فام مشین پسٹل عمران کی پشت سے لگائے کھڑا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ ریوالور تم پکڑ لو''...... عمران نے ریوالور والا ہاتھ عقب میں کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ گولی پیچھے

کھڑے شخص کے پیٹ میں لگی اور وہ چیختا ہوا فرش پر آ گرا۔ ٹھیک اسی لمحے مارٹر نے جھک کر تیزی سے اپنا ریوالور فرش سے اٹھایا ہی تھا کہ عمران نے فائر کر دیا۔ مارٹر کے سر میں سوراخ ہو گیا اور وہ فرش پر گر گیا۔ عمران کو مارٹر کی طرف متوجہ دیکھ کر گرومیکو نے پھرتی سے نعمانی پر چھلانگ لگا دی لیکن وہ چیختا ہوا راستے میں ہی گر گیا۔ خاور کے ریوالور کی گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا جبکہ مارتھا خوف کی شدت سے آنکھیں پھاڑے اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ رہی تھی۔

جیکسن اور اس کے چاروں ساتھیوں نے لولی پاپ کے ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے ہی اپنے لباسوں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں سنبھالے اور ہال میں ادھر ادھر کھڑے ہو گئے جبکہ دراز قامت اور قوی ہیکل جیکسن کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ کاؤنٹر مین اور کاؤنٹر کے پاس کھڑا سفید فام دونوں اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ قریب آ کر جیکسن نے غور سے سفید فام کو دیکھا۔

''یس سر۔ حکم کیجئے''...... کاؤنٹر مین نے خوفزدہ انداز میں جیکسن کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... جیکسن نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سخت لہجے میں پوچھا۔

''فلورا''...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

''کیا تم مجھے پہچانتے ہو''...... جیکسن نے پہلے والے لہجے میں

پوچھا۔

''جج۔ جی ہاں۔ آپ پیرس ہوٹل کے مالک مسٹر جیکسن ہیں''۔ کاؤنٹر مین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اب تم یہ بتاؤ کہ لولی پاپ کہاں ہے''...... جیکسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ معلوم نہیں سر۔ وہ دوپہر سے غائب ہے۔ آپ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس سے ملنے آئے تھے اور ہمارے چار آدمیوں کو قتل کر کے چلے گئے''...... کاؤنٹر مین نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم لوگوں نے لولی پاپ کو ان کے قتل کی اطلاع تو دے دی ہو گی''...... جیکسن نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہوتا تو ضرور اطلاع دیتے''...... کاؤنٹر مین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔ مجھے لولی پاپ کا ایڈریس چاہئے۔ نہیں بتاؤ گے تو تمہارا انجام بھی تمہارے پہلے ساتھیوں جیسا ہو گا۔ صرف تم ہی نہیں تمہارے جتنے بھی آدمی یہاں اور نیچے تہہ خانے میں ہیں سب مارے جائیں گے۔ زندہ رہنے کی خواہش ہے تو بتاؤ لولی پاپ کہاں چھپا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ''...... جیکسن نے غراتے ہوئے کہا۔

''یقین کیجئے۔ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے''...... کاؤنٹر مین نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

''تم لوگ نیچے جاؤ اور اگر لولی پاپ کے بارے میں کوئی نہ

بتائے تو سب کو بھون ڈالو“...... جیکسن نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ چاروں ہال کی دوسری جانب بڑھنے لگے۔

”میں بتاتا ہوں“...... دفعتاً کاؤنٹر کے پاس کھڑے شخص نے آہستہ سے جیکسن کو مخاطب کر کے کہا تو اس کی بات سن کر جیکسن بے اختیار اس کی طرف مڑا اور اسی لمحے سفید فام نے جیب میں موجود ہاتھ باہر نکال کر ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی نال جیکسن کے سینے پر رکھ دی۔ ایک لمحہ کے لئے جیکسن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا سفید فام نے دوسرا ہاتھ اس کے پسٹل والے ہاتھ پر مارا اور جیکسن کے ہاتھ سے مشین پسٹل چھوٹ گیا۔

”اپنے آدمیوں کو واپس بلاؤ ورنہ تمہارے سینے میں گولی اتر جائے گی“......سفید فام نے غراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم۔ تم کون ہو“......جیکسن نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ“...... سفید فام نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو ہال کے اختتام پر پہنچ جانے والے اس کے ساتھی یکدم پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”جیکسن کی زندگی چاہتے ہو تو پسٹل پھینک کر ہاتھ اٹھا لو“۔ سفید فام نے جیکسن کی پشت کی آڑ لیتے ہوئے اس کے آدمیوں کو حکم دیا۔ اب اس نے جیکسن کی پشت سے ریوالور لگا رکھا تھا اور

اس کے ساتھی اپنی جگہ کھڑے سفید فام کو گھور رہے تھے۔

”جیکسن کو چھوڑ دو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ پیرس ہوٹل کا مالک ہے“...... دفعتاً کاؤنٹر کے سامنے والی میز پر بیٹھے ایک سفید فام نے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم کون ہو“...... جیکسن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”پولیس انسپکٹر۔ یہ رہا میرا کارڈ“...... دوسرے سفید فام نے قریب آ کر کہا اور جھک کر فرش سے جیکسن کا مشین پسٹل اٹھالیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے سیدھے ہوتے ہوئے مشین پسٹل کا رخ جیکسن کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔ مشین پسٹل سے تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور جیکسن کے چاروں ساتھی چیختے ہوئے تڑپنے لگے۔

جیکسن کے چہرے پر خوف کے سائے رقص کر رہے تھے جبکہ ہوٹل کے ویٹرز اور مختلف میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد سہمی ہوئی نگاہوں سے فائرنگ کرنے والے سفید فام کی طرف دیکھ رہے تھے جبکہ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے فلورا کا چہرہ حیرت وخوف کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

”اوہ۔ تم۔ تم دونوں ساتھی ہو“...... جیکسن نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”صفدر۔ اسے بھی ختم کرنا ہے“...... فائرنگ کرنے والے نے

جیکسن کو جواب دینے کی بجائے اس کے عقب میں کھڑے سفید فام سے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن یہاں نہیں۔ فی الحال اسے ساتھ لے جائیں گے''...... سفید فام نے کہا جو صفدر ہی تھا۔ تب مشین پسٹل والے نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا پسٹل نکال لیا اور اس کا رخ جیکسن کے چہرے کی طرف کر کے بٹن دبا دیا۔ صفدر، جیکسن کی پشت سے ہٹ کر دائیں جانب ہو گیا مگر ریوالور کا رخ جیکسن کی طرف ہی رہا۔ جیکسن پسٹل والے کی طرف دیکھ رہا تھا جو تنویر تھا۔ ایک دو لمحوں بعد ہی وہ لڑکھڑایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

''آپ۔ آپ لوگ کون ہیں''...... فلورا نے صفدر سے پوچھا۔

''لولی پاپ کے ہمدرد۔ لیکن پولیس کو یہ بات مت بتانا''۔ صفدر نے اس کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا اور پھر اس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈالا اور جھک کر جیکسن کو کندھے پر اٹھا لیا۔ تنویر نے گیس پسٹل جیب میں ڈالا اور مشین پسٹل لے کر صفدر کے ہمراہ ہال سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ڈائننگ روم میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ عمران نے مارٹر کی ساتھی لڑکی مارتھا کو بھی بیکار سمجھتے ہوئے وہیں ختم کر دیا تھا اور نعمانی، خاور کے ہمراہ واپس بنگلے پر آ گیا تھا۔ وہاں جولیا اکیلی تھی۔ اس نے بتایا کہ لولی پاپ نے فون کیا تھا اور اس کے کلب کے عملہ کو بچانے کے لئے تنویر اور صفدر گئے ہیں۔ عمران، صفدر کو کال کرنے ہی والا تھا کہ صفدر اور تنویر واپس آ گئے اور ان سے کلب کا واقعہ سن کر عمران نے اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ جیکسن کو تہہ خانے کے دوسرے کمرے میں قید کر دیا گیا تھا۔ عمران نے لولی پاپ کو فون کر کے کلب میں پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں بتا دیا تھا۔

''عمران صاحب۔ فرض کیا میجر پرمود کو مارشل ڈربن نے ہیڈکوارٹر کی بجائے کسی دوسری جگہ رکھا ہوا ہو تو پھر''...... نعمانی نے

عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کوئی مسئلہ نہیں۔ ہم نے ایک ہی دن میں ہیڈکوارٹر کا پتہ معلوم کر لیا ہے تو میجر پرمود کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا۔ چیف نے اسی لئے تو پوری ٹیم کو اس مہم پر نہیں بھیجا کہ کسی بھی ممبر کی معمولی سی غفلت سے ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ دیکھو۔ تمہارے سامنے کتنے سکون سے مارٹر اور اس کے ساتھیوں کو جہنم میں پہنچایا ہے۔ ادھر صفدر اور تنویر نے بڑی ذہانت اور تیزی سے نہ صرف جیکسن کے چاروں آدمیوں کو ختم کیا ہے اور لولی پاپ کے مزید ساتھیوں کو مرنے سے بچایا ہے۔ مزید یہ کہ جیکسن اور تھامسن جیسے اہم آدمی بھی ہماری گرفت میں آ چکے ہیں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اب تم نے ان کا کیا کرنا ہے۔ تھامسن سے ہیڈکوارٹر کا پتہ تو معلوم کر ہی چکے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''اگرچہ وہ ہمارے لئے بیکار ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی بعد میں ضرورت پڑ جائے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کہہ رہے تھے کہ کسی جزیرے پر بھی اس تنظیم کا خفیہ ٹھکانہ ہے''...... خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ تھامسن نے یہ بتایا تو ہے لیکن اسے معلوم نہیں اس جزیرے کے بارے میں۔ اس نے بھی اپنے کسی ساتھی سے اس جزیرے کی بات سنی تھی۔ البتہ اب میں ذرا جیکسن سے پوچھ گچھ کرتا

ہوں''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں بھی آؤں''...... نعمانی نے تیزی سے پوچھا۔

''وہاں خوبانیاں تو نہیں بٹ رہیں جو تم بھی لے لو گے۔ جولیا کے سوا تم سب اپنے میک اپ تبدیل کر لو۔ ہم ٹھیک نصف گھنٹہ بعد روانہ ہو جائیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''یہ حضرت بھی من موجی ہیں۔ کبھی ڈھنگ سے جواب نہیں دیتے کسی کو''...... تنویر نے کہا۔

''ہے ہی بے ڈھنگا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ میں بے ڈھنگا ہوں''...... عمران نے یکدم دروازے سے مڑتے ہوئے کہا۔

''جاؤ اپنا کام کرو۔ واپس کیوں آ رہے ہو''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اف۔ اگر تم اسی طرح پیار سے ہنستے ہوئے مجھے گدھا بھی کہہ دیا کرو تو کتنا مزہ آئے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو گدھا کہنے پر مزہ آتا ہے یا گدھا بننے پر''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ چلو جولیا کی سواری کے کام تو آؤں گا۔ اسے اپنی گاڑی پر پٹرول کا خرچہ نہیں کرنا پڑے گا''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بکومت۔ مجھے گدھے پر سوار ہونا قطعاً پسند نہیں ہے"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ مجھے گھوڑا بنا لیا کرو۔ میرے لئے ایک ہی بات ہے"...... عمران نے بے پروائی سے کہا۔

"کون سی بات"...... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ چھری خربوزے پر گرے یا خربوزہ چھری پر گرے کٹے گا تو خربوزہ ہی۔ کیوں صفدر میاں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ مجھے معاف ہی رکھیں۔ میں آپ دونوں کے تنازع میں فریق نہیں بن سکتا"...... صفدر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھ لو تنویر۔ اب یہ خود وقت ضائع کر رہا ہے فضولیات میں"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بے چارے مجبور ہیں۔ انہوں نے شاید فضولیات میں ڈگریاں لی ہوئی ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رومانیات میں بھی ایم اے کیا ہوا ہے واپس آ کر تمہیں اس پر ایک لیکچر دیتا ہوں تاکہ تم میں بھی رومانس کے جراثیم کلبلائیں اور تم بھی کسی کی زلفوں کے اسیر ہو جاؤ"...... عمران نے کہا اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران کی بات سن کر سب ساتھی ہنسنے لگے۔

"توبہ۔ یہ صاحب کسی کو بھی نہیں بخشتے"...... صفدر نے گہرا

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ کہیں وہ باہر سے سن کر دوبارہ واپس نہ آ جائے"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ سب باری باری ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھے اپنا میک اپ تبدیل کرنے لگے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران واپس آیا تو وہ لوگ میک اپ تبدیل کر چکے تھے۔

"جیکسن سے کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں یا نہیں"...... صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔ اسے مارشل ڈربن کے ٹھکانے یا ہیڈکوارٹر کا کچھ علم نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا تو تمام ساتھیوں کے چہرے مرجھا گئے۔

مارشل ڈربن نے انٹرکام کا بٹن پریس کیا اور کسی کو وہسکی لانے کا حکم دیا اور پھر وہ فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔ کئی لمحے گزر گئے اور رابطہ قائم نہ ہوا تو اس نے دوبارہ نمبر پریس کئے لیکن اس مرتبہ بھی دوسری طرف سے کوئی آواز نہ آئی تو اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

''کم ان''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو دروازہ کھول کر ایک آدمی اندر آ گیا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ اس نے خاموشی سے آگے بڑھ کر بوتل میز پر رکھ دی۔

''نصف گھنٹے بعد کھانا لے آنا''...... مارشل ڈربن نے گنجے آدمی سے کہا۔

''رائٹ سر''...... گنجے سر والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور

پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہونے کے بعد مارشل ڈربن نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

''ہیلو۔ مورس سپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بات کر رہا ہوں مورس''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ حکم کیجئے''...... دوسری طرف سے مورس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مارٹر سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ اس کے ٹھکانے پر جا کر معلوم کرو۔ اس نے ایک پاکیشیائی کو پکڑا تھا اور میں نے اسے حکم دیا تھا کہ اس سے اس کے باقی ساتھیوں کا ایڈریس معلوم کرے''۔ مارشل ڈربن نے کہا۔

''رائٹ سر۔ میں ابھی جا رہا ہوں''...... مورس نے کہا تو مارشل ڈربن نے فون آف کر کے شراب کی بوتل اٹھا لی۔ اس نے گلاس میں شراب ڈال کر چند گھونٹ لئے اور پھر دیوار پر لگے کلاک کی طرف دیکھا اور دوبارہ رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ جیکی سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جیکسن سے بات کراؤ جیکی۔ کیا وہ موجود ہے''...... مارشل

ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نو سر۔ وہ لولی پاپ کے کلب گئے ہیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اوہ۔ ایک گھنٹہ ہونے والا ہے اور وہ ابھی تک واپس نہیں آیا''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ وہ ابھی نہیں آیا اور نہ ہی اس نے کوئی فون کیا ہے۔ کیا میں اس کے موبائل فون پر اس سے رابطہ کروں''...... جیکی نے کہا۔

''نہیں۔ میں خود اس کے موبائل فون پر بات کرتا ہوں''۔ مارشل ڈربن نے کہا اور فون آف کر دیا۔ پھر اس نے جیکسن کے موبائل فون کے نمبر پریس کئے اور دوسرے ہاتھ سے شراب کا گلاس اٹھا کر گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ چند لمحے گزر گئے مگر جیکسن نے کال اٹنڈ نہ کی تو مارشل ڈربن نے دوبارہ وہی نمبر پریس کر دیئے لیکن اس بار بھی بیل بجتی رہی اور پھر بند ہوگئی۔ مارشل ڈربن کی آنکھوں میں فکر کی پرچھائیں لہرانے لگیں اور اس نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا اور سلسلہ منقطع کر کے ایک اور فون نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ شیراڈ سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بات کر رہا ہوں شیراڈ''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''فوراً لولی پاپ کے تھرڈ ورلڈ کلب پہنچو اور معلوم کرو کہ وہاں کچھ دیر پہلے کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں نے جیکسن کو وہاں لولی پاپ کو پکڑنے کے لئے بھیجا تھا کیونکہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ملا ہوا ہے لیکن جیکسن نے نہ خود رپورٹ دی ہے اور نہ ہی کال رسیو کر رہا ہے۔ مجھے پندرہ منٹ کے اندر اندر رپورٹ ملنی چاہئے''۔ مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... شیراڈ نے کہا تو مارشل ڈربن نے مزید کوئی بات کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا اور پھر اس نے شراب کا نصف گلاس ایک ہی گھونٹ میں حلق میں اتارا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''......فوراً ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پوکر کو میرے کمرے میں بھیجو''...... مارشل ڈربن نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اس نے ایک سگار سلگایا اور کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تقریباً ایک منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

''کم ان''...... مارشل ڈربن نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر آیا۔ اس کے چہرے پر چھوٹی سی مگر گھنی داڑھی تھی۔ اس نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور پھر ایک قدم آگے بڑھ کر رک گیا۔

"یس چیف"...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پوکر۔ بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے"...... مارشل ڈربن نے بے چین لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا چیف"...... پوکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میجر پرمود کی تلاش میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ یہاں دوپہر سے پہنچے ہوئے ہیں لیکن ہمارے آدمی اب تک انہیں پکڑنے میں ناکام رہے ہیں۔ اس کوشش میں ہمارے بہترین ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ تھامسن ان کی قید میں ہے۔ لولی پاپ پاکیشیائی ایجنٹوں کو سپورٹ کر رہا ہے"...... مارشل ڈربن نے کہا۔

"چیف۔ وہ میجر پرمود تک کبھی نہیں پہنچ سکتے"...... پوکر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو مجھے بھی یقین ہے کہ میجر پرمود کو جہاں رکھا ہوا ہے وہاں کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تھامسن ان کی گرفت ہے اگرچہ وہ میجر پرمود کے بارے میں نہیں جانتا۔ لیکن ہیڈکوارٹر کا اسے علم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے کسی طرح اس سے یہاں کا ایڈریس معلوم کر لیا تو وہ فوراً یہاں حملہ کر دیں گے۔ میں نے تمہیں اسی خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے بلایا ہے کہ ہیڈکوارٹر کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے اور تم خبردار ہو جاؤ"...... مارشل ڈربن نے ٹہلتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر مت کریں چیف۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں نے یہاں

آنے کی حماقت کی تو ان میں سے ایک بھی بچ کر نہیں جا سکے گا۔ میرے ساتھی انہیں عمارت کے باہر ہی بھون ڈالیں گے"...... پوکر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"بس۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ تم مزید انتظامات کر لو۔ عمارت کے چاروں اطراف کی سخت نگرانی ہونی چاہئے۔ کوئی اجنبی چاہے وہ فلپائنی ہو یا غیر ملکی تمہارے ماتحتوں کی نگاہوں سے بچ کر عمارت کے قریب نہ آ سکے"...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا تو پوکر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"بس۔ اب تم جا سکتے ہو"...... مارشل ڈربن نے کہا تو پوکر پلٹا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ مارشل ڈربن اپنی کرسی پر آ بیٹھا اور اس نے بوتل سے گلاس شراب میں ڈالی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ"...... مارشل ڈربن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"مورس بات کر رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے مورس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس مورس۔ کیا خبر ہے"...... مارشل ڈربن نے بے تابی سے پوچھا۔

"چیف۔ مارٹر کے بنگلے میں مارٹر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں"...... مورس نے جواب دیا تو مارشل ڈربن بے اختیار اچھل پڑا۔

"تفصیل بتاؤ مورس"...... مارشل ڈربن نے غضبناک لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے مورس تفصیل بتانے لگا۔

"آل رائٹ۔ تم واپس اپنے ٹھکانے پر جاؤ"...... مارشل ڈربن نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور رسیور رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے دوبارہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

رات کے نو بجے تھے جب ریکارڈ سٹریٹ کے ایک بنگلے سے دو گاڑیاں نکلیں اور سڑک پر آ کر بائیں سمت میں دوڑنے لگیں۔ اگلی کار میں عمران اور تنویر تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ دوسری کار صفدر ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ نعمانی اور خاور عقبی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے چوراہے پر پہنچ کر کار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر موڑ دی۔ یہ سڑک بندرگاہ کی طرف جاتی تھی اور اس کے دونوں اطراف میں بڑے بڑے بنگلے تھے۔ ان بنگلوں کے اختتام پر دو کلومیٹر تک ویران علاقہ تھا اور پھر بندرگاہ ایریا میں واقع عمارتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

عمران کی منزل بائیں ہاتھ کی آخری آبادی تھی۔ پندرہ منٹ بعد وہ اس کالونی کے قریب پہنچ گئے۔ کالونی میں داخل ہونے کے

لئے سات سٹریٹس تھیں اور ہر سٹریٹ پر دونوں جانب پندرہ پندرہ بنگلے تھے۔ یہ کالونی فلپائنی حکومت نے قائم کی تھی اور ایک ہی سائز کے پلاٹ بنا کر فروخت کئے تھے۔ عمران نے فورتھ سٹریٹ کے کارنر پر کار روکی اور اس کے پیچھے آنے والی کار بھی رک گئی۔ عمران کار کا انجن بند کر کے کار سے اترا اور آگے بڑھ کر اس گلی میں جھانک کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ایک ہی نظر میں مطلوبہ بنگلے کو تاڑ لیا تھا جو دائیں ہاتھ پر تیسرا بنگلہ تھا۔ اس نے پلٹ کر دوسری کار میں بیٹھی جولیا کو اشارہ کیا تو وہ کار سے اتر کر اس کے قریب آ گئی۔ عمران نے اپنی جیب سے مصنوعی داڑھی نکال کر چہرے پر لگائی اور جولیا کے ہمراہ گلی میں داخل ہو گیا۔ اس وقت گلی ویران تھی۔ شہر سے دور ہونے کے سبب رات نو بجے کے بعد اس علاقے کے مکینوں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر رہ جاتی تھی جبکہ مین روڈ پر بندرگاہ کی طرف آنے جانے والی گاڑیوں کا رش بھی نہیں ہوتا تھا۔

عمران موجودہ میک اپ میں ادھیڑ عمر مقامی سفید فام دکھائی دے رہا تھا مگر اب داڑھی لگانے سے وہ بوڑھا دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ جولیا کے ہمراہ گلی کی سڑک کے بائیں ہاتھ چل رہا تھا۔ اس کی چال میں لنگڑاہٹ تھی اور اس نے یوں جولیا کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جیسے اس کا سہارا لے کر چل رہا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ وہ سرگوشی کے انداز میں جولیا کو اس کے کردار کے بارے میں بتا رہا تھا اور وہ

پوری توجہ سے سن رہی تھی۔

جلد ہی وہ دونوں مطلوبہ بنگلے کے سامنے سے گزرنے لگے۔ عمران کن انکھیوں سے اس بنگلے کا جائزہ لے رہا تھا۔ بنگلے کا گیٹ بند تھا جبکہ اندر کمپاؤنڈ میں روشنی ہو رہی تھی۔ گیٹ کے بالائی حصے میں چھوٹا سا خانہ بنا ہوا تھا جو پانچ چھ انچ لمبا اور تین انچ چوڑا تھا۔ اس سے اندر کھڑے کسی آدمی کی آنکھیں اور پیشانی دکھائی دے رہی تھی۔

اس عمارت کی بالائی منزل میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بالکونیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان میں ایک ایک آدمی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ سب عمران اور جولیا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یقیناً وہ محافظ تھے۔ عمارت کی چھت پر ڈش انٹینا لگا ہوا تھا اور چھت کے گرد تین فٹ بلند منڈیر تھی۔ اس سے اگلے بنگلے کی بھی بالائی منزل تھی اور دونوں بنگلوں کے درمیان تقریباً تین فٹ کا فاصلہ تھا۔ عمران اور جولیا نے دوسرے بنگلے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کا جائزہ لیا۔ اس کا گیٹ بھی بند تھا اور گیٹ کے پہلو میں دیوار پر ایک نیم پلیٹ آویزاں تھی جس پر موٹے حروف تحریر تھے۔ عمران نے رخ بدلا اور سڑک پار کر کے گیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ نیم پلیٹ پر مسٹر مائیکل کے نیچے ڈائریکٹر لوسی کارپوریشن کے الفاظ نظر آ رہے تھے۔ عمران نے جولیا کے ساتھ گیٹ پر آ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہو تم لوگ''...... چند لمحوں بعد گیٹ میں بنے ہوئے ایک ہول سے کسی نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مسٹر مائیکل کو اطلاع دو ہماری''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''آپ کا نام''...... اندر کھڑے آدمی نے پوچھا۔

''کرنل کنکارڈ اور یہ میری بیگم ہے۔ ہم ایک ذاتی کام سے آئے ہیں''...... عمران نے کہا تو اندر موجود شخص اس ہول کے سامنے سے ہٹ گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس ہول سے آنکھ لگا کر اندر جھانکا لیکن وہ ہول اندز سے چھوٹا ہونے کے سبب عمران کو صرف عمارت کا برآمدہ ہی نظر آیا جس کے باہر ایک کار کھڑی تھی۔ اسی لمحے اندر سے اسی آدمی کی آواز ابھری۔ وہ انٹرکام پر کسی کو عمران کی آمد کی اطلاع دے رہا تھا۔

''رائٹ سر۔ وہ کسی ذاتی کام کے سلسلے میں آئے ہیں''۔ دوسری طرف سے آواز سننے کے بعد اس شخص نے کہا۔ عمران ایک قدم پیچھے ہٹ کر جولیا کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے گیٹ کھلا اور سامنے ایک ادھیڑ عمر مسلح شخص کھڑا دکھائی دیا۔ وہ فلپائنی تھا اور اس کے دونوں ہولسٹروں میں ریوالور نظر آ رہے تھے۔ یقیناً وہ گارڈ تھا۔

''اندر آ جائیے سر''...... اس آدمی نے مہذبانہ لہجے میں کہا تو عمران اور جولیا اندر آئے تو گارڈ نے گیٹ بند کر دیا اور برآمدے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ان کے آگے چل دیا۔ وہ

دونوں گارڈ کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے۔ عمران نے مطلوبہ بنگلے کی طرف دیکھا۔ دونوں بنگلوں کی مشترکہ درمیانی دیوار کے ساتھ ساتھ چند درخت تھے جن کی گھنی شاخوں کے سبب دوسرے بنگلے کی بالائی منزل کی بالکونیاں نظر نہیں آ رہی تھیں۔

''بہت ویرانی ہے یہاں۔ کیا مسٹر مائیکل یہاں تنہا رہتے ہیں''۔ عمران نے گارڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''صرف بیگم ہے۔ بچوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اور وہ الگ الگ گھروں میں رہتے ہیں''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے علاوہ کتنے ملازم ہیں یہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''صرف ایک باورچی ہے۔ کیا آپ پہلی بار یہاں آئے ہیں''۔ گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیا یہ مسٹر مائیکل اور ان کی بیگم کے سونے کا وقت تو نہیں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''صرف باس جاگ رہے ہیں''...... گارڈ نے کہا اور پھر وہ برآمدے سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ ایک ڈرائینگ روم تھا۔ اس میں ایک ادھیڑ عمر شخص صوفے پر بیٹھا تھا اور اس کے آگے میز پر ٹیلی فون، انٹرکام اور چند فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ انہیں دیکھ کر وہ آدمی کھڑا ہو گیا جو یقیناً مائیکل تھا۔

''ہیلو مسٹر مائیکل''...... عمران نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''ہیلو کرنل''...... مائیکل نے عمران کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ مائیکل نے جولیا کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے اسے ہیلو کہا جواب میں جولیا نے بھی ہیلو کہا۔ جولیا نے اپنا میک اپ تبدیل نہیں کیا تھا اور موجودہ حلیئے میں وہ نوجوان لڑکی نظر آ رہی تھی۔

''گارڈ۔ تم جاؤ ڈیوٹی پر''...... مائیکل نے گارڈ سے کہا تو وہ پلٹ کر باہر چلا گیا۔ مائیکل نے عمران اور جولیا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔

''کرنل۔ آپ لوگوں کے لئے وہسکی منگواؤں یا کافی''۔ مائیکل نے پوچھا۔

''نہیں مسٹر مائیکل۔ اس وقت کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔ کیا آپ کا باورچی موجود ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ بالائی منزل پر سو رہا ہے۔ کیا آپ کھانا کھائیں گے''...... مائیکل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ کھانا تو ہم کھا کر آئے ہیں''...... عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا اور جیب سے گیس پسٹل نکال کر مائیکل کے چہرے کی طرف کر دیا۔

''اوہ۔ کیا۔ کیا مطلب''...... مائیکل نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا مگر عمران نے پسٹل کا بٹن دبایا اور پھر پسٹل جیب میں رکھ لیا۔

''کچھ نہیں۔ دراصل یہ ایک کھلونا ہے۔ میں آپ کی جرأت کا

ٹیسٹ لے رہا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں مائیکل منہ سے کوئی لفظ نکالے بغیر ہی لہرا کر صوفے سے فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کی ہلکی سی لہر نے مائیکل کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تھا۔

''جلدی کرو۔ تم دوسرے کمرے میں اس کی بیوی کو بے ہوش کر کے بالائی منزل پر آ جاؤ''...... عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے جولیا سے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران کمرے سے نکلا اور راہداری کے اختتام پر واقع سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں طے کر کے وہ بالائی منزل پر پہنچا۔ وہاں چند کمرے تھے مگر صرف پہلے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ عمران نے ریوالور ہاتھ میں لیا اور دروازے کے ہینڈل پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ اس کمرے میں ایک شخص بیڈ پر سو رہا تھا جو حلیئے سے باورچی لگتا تھا۔ عمران نے قریب آ کر گیس پسٹل نکالا اور اس کے چہرے کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ پھر اس نے دروازہ بند کیا ہی تھا کہ سیڑھیوں سے جولیا اوپر آ گئی۔

''ہو گیا کام''...... عمران نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم نیچے جاؤ اور گارڈ کو برآمدے میں بلا کر اسے بھی بے ہوش کر دو''...... عمران نے اس کے قریب آ کر تیزی سے کہا اور پھر رکے بغیر چھت پر جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

چھت پر پہنچ کر وہ کھڑے ہونے کی بجائے ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلتا ہوا دوسرے بنگلے کی سمت بڑھنے لگا۔ اس چھت کی منڈیر چار فٹ تک بلند تھی لیکن کھڑے ہونے میں اندیشہ تھا کہ اگر دوسرے بنگلے کی چھت پر کوئی موجود ہوا تو اسے دیکھ لے گا۔ چنانچہ وہ بلی کی طرح چلتا ہوا چھت کے اختتام پر جا پہنچا اور پھر ذرا بلند ہو کر اس نے بڑی احتیاط سے منڈیر کی دوسری جانب جھانکا۔ دوسری چھت کی منڈیر ایک فٹ نیچی تھی مگر چھت پر کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ چھت کے وسط میں ایک بہت بڑی ڈش ایک بھاری فریم پر ترچھی حالت میں نصب تھی۔ اس چھت کے اختتام پر نیچے جانے والی سیڑھیاں تھیں جن پر آہنی دروازہ لگا ہوا تھا اور دروازہ نصف کے قریب کھلا ہوا تھا۔

عمران نے اس بنگلے کے کمپاؤنڈ کا جائزہ لیا۔ یہاں سے اس بنگلے کا برآمدہ نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ عمران چھت کے پہلو پر اور تقریباً درمیان میں تھا۔ البتہ گیٹ سمیت کمپاؤنڈ کا نصف حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ایک گاڑی کھڑی تھی جبکہ گیٹ کے پاس دو مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے مستعد کھڑے تھے۔ عمران مڑا اور منڈیر کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا چھت کے کارنر پر پہنچ گیا۔ وہاں سے اس نے سر بلند کر کے دوسرے بنگلے کے عقبی کمپاؤنڈ کا جائزہ لیا۔ اس جانب بھی عمارت کا عقبی دروازہ تھا جو بند تھا جبکہ کمپاؤنڈ کی عقبی دیوار بارہ فٹ کے قریب بلند تھی۔ اس دیوار کے پاس بھی

مشین گنوں سے لیس دو محافظ ٹہل رہے تھے۔ وہاں خاصی تیز روشنی تھی جو عمارت کے عقبی دروازے کے قریب دیوار پر لگے مرکری بلب کی تھی۔ عمران پلٹا اور منڈیر سے چند قدم پیچھے ہٹ کر بیٹھتے ہوئے اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو۔ صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

''یس۔ صفدر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

''میری ہدایت توجہ سے سنو اور تنویر کو بھی بتا دینا۔ اوور''۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اسے ہدایات دینے لگا۔

پوکر کے باہر جانے کے بعد مارشل ڈربن نے اپنے کمرے میں کھانا منگوا کر کھایا اور پھر اس نے گلاس میں شراب ڈال کر پہلا گھونٹ ہی لیا تھا کہ میز پر رکھے مخصوص سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے گلاس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''شیراڈ بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے شیراڈ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ جیکسن سے رابطہ ہوا یا نہیں''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نو سر۔ اسے اغوا کر لیا گیا ہے''...... شیراڈ نے کہا۔

''کیا۔ اغوا کر لیا گیا ہے''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے

کہا۔

''یس چیف۔ اور اس کے چار ساتھی قتل کر دیئے گئے ہیں لولی پاپ کے ریسٹورنٹ میں''...... شیراڈ نے کہا۔

''اوہ۔ تفصیل سے بتاؤ شیراڈ۔ جیکسن کو کس نے اغوا کیا اور اس کے ساتھیوں کو کس نے قتل کیا ہے''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میں لولی پاپ کے ریسٹورنٹ پہنچا تو وہاں پولیس موجود تھی۔ پتہ چلا کہ ایک گھنٹہ پہلے وہاں جیکسن اپنے چار آدمیوں کے ساتھ آیا تھا۔ ہال میں مقامی پولیس کے دو افراد سادہ لباس میں موجود تھے۔ ایک سے جیکسن کی ہاتھا پائی ہوئی اور اس کے آدمیوں نے پولیس والے پر مشین پسٹل تان لئے مگر دوسرے پولیس والے نے اچانک فائرنگ کر کے ان چاروں کو ختم کر دیا کیونکہ انہوں نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کیا تھا۔ پھر وہ دونوں جیکسن کو بے ہوش کر کے باہر لے گئے۔ کاؤنٹر مین نے یہی بتایا ہے لیکن پولیس کے باوردی افراد جو یہاں موجود ہیں ان میں سے ایک نے مجھے اخباری رپورٹر سمجھ کر بتایا کہ قاتل پولیس کے ارکان نہیں تھے۔ پولیس نے کاؤنٹر مین سے پوچھ گچھ کی ہے اور کاؤنٹر مین نے بتایا کہ جیکسن لولی پاپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور جب کاؤنٹر مین نے لاعلمی کا اظہار کیا تو جیکسن غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنے مسلح ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ نیچے تہہ خانے میں جائیں اور وہاں لولی پاپ نہ ملے

تو وہ سب کو قتل کر ڈالیں۔ تب کاؤنٹر پر کھڑے ایک شخص نے جیکسن پر حملہ کر کے اس پر ریوالور تان لیا تھا جبکہ ہال میں بیٹھے ایک آدمی نے خود کو پولیس انسپکٹر بتایا اور جیکسن کے قریب آ کر فرش سے اس کا مشین پسٹل اٹھا کر جیکسن کے چاروں آدمیوں کو بھون ڈالا۔ پھر پہلے شخص کے کہنے پر پولیس انسپکٹر نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکال کر جیکسن کے چہرے پر فائر کیا لیکن اس کے پسٹل سے کوئی گولی نہ نکلی مگر اس کے باوجود جیکسن بے ہوش ہو گیا۔ شاید موت کو قریب دیکھ کر خوف کی شدت سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا''...... شیراڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ یقیناً وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے اور وہ جیکسن کو ہلاک کرنے کی بجائے اس سے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس معلوم کرنے کے لئے اسے ساتھ لے گئے ہیں''...... مارشل ڈربن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیا جیکسن کو ہیڈکوارٹر کا علم ہے چیف''...... دوسری طرف سے شیراڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ولیم نے اسے کبھی بتایا ہو''۔ مارشل ڈربن نے غصے سے دانت چباتے ہوئے کہا۔

''پھر تو ہیڈکوارٹر پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ ہے چیف''...... شیراڈ نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہیڈکوارٹر غیر محفوظ نہیں ہے۔ اگر انہوں نے اس

طرف کا رخ کرنے کی حماقت کی تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا بلکہ میری خواہش تو یہ ہے کہ ہمیں اب انہیں تلاش نہ کرنا پڑے اور وہ خود ہی یہاں مرنے کے لئے آ جائیں''...... مارشل ڈربن نے درندگی آمیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ کیونکہ ان کا ٹھکانہ معلوم کرنے کی کوشش میں ہمارے ایک درجن سے زیادہ ممبر ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر پھر ان کی تلاش میں آپ نے تنظیم کے مزید ارکان کو بھیجا تو شاید وہ بھی مارے جائیں''...... شیراڈ نے کہا۔

''اوہ۔ سنو شیراڈ۔ جیکسن سے پہلے مارٹر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ لولی پاپ کے کلب گیا تھا۔ وہاں سے واپسی پر ایک پاکیشیائی نے ان کا تعاقب کیا اور پھر کچھ دیر پہلے مورس نے اطلاع دی ہے کہ مارٹر کے بنگلے میں مارٹر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ہو سکتا ہے اب بھی لولی پاپ کے ریسٹورنٹ کے اندر یا باہر کوئی پاکیشیائی ایجنٹ تمہاری نگرانی کر رہا ہو''...... مارشل ڈربن نے تیزی سے کہا۔

''اوہ۔ نو سر۔ مجھے یہاں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آیا جو میری طرف متوجہ ہو۔ میں نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے۔ ریسٹورنٹ کے باہر صرف پولیس کی ایک گاڑی موجود ہے جبکہ مین کلب کے باہر سڑک کے دوسرے ہاتھ پر میں اپنی کار میں بیٹھا ہوں''...... شیراڈ نے پر یقین لہجے میں کہا تو مارشل ڈربن نے

اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہاں سے واپس اپنے ٹھکانے پر جاؤ۔ ضرورت پڑی تو تمہیں کال کر لوں گا"...... مارشل ڈربن نے کہا اور فون آف کر کے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پوکر۔ کیا پوزیشن ہے باہر کی"...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

"نارمل ہے چیف۔ تمام محافظ مستعدی سے گیٹ پر پہرہ دے رہے ہیں۔ عقبی جانب ہمارے آدمی اسلحہ ہاتھوں میں لئے کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار ہیں۔ بالائی منزل پر کھڑے محافظ سڑک کی نگرانی کر رہے ہیں اور ان کی نگاہوں سے بچ کر کوئی شخص بنگلے کے قریب نہیں آ سکتا۔ میں خود بھی عقب کی صورت حال کا سکرین پر جائزہ لے رہا ہوں۔ عقبی گلی کا پورا منظر میرے سامنے ہے اور اگر کوئی گلی میں داخل ہوا تو ساٹھ گز کے فاصلے سے ہی کیمرہ اسے سکرین پر شو کر دے گا"...... پوکر نے کہا۔

"گڈ۔ عقبی گلی میں دو آدمی بھیج دو تاکہ جو بھی گلی میں داخل ہوتا دکھائی دے اسے فوراً ہی بلائینڈ ریز سے بے ہوش کر دیا جائے اور پھر اسے خاموشی سے ٹھکانے لگا دیا جائے"...... مارشل ڈربن نے کہا۔

"رائٹ سر۔ لیکن اندھی شعاعوں سے بے ہوش کرنے کی

بجائے ایک ہی مرتبہ فائر کر کے اس کا خاتمہ کر دیا جائے تو بہتر رہے گا"...... پوکر نے کہا۔

"نہیں پوکر۔ اگرچہ مجھے پولیس کا کوئی ڈر نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ فائرنگ کی آواز سے اس آبادی کے مکین ڈسٹرب نہ ہوں اور وہ صورت حال سے بے خبر ہی رہیں اور اعلیٰ حکام تک ہماری شکایت نہ پہنچے ورنہ ہمیں ہیڈکوارٹر تبدیل کرنا پڑے گا"۔ مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام آف کیا اور اطمینان سے شراب پینے لگا۔ تقریباً دس منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا اور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھول کر ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا اور اسے دیکھ کر مارشل ڈربن بے اختیار اچھل پڑا۔

عمران نے تقریباً دو منٹ توقف کیا اور پھر جیب سے چیونگم کا پیس نکالا اور منہ میں ڈال کر ہاتھ پاؤں کے بل چلتا ہوا چھت کی منڈیر کے پاس آ گیا۔ اس نے ذرا آگے بڑھ کر دوسرے بنگلے کا جائزہ لیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں سے اس نے چند منٹ پہلے مطلوبہ بنگلے کے فرنٹ کا جائزہ لیا تھا اور اس بنگلے کے گیٹ پر دو مشین گن بردار محافظ کھڑے دکھائی دے رہے تھے مگر اب ایک اور شخص بھی وہاں ٹہلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ غیر مسلح تھا اور برآمدے سے گیٹ تک چکر لگا رہا تھا۔ پھر چند لمحوں بعد وہ برآمدے کی طرف تیزی سے بڑھ گیا جبکہ گیٹ پر کھڑے محافظوں میں سے ایک گیٹ میں بنے خانے سے باہر جھانکنے لگا۔

تقریباً ایک منٹ بعد عمران احتیاط سے منڈیر پر چڑھا۔ دوسرے بنگلے کی چھت کی منڈیر وہاں سے تقریباً تین چار فٹ کے

فاصلے پر اور قدرے نیچی تھی۔ عمران نے منڈیر پر کھڑے ہو کر دوسرے بنگلے کی طرف جمپ لگایا اور اس کی منڈیر کے پار پہنچ کر اس نے یکدم قلابازی کھائی اور چاروں ہاتھ پاؤں کے بل دوسری چھت پر جا گرا۔ یہ جمپ لگانے کا اعلیٰ ترین مظاہرہ تھا کہ وہ پیٹھ کے بل گرنے کی بجائے بلی کے انداز میں چھت پر گرا تھا اور اس طرح گرنے سے نہ کوئی آواز بلند ہوئی تھی اور نہ دھمک پیدا ہوئی تھی۔ عمران منڈیر سے تقریباً دو فٹ آگے آ گرا تھا اور پھر وہ فوراً ہی لیٹ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔

کئی لمحے گزر گئے مگر سیڑھیوں کی طرف سے کوئی اوپر نہ آیا تو وہ بلی کے انداز میں ہاتھ پاؤں کے بل سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چھت کے اختتام پر واقع سیڑھیوں کے پاس جا پہنچا جس کا نصف دروازہ کھلا تھا۔ عمران سیڑھیوں کے دروازے کے پہلو میں آیا اور چہرہ آگے کر کے اس نے سیڑھیوں میں جھانکا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور دروازے میں داخل ہو کر کھڑا ہو گیا۔

چند سیڑھیوں کے بعد موڑ تھا۔ عمران کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر سیڑھیاں نیچے اترنے لگا۔ موڑ پر دیوار کی آڑ میں رک کر اس نے چہرہ تھوڑا سا آگے کر کے دوسری طرف جھانکا۔ ادھر چند سیڑھیوں کے بعد بالائی منزل کی راہداری تھی۔ اس میں روشنی تھی۔ ایک جانب چند کمرے تھے اور ان کے دروازے بند تھے۔ ان

کمروں کے سامنے بالکونیاں تھیں اور ہر بالکونی میں ایک محافظ سٹول پر بیٹھا بالکونی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ وہ تعداد میں چار تھے اوران کی مشین گنیں ان کی گود میں رکھی تھیں۔ عمران نے چہرہ پیچھے ہٹا لیا اور سوچنے لگا کہ ان محافظوں کی نگاہوں سے بچنے کے لئے اسے کیا کرنا چاہئے۔

دفعتاً نیچے سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ کوئی شخص سیڑھیوں کے راستے اوپر آ رہا تھا۔ عمران نے محتاط ہو کر آہٹوں پر کان لگا دیئے۔ چند لمحوں بعد آہٹیں معدوم ہوئیں تو اس نے دیوار کی آڑ سے نیچے راہداری میں جھانکا تو سیڑھیوں کے بائیں جانب وہی شخص کھڑا دکھائی دیا جو تین چار منٹ پہلے گیٹ کے قریب ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر چھوٹی سی گھنی داڑھی تھی اور وہ بالکونیوں سے بیٹھے محافظوں کی طرف دیکھ رہا تھا جو اب بھی باہر کی جانب دیکھ رہے تھے لیکن اب مشین گنیں ان کی گود کی بجائے ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ شاید داڑھی والے سفید فام کے قدموں کی آہٹیں سن کر وہ مستعد ہو گئے تھے۔

"سنو۔ لائٹ آف کر دو تاکہ سڑک سے تمہیں کوئی دیکھ نہ سکے"...... داڑھی والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس کا حکم سن کر آخری بالکونی میں بیٹھا محافظ سٹول سے اٹھا اور پلٹ کر عقب میں واقع دیوار کی طرف بڑھ گیا جس پر سوئچ بورڈ نصب تھا جبکہ داڑھی والا سفید فام پلٹ کر نچلی منزل کی سیڑھیاں اترنے لگا۔ عمران نے

دیکھا کہ تینوں محافظ چہرے موڑ کر آخری محافظ کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس محافظ نے ایک سوئچ آف کیا تو سیڑھیوں کے قریب دیوار پر جلنے والا بلب بجھ گیا۔ تب عمران دبے پاؤں تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ تیسرا اور آخری بلب بجھنے سے پہلے ہی وہ سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل کی طرف مڑ چکا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ وہاں مکمل اندھیرا ہونے کے بعد چند لمحوں تک محافظوں کو کچھ نظر نہ آ سکے گا۔ چنانچہ وہ کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر چند سیڑھیاں اتر کر موڑ پر پہنچ گیا۔ پہلی بالکونی میں بیٹھا محافظ یہاں سے نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ سیڑھیوں سے بالکونی کا فاصلہ کم از کم دس فٹ تھا۔

عمران نے موڑ پر رک کر دیوار کی آڑ سے گراؤنڈ فلور میں جھانکا۔ سیڑھیوں کا اختتام برآمدے میں ہو رہا تھا۔ برآمدے میں روشنی تھی لیکن وہاں کوئی محافظ نظر نہ آ رہا تھا۔ یہ روشنی برآمدے کے باہر جلنے والے مرکری بلب کی تھی جس سے برآمدہ بھی روشن ہو رہا تھا۔ ٹھیک اسی لمحے سیڑھیوں کے بائیں جانب سے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔ چند لمحوں بعد بائیں جانب سے وہی داڑھی والا سفید فام نکلا اور سیڑھیوں کی طرف دیکھے بغیر چلتا ہوا دائیں جانب برآمدے سے نکل گیا۔ تب عمران احتیاط سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ آخری سیڑھی پر رک کر اس نے بائیں جانب دیکھا تو اس طرف طویل راہداری تھی۔ راہداری میں متعدد کمرے تھے مگر سب کے دروازے بند تھے۔ راہداری میں روشنی تھی مگر کوئی ذی

روح وہاں موجود نہ تھا۔

عمران کو برآمدے کے باہر کا منظر نظر نہ آ رہا تھا کیونکہ سیڑھیوں سے آگے چند فٹ تک دیوار تھی۔ چنانچہ وہ اطمینان سے سیڑھیاں اتر کر دبے پاؤں راہداری میں مڑ گیا۔ وہ قدموں کی چاپ پیدا کئے بغیر پہلے کمرے کے دروازے پر پہنچا اور دروازے سے کان لگا کر سن گن لی لیکن کوئی آواز سنائی نہ دی۔ تب اس نے آہستہ سے ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھول کر یکدم اندر آ گیا۔ کمرے میں صرف ایک لڑکی کرسی پر بیٹھی تھی۔ دروازے کی طرف اس کی پشت تھی اور اس کے آگے ایک ڈیسک پر کنٹرول بورڈ کے متعدد سوئچ نصب تھے جبکہ وہ اپنے سامنے دیوار پر نصب سکرین کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس سکرین پر عمارت کا گیٹ اور گیٹ کے باہر سڑک کا منظر دکھائی دے رہا تھا جو کسی متحرک مووی کیمرے کے ذریعے سکرین پر منتقل ہو رہا تھا۔ ڈیسک پر انٹرکام اور ایک ٹیلی فون بھی پڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے پر لڑکی بے خبر رہی لیکن جب عمران نے دروازہ بند کیا تو ہلکی سی آواز پیدا ہوئی۔ لڑکی نے سر گھما کر پیچھے دیکھا لیکن عمران کو دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ عمران کے ریوالور کا رخ اسی کی طرف تھا۔ اس لڑکی نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور لڑکی نے فوراً منہ بند کر لیا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات تھے۔

عمران آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"شور کرنے یا کوئی بٹن پریس کرنے کی کوشش کی تو اس سائیلنسر لگے ریوالور کی ایک ہی گولی تمہیں خاموشی سے دوسری دنیا میں پہنچا دے گی"...... عمران نے لڑکی کی گردن سے ریوالور کی نال لگاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ کانپنے لگی۔

"ابھی یہاں سے کون باہر گیا تھا"...... عمران نے لڑکی سے پوچھا۔

"پپ۔ پوکر۔ مگر تم کون ہو"...... لڑکی نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"موت کا فرشتہ۔ تمہارا چیف کس کمرے میں ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"اگلا کمرہ چھوڑ کر تیسرا کمرہ اس کا ہے"...... لڑکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"پوکر باہر کیا کرنے گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"محافظوں کو چیک کرنے کے لئے"...... لڑکی نے کہا۔

"کیوں۔ اتنی حفاظت کی وجہ۔ کسی سے خطرہ ہے تم لوگوں کو"۔ عمران نے دوسری جیب سے گیس پسٹل نکالتے ہوئے پوچھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملہ کا اندیشہ ہے۔ مگر تم کون ہو اور اندر آنے میں کامیاب کیسے ہو گئے"...... لڑکی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہی۔ جن کے حملے کا تمہیں خدشہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

عمران نے اس سے مزید دو تین سوال کئے اور گیس پسٹل سے اس کے چہرے پر گیس فائر کر دی۔ گیس نے صرف لڑکی کو ہی بے ہوش کیا تھا کیونکہ گیس کی محدود لہر لڑکی کے چہرے سے ٹکرا کر تحلیل ہو گئی تھی۔ لڑکی بے ہوش ہو کر کرسی سے گرنے ہی والی تھی کہ عمران نے اسے سنبھالا اور آرام سے فرش پر لٹا دیا۔ سکرین پر گیٹ کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ گیٹ کے اندر دونوں محافظ مستعد کھڑے تھے جبکہ داڑھی والا سفید فام پوکر گیٹ میں بنے خانے سے باہر جھانک رہا تھا۔ عمران نے فوراً واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو جولیا۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے جولیا کو کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس عمران۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

''کیا تمام ساتھی تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ تم کہاں ہو۔ اوور''...... جولیا نے دوسری طرف سے کہا۔

''دوسرے بنگلے میں۔ تم انہیں لے کر دونوں بنگلوں کی درمیانی مشترکہ دیوار کے پاس پہنچو اور دیوار کے پاس موجود درختوں کے ذریعے دیوار پر چڑھ کر اس عمارت کے پہلو میں اترو۔ وہاں تقریباً تین چار فٹ جگہ ہے وہاں رکو اور جونہی گیٹ پر موجود محافظ کی توجہ برآمدے کی طرف ہو اسے بے آواز گولی سے شکار کر کے برآمدے

میں آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا لیکن راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ وہ باہر آیا اور دروازہ بند کر کے راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ تیسرے کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے دروازے پر دستک دی۔ ٹھیک اسی لمحے برآمدے کی جانب سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ یقیناً کوئی راہداری کی طرف آ رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے تیزی سے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھول کر کمرے میں گھس گیا۔ سامنے میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نقاب پوش نے اسے دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا۔ عمران نے فوراً ہی ریوالور کا رخ اس نقاب پوش کی طرف کرتے ہوئے ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔

''اوہ۔ کون ہو تم''...... نقاب پوش نے غراہٹ آمیز لہجے میں پوچھا۔

''خاموشی سے ہاتھ بلند کر لو مسٹر مارشل ڈربن ورنہ میرے ریوالور کی ایک گولی ہی تمہارے وجود کو جامد کرنے کے لئے کافی ہے۔ ہاتھ اٹھاؤ ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا''...... عمران نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو مارشل ڈربن نے اس کی دھمکی سن کر تیزی سے ہاتھ بلند کر لئے۔ عمران دو قدم آگے بڑھا۔ وہ محسوس کر چکا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے کیونکہ باہر سے کوئی آواز اندر

سنائی نہیں دے رہی تھی۔

''اسی انداز میں ہاتھ بلند کئے میز کے پیچھے سے نکل کر ادھر آ جاؤ''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''تم اندر کیسے آ گئے''...... مارشل ڈربن نے غصیلے لہجے میں پوچھا اور کرسی سے اٹھ کر بائیں جانب بڑھنے لگا۔

''تمہارے تمام تر حفاظتی انتظامات بیکار کر کے۔ اس وقت پورے بنگلے پر میرے ساتھیوں کا قبضہ ہے''...... عمران نے زہریلے لہجے میں کہا اور ٹھیک اسی لمحے دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز ابھری تو عمران نے پھرتی سے ریوالور کا رخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے فائر کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک کربناک چیخ گونجی اور دروازے میں کھڑا شخص پوکر سینے میں سوراخ لئے دروازے میں گر کر تڑپنے لگا۔ عمران نے ریوالور کا رخ دوبارہ مارشل ڈربن کی طرف کیا ہی تھا کہ یکدم مارشل ڈربن فرش پر گر گیا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اسی لمحے باہر سے ایک چیخ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے عمارت گونجنے لگی۔ عمران ایک لمحے کے لئے رکا۔ شاید اس کے ساتھیوں پر محافظ فائرنگ کر رہے تھے۔ عمران تیزی سے بڑھ کر میز کے عقب میں آیا اور یکدم اچھل پڑا کیونکہ نقاب پوش مارشل ڈربن وہاں موجود نہیں تھا۔

صفدر، تنویر، نعمانی اور خاور عمران کی ہدایت کے مطابق اس بنگلے کے گیٹ پر پہنچے تو اندر کھڑی جولیا نے گیٹ کھول دیا اور دونوں کاریں اندر آنے پر اس نے دوبارہ گیٹ بند کر دیا۔ پھر جب جولیا نے عمران کی کال رسیو کی تو اس کی ہدایت پر وہ لوگ درمیانی دیوار کے ساتھ لگے درختوں پر چڑھے اور دیوار پر پہنچ کر آرام سے دوسرے بنگلے میں اتر گئے۔ وہاں عمارت کے پہلو میں چند فٹ کشادہ راستہ تھا جو ایک طرف سے بند اور فرنٹ کی طرف سے کھلا ہوا تھا اور اس کے نصف حصے میں پرانا فرنیچر بھرا ہوا تھا۔ یہاں انہیں ایک منٹ ہی گزرا تھا جب عمارت کے اندر سے کسی کی ہلکی سی چیخ ابھری تھی اور صفدر نے دیوار کی آڑ سے گیٹ کے پاس کھڑے دونوں محافظوں کا جائزہ لیا جو چونکنے انداز میں برآمدے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

صفدر سمجھ گیا کہ عمارت کے اندر موجود عمران نے کسی کو چیخنے پر مجبور کیا ہو گا۔ اس کا مطلب تھا کہ اندر ہنگامہ شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی سائیلنسر لگے ریوالور کا رخ دونوں محافظوں کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے دو محافظ ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے تو صفدر نے ایک محافظ کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا لیکن محافظ حرکت میں تھا اس لئے گولی اس کے کندھے سے نیچے سینے میں لگی اور وہ چیختا ہوا فرش پر آ گرا۔ دوسرے محافظ نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور اسی لمحے صفدر نے اس پر بھی فائر کھول دیا۔ اس محافظ کی کھوپڑی میں سوراخ ہو گیا اور وہ چیخے بغیر ہی فرش پر آ گرا۔ اس کے گرتے ہی بالکونی سے مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ عمارت کی اس نکڑ پر پڑی جس طرف صفدر اور اس کے ساتھی آڑ لئے ہوئے تھے۔

پھر بالکونیوں سے مسلسل ان کی جانب فائرنگ ہونے لگی۔ گولیاں دیوار کے کونے سے تین فٹ دور فرش ادھیڑ رہی تھیں یا درمیانی دیوار کا پلستر اڑا رہی تھیں۔ صفدر نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر آڑ سے آنکھوں تک چہرہ نکال کر برآمدے کے باہر دیوار پر جلنے والے مرکری بلب کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے کمپاؤنڈ میں تاریکی پھیل گئی اور فائرنگ بند ہو گئی۔ اسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ صفدر نے پھر آڑ سے جھانکا تو عمارت کے دوسرے پہلو کی جانب سے دو افراد کے ہیولے برآمدے

کی طرف دوڑتے دکھائی دیئے۔ شاید وہ عقبی کمپاؤنڈ میں پہرہ دینے والے محافظ تھے جن کے بارے میں عمران انہیں پہلے ہی بتا چکا تھا۔ صفدر نے فوراً اپنا مشین پسٹل نکالا اور ان دونوں کی جانب فائر کر دیا۔ وہ دونوں چیختے ہوئے برآمدے سے چند فٹ پیچھے ہی گر گئے۔ ان کے گرتے ہی بالکونیوں سے دوبارہ ان کی طرف فائرنگ ہونے لگی لیکن دو تین لمحوں بعد فائرنگ بند ہو گئی۔

"تم تینوں یہیں ٹھہرو۔ تنویر تم میرے ساتھ آؤ"...... صفدر نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں سے کہا لیکن ٹھیک اسی لمحے صفدر کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل ہونے لگا تو اس نے فوراً ہی واچ کا ونڈ بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ صفدر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ تم لوگ خیریت سے ہو نا۔ اوور"...... دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ہم دیوار کی آڑ میں ہیں۔ بالکونیوں سے فائرنگ کی وجہ سے ہم آگے نہیں بڑھ رہے۔ کمپاؤنڈ میں پہرہ دینے والے چاروں محافظ ختم ہو چکے ہیں۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو۔ میں انہیں نیچے بلاتا ہوں۔ خیال رکھنا کوئی آدمی گیٹ سے باہر نہ جانے پائے۔ اوور اینڈ آل"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ تنویر، جولیا، نعمانی اور خاور صفدر کے قریب کھڑے تھے۔ تقریباً ایک منٹ بعد برآمدے کی طرف سے ایک آواز ابھری۔

”تم چاروں نیچے آ جاؤ۔ ہری اپ“...... کسی نے غراہٹ آمیز لہجے میں چیخ کر کہا۔ تقریباً نصف منٹ بعد ہی وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”لعنت ہے تم پر۔ تمہارے چار ساتھی مارے گئے ہیں اور تم ڈر کر اوپر ہی بیٹھے ہو“...... اس آواز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری چیف۔ ہمیں مسٹر پوکر نے حکم دیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے اپنی جگہ مت چھوڑنا“...... ایک خوفزدہ سی آواز سنائی دی مگر اس کے فوراً بعد گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی چند چیخیں بلند ہوئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

”صفدر۔ تم سب اندر آ جاؤ۔ میں تیسرے کمرے میں ہوں“۔ برآمدے کی طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ فوراً ہی وہ پانچوں دیوار کی آڑ سے نکلے اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ برآمدے میں پہنچے تو وہاں ہلکی سی روشنی تھی۔ جو راہداری سے وہاں پہنچ رہی تھی اور اس روشنی میں سیڑھیوں کے پاس چار افراد کی لاشیں خون میں لت پت پڑی تھیں۔ یقیناً یہ وہی تھے جو بالائی منزل کی بالکونیوں سے فائرنگ کرتے رہے تھے اور عمران نے ہی

آواز بدل کر انہیں نیچے آنے کا حکم دیا تھا لیکن صفدر اور اس کے ساتھی وہاں رکے بغیر بڑھ کر راہداری میں داخل ہو گئے۔ راہداری میں کوئی نہ تھا جبکہ تیسرے کمرے کے دروازے کے باہر ایک آدمی کی لاش پڑی تھی۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہ اندر آئے تو وہاں عمران ایک میز کے پاس کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ اس تنظیم کے چیف ہیں“...... تنویر نے باہر پڑی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ چیف فرار ہو گیا ہے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیسے۔ ہم نے کسی کو گیٹ کی طرف جاتے تو نہیں دیکھا“۔ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہاں میز کے پیچھے فرش میں ایک خفیہ راستہ ہے۔ اسے کھولنے کا میکنزم تلاش کرنے میں مجھے دیر ہو گئی اس لئے میں اس کے پیچھے نہیں جا سکا۔ بہرحال میں نے تہہ خانہ چیک کر لیا ہے۔ مجھے تم لوگوں کی فکر تھی“...... عمران نے کہا تو وہ سب بڑھ کر عمران کے قریب پہنچ گئے۔ تب عمران نے میز کی ٹاپ کے نیچے ہاتھ ڈال کر وہاں نصب ایک بٹن پریس کیا اور دوسرے ہی لمحے اس جگہ تین فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا خلاء نمودار ہو گیا جس میں نیچے اترنے کے لئے آہنی سیڑھی تھی جبکہ خلاء میں تہہ خانے کا فرش نظر آ رہا تھا جہاں کم پاور کا ایک بلب جل رہا تھا۔

”تہہ خانے میں ایک طویل سرنگ ہے اور وہ ساتھ والے بنگلے

تک جاتی ہے جو یقیناً مارشل ڈربن کی ملکیت ہو گا۔ پھر سرنگ کا اختتام عقبی گلی میں بھی ہوتا ہو گا۔ بہرحال میں اس طرف نہیں گیا“...... عمران نے کہا۔

”میں چیک کر کے آتا ہوں“...... صفدر نے کہا۔

”رہنے دو۔ وہ جان بچا کر بھاگا ہے تو ہاتھ نہیں آئے گا“۔ عمران نے کہا۔

”پھر کیا کرنا ہے۔ کیا فائرنگ کی آواز سن کر کوئی ادھر نہیں آئے گا“...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہم نکل رہے ہیں۔ شہر سے پولیس کو یہاں آنے میں دیر لگے گی۔ میں یہاں کی تلاشی لیتا ہوں۔ تم لوگ جاؤ اور ساتھ والے بنگلے سے اپنی گاڑیاں نکال کر باہر آ جاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”جب چیف نکل ہی گیا ہے تو تلاشی میں کیوں وقت ضائع کرتے ہو“...... جولیا نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”سانپ نکل جائے تو اس کی لکیر سے اس کا کھوج لگایا جا سکتا ہے میڈم جولیا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تمام ممبرز بے ساختہ ہنس پڑے جبکہ میڈم کے خطاب پر جولیا کو غصہ آ گیا تھا۔ وہ اس لئے کہ میڈم عمر رسیدہ عورت کو کہا جاتا ہے اور جولیا ایک جھٹکے سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے ممبرز بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئے تو عمران تیزی سے کمرے کی تلاشی لینے لگا۔

شیراڈ اپنے کمرے میں ایک نوجوان فلپائنی لڑکی کے ہمراہ بیٹھا شراب نوشی میں مصروف تھا۔ کمرے میں دونوں صوفے پر اس پوزیشن میں تھے کہ شیراڈ کے ایک ہاتھ میں گلاس تھا اور دوسرا ہاتھ لڑکی کے کندھے پر تھا جبکہ سامنے ٹی وی پر انگلش چینل آن تھا۔ اچانک شیراڈ کے آگے میز پر رکھے اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے گلاس میز پر رکھا اور فون اٹھا لیا۔

”ہیلو۔ شیراڈ سپیکنگ“...... شیراڈ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”مارشل ڈربن بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ یس چیف۔ حکم فرمائیں“...... شیراڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شیراڈ۔ ہیڈکوارٹر پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملے سے پوکر مارا گیا ہے اور ہیڈکوارٹر پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے"...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی چیف"...... شیراڈ نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے مجبوراً وہاں سے سرنگ کے راستے فرار ہونا پڑا ہے لیکن اب ان بھیڑیوں کو زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو ختم کرنے کی ذمہ داری تمہیں سونپتا ہوں۔ تم لولی پاپ کو ٹریس کرو اور اس کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش گاہ پر حملہ کر کے انہیں ختم کر ڈالو"...... مارشل ڈربن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر۔ آپ کہاں جا رہے ہیں"...... شیراڈ نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جاننا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے شیراڈ"...... دوسری طرف سے مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سوری سر"...... شیراڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے برابر رپورٹ دیتے رہنا۔ میں صبح کا سورج نکلنے سے پہلے پاکیشیائی ایجنٹوں کی موت کی خبر سننا چاہتا ہوں اس لئے وقت ضائع کرنے کی بجائے فوراً حرکت میں آ جاؤ۔ دیٹس آل"۔ مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ شیراڈ نے بھی

فون آف کر دیا۔ پھر فون پر نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ جیری سپیکنگ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شیراڈ بول رہا ہوں جیری"...... شیراڈ نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ حکم کیجئے"...... دوسری طرف سے جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لولی پاپ کے ریسٹورنٹ جاؤ اور خاموشی سے چیک کرو کہ لولی پاپ وہاں موجود ہے یا نہیں۔ میں بھی چند منٹ بعد وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اس کے کلب میں اس کا آفس ہے اگر وہ کلب میں موجود ہو تو فوراً اطلاع دینا۔ اوکے"...... شیراڈ نے سخت لہجے میں کہا اور رابطہ منقطع کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ جمی سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"جمی۔ میں لولی پاپ کے کلب جا رہا ہوں۔ تم چار ساتھیوں کے ہمراہ میرے پیچھے آؤ۔ وہاں پہنچ کر کلب کے اوپر ریسٹورنٹ کے ہال میں بیٹھ جانا تاکہ اگر کوئی ہنگامہ ہو جائے تو میرا سگنل ملتے ہی سب کو بھون ڈالو"...... شیراڈ نے کہا۔

"رائٹ سر۔ اور کوئی حکم"...... دوسری طرف سے جمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا کام مجھے سیکورٹی فراہم کرنا ہو گا۔ لیکن مجھ سے تمہارا تعلق ظاہر نہ ہونے پائے۔ اوکے"...... شیراڈ نے کہا اور فون آف

کرتے ہوئے صوفے سے اٹھ گیا۔

"آؤ سومی۔ تم ساتھ چلو۔ اگر لولی پاپ کلب میں موجود ہوا تو پہلے تم اس سے ملو گی۔ باقی ہدایات میں راستے میں دے دوں گا کہ تم نے وہاں کیا کرنا ہے"...... شیراڈ نے صوفے کی بیک سے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے فلپائنی لڑکی سے کہا تو سومی اٹھی اور اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دو منٹ بعد شیراڈ کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی اور عقبی نشست پر سومی بیٹھی شیراڈ کی بات سن رہی تھی جو اسے ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ ان کے عقب میں سرخ رنگ کی ایک کار میں شیراڈ کے پانچ ساتھی آ رہے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد شیراڈ کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے موبائل فون نکال لیا۔

"ہیلو۔ شیراڈ بول رہا ہوں"...... شیراڈ نے موبائل فون آن کرتے ہوئے کہا۔

"جیری بات کر رہا ہوں باس۔ لولی پاپ اپنے کلب میں موجود نہیں ہے"...... دوسری طرف سے جیری کی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔ تم نے کسی سے پوچھ گچھ کی ہے۔ کیا پولیس تو وہاں موجود نہیں ہے"...... شیراڈ نے پوچھا۔

"نو سر۔ پولیس کا کوئی آدمی مجھے نظر نہیں آیا۔ میں نے کلب کے ایک ممبر سے پوچھا ہے لولی پاپ کے بارے میں لیکن اسے بھی معلوم نہیں۔ ایک ویٹر نے بھی یہی بتایا ہے کہ لولی پاپ دوپہر سے

غائب ہے۔ اب میں وہیں موجود ہوں"...... جیری نے کہا۔

"او کے۔ لولی پاپ کا کوئی اہم آدمی ہے وہاں جو کلب چلا رہا ہو"...... شیراڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ فوکر نامی ایک آدمی ہے جو کلب میں جوئے کی میزوں کی نگرانی کر رہا ہے اور کھلاڑیوں سے رقم وصول کر رہا ہے۔ منشیات بھی وہی گاہکوں کو بھیجتا ہے۔ اس وقت فوکر اپنے کاؤنٹر پر کھڑا ہے"...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس پر نگاہ رکھو۔ میں پانچ منٹ تک پہنچ رہا ہوں"...... شیراڈ نے کہا اور موبائل فون آف کر دیا۔

"سومی۔ لولی پاپ وہاں نہیں ہے البتہ اس کا ایک ساتھی ہے جس سے لولی پاپ کا ایڈریس معلوم کرنا ہے ہمیں۔ چنانچہ اب تم گاڑی میں بیٹھی رہنا اس فوکر سے مجھے خود نمٹنا پڑے گا"...... شیراڈ نے کہا تو سومی کچھ نہ بولی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد شیراڈ نے تھرڈ ورلڈ ریسٹورنٹ کے باہر کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ پھر اس نے موبائل فون پر جمی کے نمبر پریس کیے جس نے اپنی کار وہاں سے دس پندرہ قدم پیچھے روکی تھی۔

"ہیلو۔ جمی بول رہا ہوں"...... فوراً ہی رابطہ قائم ہونے پر جمی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جمی۔ میں اندر جا رہا ہوں۔ تم چاروں ایک ایک منٹ کے وقفے سے نارمل انداز میں ریسٹورنٹ کے تہہ خانے میں پہنچو۔ اپنے

ہتھیار چھپا کر آنا اور یہی ظاہر کرنا کہ تم گیم کھیلنے آئے ہو''۔ شیراڈ نے کہا۔

''رائٹ سر۔ کیا مس سومی بھی اندر جائے گی آپ کے ساتھ''...... دوسری طرف سے جمی نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ گاڑی میں رہے گی''...... شیراڈ نے جواب دیا اور موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہ دروازہ کھول کر کار سے باہر آیا اور ریسٹورنٹ کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ ہال کے دروازے سے بائیں جانب کھڑے ایک آدمی پر پڑی اور وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ آدمی اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ شیراڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ آدمی اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ یہی سوچتا ہوا وہ ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر وہ آدمی تیزی سے بائیں جانب بڑھنے لگا۔

''ٹھہرو۔ ورنہ گولی مار دوں گا''...... شیراڈ نے یکدم جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو وہ آدمی رک گیا اور خوفزدہ نگاہوں سے شیراڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ شیراڈ تیزی سے اس کے قریب پہنچا اور اس آدمی کے پیچھے آ کر اس کی پشت سے ریوالور کی نال لگا دی۔

''تمہیں یہاں لوئی پاپ نے کیوں کھڑا کیا ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ پشت میں سوراخ کر دوں گا اور کسی کو تمہارے مرنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا''...... شیراڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نگرانی۔ نگرانی کے لئے''...... اس شخص نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... شیراڈ نے پوچھا۔

''فف۔ فلورا''...... اس شخص نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے شیراڈ کی نگاہ جمی پر پڑی جو ہال کی طرف بڑھتا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شیراڈ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنی طرف بلایا اور جمی اس کے قریب آ گیا۔

''یہ فلورا ہے۔ اسے لے چلو۔ اب کلب میں جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... شیراڈ نے کہا۔

''م۔ م۔ مگر کیوں''...... فلورا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''خاموشی سے باہر چلو ورنہ ابھی لاش میں تبدیل کر ڈالوں گا''...... جمی نے کوٹ کے اندر سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو فلورا لرزتے ہوئے قدموں سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ شیراڈ محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جمی کے پیچھے چل رہا تھا جس کے آگے فلورا تھا۔ باہر آ کر جمی نے فلورا کو اپنی کار کی عقبی نشست پر اپنے دو ساتھیوں کے درمیان بٹھایا جبکہ باہر کھڑے آدمی کو شیراڈ نے اپنی کار کا اسٹیئرنگ سنبھالنے کا حکم دیا اور خود عقبی نشست پر سومی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں گاڑیاں واپس دوڑ رہی تھیں اور شیراڈ موبائل فون پر اپنے ساتھی جیری کو واپس جانے کی ہدایت دے رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی کسی رکاوٹ کے بغیر اپنے ٹھکانے پر پہنچے تو عمران نے ایک مرتبہ پھر تہہ خانے کا رخ کیا جس کے ایک کمرے میں تھامسن بے ہوش پڑا تھا۔ عمران نے اسے ہوش میں لا کر دوبارہ اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔

"ہیڈکوارٹر سے تمہارا چیف فرار ہو گیا ہے جبکہ پوکر اور وہاں موجود تمام محافظ ہمارے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ جیکسن بھی ہماری گرفت میں ہے۔ اب اگر تم چاہو تو ہمارا ساتھ دے کر زندہ رہ سکتے ہو ورنہ تم ہمارے لئے بے کار ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پوکر بھی مارا گیا ہے۔ اس سے تو تم میجر پرمود کے بارے میں معلوم کر سکتے تھے کہ میجر پرمود کو کہاں رکھا گیا ہے"۔

تھامسن نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران بھی چونک پڑا۔

"کیا اسے معلوم تھا"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میری معلومات کے مطابق شیراڈ جن افراد کو بلگارنیہ لے گیا تھا ان میں پوکر بھی شامل تھا"...... تھامسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا شیراڈ کو لیڈر بنا کر بلگارنیہ بھیجا گیا تھا۔ اور کون کون تھا اس کے ہمراہ"...... عمران نے پوچھا۔

"شیراڈ کے ساتھ مارٹر، فورڈ، گراہم، پوکر اور پیٹر گئے تھے"۔ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ تم ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہو یا نہیں"...... عمران نے یکدم سخت لہجے میں پوچھا۔

"ساتھ دے تو رہا ہوں۔ میں نے ہی تو تمہیں ہیڈکوارٹر کا ایڈریس بتایا تھا"...... تھامسن نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"تو پھر شیراڈ کا ایڈریس بتاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے تیزی سے کہا تو تھامسن نے ایڈریس بتا دیا۔

"اب تم ایک کام کرو۔ شیراڈ سے رابطے کا نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا تو تھامسن نے اس کا فون نمبر بتا دیا۔ عمران نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔

"تم شیراڈ کو بتاؤ کہ تم ہماری گرفت سے آزاد ہو گئے ہو مگر اسے ہرگز محسوس نہ ہونے پائے کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو"۔ عمران

نے سخت لہجے میں کہا اور موبائل فون آن کر کے اس کے کان سے لگایا اور خود بھی اپنا کان اس کے قریب کر لیا۔ تھامسن کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

"ہیلو۔ شیراڈ سپیکنگ"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"تھامسن بات کر رہا ہوں شیراڈ"...... تھامسن نے نارمل لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم۔ تم کہاں ہو تھامسن۔ کہاں سے فون کر رہے ہو"۔ دوسری طرف سے شیراڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بڑی مشکل سے نجات حاصل کی ہے۔ شاید تمہیں چیف نے بتایا تھا کہ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی قید میں ہوں"...... تھامسن نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے چیف کو اطلاع دی ہے اپنی رہائی کی"۔ شیراڈ نے پوچھا۔

"میں نے پہلے چیف کو ہی فون کیا تھا بلکہ پوکر کو بھی کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن دونوں سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ لگتا ہے وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہیں اسی لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے۔ نہ میرے پاس گاڑی ہے نہ ٹیکسی کا کرایہ کہ تمہارے پاس آ سکوں یا ہیڈ کوارٹر چلا جاؤں"...... تھامسن نے عمران کی ہدایت کے مطابق کہا۔

"ہیڈ کوارٹر جانا بے کار ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے وہاں حملہ کر

کے پوکر سمیت تمام لوگوں کو ختم کر ڈالا ہے اور چیف کو وہاں سے بھاگنا پڑا ہے۔ چیف نے ہی مجھے کال کر کے یہ اطلاع دی تھی اور حکم دیا تھا کہ میں لولی پاپ کو پکڑ کر ہر حال میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹھکانہ معلوم کروں اور وہاں حملہ کر کے سب کو ختم کر ڈالوں اور وہاں سے تمہیں آزاد کرا لوں"...... شیراڈ نے کہا۔

"پھر۔ لولی پاپ ملا ہے تمہیں"...... تھامسن نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ کلب میں موجود نہیں تھا۔ البتہ اس کا ایک ساتھی فلورا ہاتھ لگ گیا ہے۔ وہ ہال کے باہر کھڑا آنے جانے والوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس سے پہلے میں وہاں جیکسن کا پتہ کرنے گیا تھا۔ شاید اس نے مجھے دوسری مرتبہ دیکھ کر شبہ کیا تھا اور لولی پاپ کو میرے بارے میں اطلاع دینا چاہتا تھا۔ میں اسے پکڑ کر یہاں لایا ہوں لیکن وہ لولی پاپ کے بارے میں نہیں جانتا کہ لولی پاپ کہاں چھپا ہوا ہے۔ اس کے پاس لولی پاپ سے رابطہ کا فون نمبر بھی نہیں ہے"...... شیراڈ نے کہا۔

"جس جگہ میں قید تھا وہاں حملہ کرنا بیکار ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ لوگ یہ جگہ چھوڑ گئے ہیں جس کے تہہ خانے میں مجھے قید کیا گیا تھا کیونکہ تہہ خانے کا راستہ بند نہیں تھا۔ میں بچ بچا کر تہہ خانے سے نکل کر عمارت کے عقبی دروازے سے عقبی کمپاؤنڈ میں آیا اور دیوار پھلانگ کر عقبی گلی میں اتر گیا لیکن دوبارہ پکڑے جانے کا اندیشہ تھا اس لئے کافی دور تک اندھیری گلیوں میں چلتا رہا۔ گولڈن پارک

کے پاس پہنچ کر مجھے خیال آیا کہ اس عمارت میں کوئی موجود نہ تھا ورنہ وہ لوگ مجھے فرار نہ ہونے دیتے''...... تھامسن نے کہا۔

''کیا تم اس وقت گولڈن پارک میں ہو''...... شیراڈ نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن اب یاد نہیں کہ وہ عمارت کہاں ہے کیونکہ میں اندھیری گلیوں میں تقریباً دو کلومیٹر تک چلتا رہا ہوں۔ اگر عمارت کے گیٹ کی طرف سے فرار ہوتا تو شاید اس علاقے یا گلی کی پہچان رہتی''...... تھامسن نے کہا۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں تمہیں لینے کے لئے۔ پارک کے گیٹ پر میرا انتظار کرو۔ البتہ کوئی خطرہ ہو تو مجھے فوراً فون کر دینا''۔ شیراڈ نے کہا۔

''او کے۔ کتنی دیر میں پہنچو گے۔ اگر ہو سکے تو اپنی جگہ کسی ساتھی کو بھیج دو''...... تھامسن نے کہا۔

''نہیں۔ وہ تمہیں نہیں پہچانتے اس لئے میں خود آ رہا ہوں۔ ڈیٹس آل''...... شیراڈ نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ عمران نے تھامسن کے کان سے موبائل فون ہٹاتے ہوئے اطمینان کا سانس لیا اور فون آف کر دیا۔

''ٹھیک ہے تھامسن۔ اب تم ہمارے ساتھ چلو گے گولڈن پارک۔ اٹھو''...... عمران نے تھامسن سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تھامسن کے ساتھ تہہ خانے سے باہر آ گیا۔ ڈرائینگ روم میں عمران

کے ساتھی بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ عمران نے دروازے پر ہی رک کر صفدر کو باہر بلا لیا۔

''تم تھامسن کو کار میں فرنٹ سیٹ پر بٹھاؤ اور خود اس کے پیچھے بیٹھو''...... عمران نے تھامسن کے پشت پر بندھے ہاتھ کھولتے ہوئے صفدر کو ہدایت کی اور صفدر نے جیب سے ریوالور نکال کر تھامسن پر تان لیا۔ اس نے تھامسن کو برآمدے کی طرف چلنے کا حکم دیا اور تھامسن برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر اسے ریوالور سے کور کئے ہوئے اس کے پیچھے چلنے لگا جبکہ عمران ڈرائینگ روم میں داخل ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ کہاں جا رہے ہیں آپ''...... خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''گولڈن پارک''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اس وقت''...... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسی وقت تو مزہ آتا ہے پارک میں جانے کا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں''...... جولیا نے بے ساختہ پوچھا۔

''اس وقت پارک بالکل ویران اور سنسان ہوتا ہے۔ نہ کوئی دیکھنے والا نہ سننے والا۔ تم چلو گی سیر کرنے''...... عمران نے کہا تو جولیا اسے غصے سے دیکھنے لگی جبکہ دوسرے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے۔

''کیا تھامسن اور صفدر آپ کے ساتھ جا رہے ہیں''...... تنویر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میجر پرمود کو اغوا کر کے لانے والا شیراڈ، تھامسن کو وہاں سے لینے آ رہا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو تفصیل بتا کر آرام کرنے کی ہدایت کی اور کمرے سے باہر نکل کر برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھامسن سے بات کرنے کے بعد شیراڈ نے فرش پر پڑے لولی پاپ کے ساتھی فلورا کی طرف دیکھا جس کا چہرہ تشدد کے سبب لہولہان ہو رہا تھا۔ لولی پاپ کا ایڈریس معلوم کرنے کے لئے شیراڈ کے حکم پر اس کے دو آدمیوں نے فلورا کی اچھی خاصی مرمت کر ڈالی تھی لیکن فلورا کو کچھ معلوم نہیں تھا۔

''جمی، جیری۔ اس کتے کو فی الحال کسی کمرے میں بند کر دو''۔ شیراڈ نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار گولڈن پارک کی طرف دوڑ رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ تھامسن آزاد ہو چکا ہے اب پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش زیادہ ضروری نہیں ہے۔ البتہ چیف کو اطلاع دے دینی چاہئے۔ ٹھیک اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے جیب سے اپنا موبائل فون نکال لیا۔

''ہیلو۔ شیراڈ سپیکنگ''...... اس نے موبائل فون آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مارشل ڈربن بات کر رہا ہوں شیراڈ''...... دوسری طرف سے اس کے چیف مارشل ڈربن کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ میں ابھی آپ کو کال کرنے ہی والا تھا''۔ شیراڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے۔ لولی پاپ کا پتہ چلا یا نہیں''...... مارشل ڈربن نے تیزی سے پوچھا۔

''نو سر۔ لیکن اس کے اہم آدمی کو وہاں سے پکڑ کر لے آیا تھا جو لولی پاپ کی ہدایت پر کلب میں آنے والوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ چونکا اور لولی پاپ کو فون پر اطلاع دینے کے لئے ایک طرف بڑھا لیکن میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس کا نام فلورا ہے اور اس سے مجھے لولی پاپ کے موبائل فون کا نمبر مل گیا ہے۔ لولی پاپ کا ایڈریس اسے معلوم نہیں ہے جہاں لولی پاپ چھپا ہوا ہے''۔ شیراڈ نے کہا۔

''کیا تم نے اس پر تشدد کیا ہے''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''میرے دو آدمیوں نے اس کی اچھی خاصی مرمت کی ہے چیف۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ واقعی لولی پاپ کے خفیہ ٹھکانے سے بے خبر ہے۔ یوں بھی اب پاکیشیائی ایجنٹ اپنا ٹھکانہ بدل چکے

ہیں''...... شیراڈ نے کہا۔

''اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''چیف۔ مجھے کچھ دیر پہلے تھامسن نے فون پر بتایا تھا''۔ شیراڈ نے کہا۔

''کیا بک رہے ہو شیراڈ۔ پوری بات کیوں نہیں کرتے''۔ مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ تھامسن نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی قید سے نجات حاصل کر لی ہے''...... شیراڈ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا اور پھر تھامسن سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تھامسن آزاد ہو چکا ہے یا فون کرنے والا خود تھامسن ہی تھا''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں پوچھا۔

''یس چیف۔ میں اس کی آواز ہزاروں میں بھی پہچان سکتا ہوں''...... شیراڈ نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن مجھے شبہ ہے کہ تھامسن کو ان لوگوں نے اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دیا''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا نہیں چیف''...... شیراڈ نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

''میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں

شیراڈ۔ وہ جب تک خود نہ چاہیں ان کی گرفت میں آیا ہوا دشمن مرنے سے پہلے نجات نہیں پا سکتا''۔۔۔۔ مارشل ڈربن نے غصیلے میں کہا۔

''لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس والے عمارت میں موجود نہیں تھے چیف اس لئے تھامسن کو بھاگنے کا موقع مل گیا''۔۔۔۔ شیراڈ نے کہا۔

''جیکسن اور اس کا ساتھی فلپ بھی تو ان کی قید میں تھے۔ وہ کیوں آزاد نہیں ہو سکے۔ سنو شیراڈ۔ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا پلان سمجھ رہا ہوں۔ جیکسن اور فلپ کو ہیڈکوارٹر کا علم نہیں تھا لیکن تھامسن کو معلوم تھا اور مجھے یقین ہے کہ اس نے ہی جان بچانے کے لئے ہم سے غداری کرتے ہوئے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہیڈکوارٹر کا ایڈریس بتایا ہو گا جس کے نتیجے میں ان لوگوں نے ہیڈکوارٹر پر حملہ کر کے پوکر اور تمام محافظوں کو ہلاک کیا اور مجھے وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ اس طرح وہ مجھ پر قابو پانے میں ناکام رہے اور اب تھامسن کے ذریعے تمہیں بھی شکار کرنا چاہتے ہیں تاکہ تم سے میرا یا میجر پرمود کا ایڈریس معلوم کر سکیں''۔۔۔۔ مارشل ڈربن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ واقعی چیف۔ آپ کا اندازہ درست ہے۔ یقیناً یہی بات ہو گی''۔۔۔۔ شیراڈ نے تیزی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ بھی غور طلب بات ہے کہ اگر وہ لوگ اپنا ٹھکانہ چھوڑ

گئے ہیں تو تھامسن کو کس خوشی میں نہ صرف زندہ چھوڑ گئے بلکہ تہہ خانے کا راستہ بھی کھول گئے اور اسے اس کا موبائل فون بھی دے گئے یا اس کی جیب میں ڈال گئے تاکہ وہ ہمیں کال کر کے بتا سکے کہ وہ لوگ کسی دوسری جگہ شفٹ ہو گئے ہیں اور ان کی چھوڑی ہوئی عمارت پر حملہ کرنے کی زحمت نہ کی جائے تاکہ ہمارا وقت اور محنت ضائع ہونے سے بچ جائے''۔۔۔۔ مارشل ڈربن نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ میں پھر تھامسن کی طرف نہیں جاتا''۔ شیراڈ نے گاڑی کی رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تم ضرور جاؤ وہ تمہارا منتظر ہو گا۔ لیکن تمہیں میری ہدایات کے مطابق قدم اٹھانا ہو گا''۔۔۔۔ مارشل ڈربن نے کہا۔

''اوہ۔ حکم فرمائیں چیف''۔۔۔۔ شیراڈ نے چونک کر کہا اور دوسری طرف سے مارشل ڈربن اسے ہدایات دینے لگا۔

''اوکے چیف۔ آپ نے درست فیصلہ کیا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''۔۔۔۔ شیراڈ نے کہا۔

''گڈ۔ مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ ڈیٹس آل''۔۔۔۔ مارشل ڈربن نے آخر میں قدرے نرمی سے کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا تو شیراڈ نے بھی اپنا موبائل فون آف کیا اور کار کی رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے سوچنے لگا کہ کیا واقعی تھامسن نے اس سے غلط بیانی کر کے اسے گولڈن پارک میں شکار کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

جلد ہی وہ گولڈن پارک روڈ پر پہنچ گیا۔ یہ پارک گنجان آبادی ے ہٹ کر شہر سے باہر جانے والی سڑک پر تھا اور اس طرف ڑیوں کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ پارک ابھی کچھ صلے پر تھا کہ مارشل ڈربن کی ہدایت کے مطابق اس نے پارک ے پیچھے کار روکی اور ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر اس میں رکھا مشین ٹل نکال کر اس کا چیمبر چیک کیا۔ فاصلہ کم ہونے اور پارک کے یٹ پر جلنے والی روشنی میں گیٹ کے پاس کھڑا تھامسن اسے دکھائی ینے لگا۔ وہاں کوئی اور ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ تب شیراڈ نے موبائل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ اس کی نگاہیں گیٹ ے پاس کھڑے تھامسن پر مرکوز تھیں۔ تھامسن نے جیب سے بائل فون نکالا اور آن کر دیا۔

''ہیلو۔ تھامسن بول رہا ہوں'' ...... تھامسن کی آواز سنائی دی۔

''شیراڈ بات کر رہا ہوں تھامسن۔ میں آ گیا ہوں۔ تم گیٹ ے ہٹ کر میری گاڑی میں آ بیٹھو'' ...... شیراڈ نے کہا۔

''اچھا۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ فون کرنے کی کیا ضرورت ی'' ...... تھامسن نے کہا اور شیراڈ کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ شیراڈ نے موبائل فون آف کیا اور مشین پسٹل ہاتھ میں لے لیا۔ تھامسن نے موبائل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا تھا۔ شیراڈ کی نگاہیں امسن کے ساتھ ساتھ پارک کے کھلے گیٹ کا بھی جائزہ لے رہی یں۔ پھر جونہی تھامسن پانچ قدم کے فاصلے پر پہنچا شیراڈ نے یکدم

پسٹل والا ہاتھ کھڑکی سے نکال کر اس پر فائر کیا اور کار آگے بڑھا دی۔ تھامسن چیختا ہوا گر گیا۔ شیراڈ نے مسکراتے ہوئے پسٹل گود میں رکھا ہی تھا کہ عقب سے ایک ہاتھ آگے بڑھا اور اس کی گود سے مشین پسٹل اٹھا لیا گیا۔ شیراڈ نے تیزی سے بیک مرر سے پیچھے دیکھا ہی تھا کہ عقب میں بیٹھے اجنبی نے شیراڈ کا ہی مشین پسٹل اس کی گردن سے لگا دیا۔

گولڈن پارک کے گیٹ سے تقریباً پندرہ قدم کے فاصلے پر پارک کی بیرونی دیوار کے ساتھ واقع ایک درخت کے چوڑے تنے کے پیچھے کھڑے صفدر نے دائیں جانب سے آنے والی کار کو کچھ فاصلے پر رکتے دیکھا تو وہ ہوشیار ہو گیا۔ اسے عمران نے یہاں متعین کیا تھا جبکہ عمران خود پارک کے اندر گیٹ کے پہلو میں پوشیدہ تھا اور تھامسن گیٹ کے باہر کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد دائیں جانب رکنے والی کار دوبارہ آگے بڑھی اور صفدر کے سامنے سے گزر کر پانچ چھ قدم آگے رک گئی۔ صفدر نے اس میں بیٹھے سفید فام کو دیکھا تو اس کے چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی۔ تھامسن نے شیراڈ کی پہچان فرنٹ کٹ داڑھی ہی بتائی تھی۔

کار کے رکتے ہی وہ زمین پر بیٹھا اور ہاتھ پاؤں کے بل چلتا ہوا تیزی سے شیراڈ کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ پہلے سیدھا سڑک

پر شیراڈ کی کار کے عقب میں پہنچا پھر اسی طرح بلی کے انداز میں چلتا ہوا کار کی ڈکی کی پاس پہنچ گیا۔ اسی لمحے پارک کے گیٹ کے باہر کھڑا تھامسن کار کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر نے تھوڑا اٹھ کر عقبی سکرین سے کار میں جھانکا تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شیراڈ کا رخ تھامسن کی طرف تھا اور اس کے سیدھے ہاتھ میں مشین پسٹل دبا ہوا تھا۔ شاید شیراڈ کوئی خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ بہرحال صفدر نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھانا تھا۔ چنانچہ وہ سڑک پر بیٹھ کر پہلے والے انداز میں کار کے پہلو کی طرف بڑھا۔ کار کے پچھلے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رکا اور ایک ہاتھ سے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر آہستہ سے گھمایا۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اسی لمحے مشین پسٹل چلنے کی آواز بلند ہوئی اور صفدر تیزی سے دروازہ کھول کر کار میں رینگ گیا۔ فائرنگ کے ساتھ ہی تھامسن کی چیخ سنائی دی تھی۔

جونہی صفدر کار میں داخل ہوا کار حرکت میں آ کر تیزی سے آگے بڑھی اور صفدر نے پھرتی سے اٹھ کر سیٹ پر بیٹھتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اگلی سیٹوں کے درمیان سے ہاتھ آگے بڑھایا اور شیراڈ کی گود میں رکھا مشین پسٹل اٹھا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے شیراڈ کی گردن سے لگا دیا۔

”اوہ۔ تم کون ہو“...... شیراڈ نے سامنے لگے بیک مرر سے اسے دیکھ کر بے ساختہ اچھلتے ہوئے پوچھا۔

''فوراً گاڑی روک دو ورنہ گردن چھلنی کر دوں گا''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو شیراڈ نے فوراً بریک پیڈل دبا دیا۔

''تم کون ہو اور گاڑی میں کب سوار ہوئے''...... شیراڈ نے کار روک کر پوچھا۔

''خاموش رہو ورنہ تھامسن کے پاس جہنم میں پہنچا دوں گا''۔ صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے ذرا سا سر گھما کر پیچھے دیکھا تو عمران پارک کے گیٹ سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''ہاتھ بلند کر لو شیراڈ۔ کوئی حرکت کی تو میں فائر کھول دوں گا''...... صفدر نے شیراڈ کی گردن پر پسٹل کی نال سے دباؤ ڈالتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو شیراڈ نے آئینے میں صفدر کو گھورتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے۔ اتنے میں عمران قریب آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں گیس پسٹل تھا۔

''باہر آ جاؤ مسٹر ورنہ ختم کر دوں گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک ہاتھ سے دروازہ کھول دیا مگر شیراڈ کار سے اترتے ہی لہرا کر سڑک پر آ گرا کیونکہ عمران کا گیس پسٹل اپنا کام دکھا چکا تھا۔

''صفدر۔ اسے پچھلی سیٹ پر ڈال کر لے چلو۔ میں تھامسن کی جیب سے اپنا موبائل فون نکال کر اپنی گاڑی میں آتا ہوں''۔ عمران نے گیس پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے صفدر سے کہا اور واپس

ں کی طرف چل دیا جہاں تھامسن کی لاش پڑی تھی۔ اسے
سن کی ہلاکت کا افسوس نہیں تھا۔ البتہ اسے توقع تھی کہ شیراڈ
ے اپنے ٹھکانے پر لے جانے کی بجائے قتل کرنے آئے گا۔ اس
پروگرام یہی تھا کہ شیراڈ کو قابو کر کے اس سے مارشل ڈربن کے
ے ٹھکانے اور اس جگہ کے بارے میں پوچھے گا جہاں میجر پرمود کو
ا کے بعد پہنچایا گیا تھا۔ اسی لئے اس نے صفدر کو اس کی کار میں
ل ہونے اور اسے کور کرنے کا کام سونپا تھا۔ اس کا مقصد حل ہو
ا تھا۔ چنانچہ اس نے تھامسن کی لاش کے پاس آ کر احتیاط سے
ں کی جیب سے اپنا موبائل فون نکالا اور پارک کے اندر کھڑی اپنی
ر میں بیٹھ کر صفدر کے پیچھے اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گیا۔
بیس منٹ بعد وہ عمارت کے تہہ خانے میں شیراڈ کو ہوش میں لا
ر پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ تہہ خانے میں جولیا کے سوا تمام ممبر موجود
ے۔ شیراڈ کے جسم پر صرف انڈر ویئر تھا اور اسے ہوش میں لانے
ے پہلے عمران نے اس کے کپڑے اتار لئے تھے اور اس کی ہدایت
نعمانی نے شیراڈ کے ہاتھ پشت کی طرف مضبوطی سے باندھ دیئے
ے لیکن شیراڈ خود کو لاعلم ظاہر کر رہا تھا۔
''نہ مجھے چیف کے نئے ٹھکانے کا علم ہے اور نہ میں میجر پرمود
کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔ میں نے اسے چیف کے حوالے کر
ا تھا۔ چیف نے اسے وہاں سے کسی دوسری جگہ شفٹ کر دیا تھا یا
ئے پاس رکھا تھا یہ میں نہیں جانتا''...... شیراڈ نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم اپنی کھال ادھڑوانا ہی چاہتے ہو تیار ہو جاؤ۔ البتہ یہ توقع مت رکھنا کہ مر کر ہم سے نجات پا جاؤ گے۔ ہم اس وقت تک تمہاری روح بدن سے جدا نہ ہونے دیں گے جب تک کہ تم میجر پرمود کا پتہ نہ بتا دو گے چاہے تمہاری ہڈیوں کا چورا ہو جائے"...... عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تم چاروں مل کر اس کی زبان کھلوا سکتے ہو"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر مت کریں"...... نعمانی نے شیراڈ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ اوپر جائیں"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جولیا کے پاس جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تو جایئے تاکہ ہم شیراڈ کی زبان کھلوا سکیں"...... صفدر نے شیراڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ تم نے مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ لیکن مجھے نصف گھنٹہ بعد اپنے سوالوں کے جواب مل جانے چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے۔ مل جائیں گے۔ آپ تشریف لے جائیں"...... صفدر

نے کہا۔

"اوکے۔ میں جا رہا ہوں کیونکہ کنفیوشس نے اسی مواقع کے لئے کہا ہے"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا ہے اس نے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ وہ اوپر اکیلی ہے مجھے جانے دو۔ خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو"...... عمران نے کہا اور تہہ خانے سے نکل گیا۔

اس وقت صبح کے نو بجے تھے اور عمران کے ساتھی ناشتے سے فارغ ہو کر عمران کا انتظار کر رہے تھے جس نے ایک گھنٹہ پہلے انہیں سفر کی تیاری اور ناشتہ کرنے کی ہدایت کی تھی اور خود کہیں چلا گیا تھا۔ گزشتہ رات صفدر، خاور، نعمانی اور تنویر نے شیراڈ پر اتنا زیادہ تشدد کیا تھا کہ وہ زبان کھولنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ تب صفدر کی اطلاع پر عمران نے تہہ خانے میں آ کر شیراڈ سے پوچھ گچھ کی تھی۔ اس سے حاصل ہونے والی معلومات کے بعد عمران نے لولی پاپ کو فون کر کے سفر کے سلسلے میں انتظامات کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ شاید اب وہ انہی انتظامات کا جائزہ لینے گیا ہوا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان عمران کی ہدایت پر اپنے میک اپ بھی تبدیل کر چکے تھے اور موجودہ شکلوں میں جولیا سمیت وہ سب مقامی نظر آ رہے تھے۔ دفعتاً جولیا کے واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس

نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''کیا تم لوگ تیار ہو چکے ہو۔ اوور''...... عمران نے پوچھا مگر اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''ہاں۔ اوور''...... جولیا نے مختصراً کہا۔

''لولی پاپ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ اسٹیشن ویگن میں آ رہا ہے تم لوگوں کو لینے کے لئے۔ اوور''...... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

''کہاں لے جائے گا وہ ہمیں۔ اوور''...... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''فکر مت کرو۔ اس میں عورتوں کے لئے خطرے والی کوئی بات نہیں ہے۔ اوور''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ مطلب کی بات کرو ورنہ میں ٹرانسمیٹر آف کر رہی ہو۔ اوور''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تو ہمیشہ مطلب کی بات کرتا ہوں مگر تم میری بات کا غلط مطلب لیتی ہو اور مجھے شٹ اپ کرا دیتی ہو۔ اب دیکھو نا میں تمہیں اپنے پاس بلا رہا ہوں اور تم مطلب کے چکر میں پڑی ہو۔ بہرحال وہ تمہیں بندرہ گاہ پر لے جائے گا جہاں میں تم لوگوں کا استقبال کرنے کے لئے پھولوں کے ہار اٹھائے انتظار کر رہا ہوں۔

اوور''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا شیراڈ کو بھی لانا ہے ساتھ۔ اوور''۔ صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ ہماری گرفت سے نکل گیا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا تو تمام ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''اوہ۔ کیا وہ تہہ خانے سے فرار ہو گیا ہے۔ اوور''...... تنویر نے تیزی سے پوچھا۔

''وہ نہیں اس کی روح فرار ہوئی ہے۔ رات کو نجانے کس وقت وہ دم توڑ گیا۔ صبح میں تہہ خانے میں گیا تو وہاں اس کی لاش پڑی تھی۔ بہرحال تم لوگ یہاں آ جاؤ۔ طویل سفر ہے۔ اوور اینڈ آل''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو جولیا نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر وہ لوگ لولی پاپ کا انتظار کرنے لگے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد لولی پاپ آ گیا۔ ان کی بدلی ہوئی شکلیں دیکھ کر وہ حیران ہو رہا تھا۔

''پرنس آپ کا سی پورٹ پر انتظار کر رہے ہیں۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں''...... لولی پاپ نے کہا۔ صفدر اور اس کے ساتھی اٹھے اور اپنے بیگز اٹھا کر لولی پاپ کے ساتھ باہر آ گئے۔ کمپاؤنڈ میں اسٹیشن ویگن موجود تھی۔ وہ اس میں سوار ہوئے تو لولی پاپ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ بنگلے سے باہر آ کر وہ بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

''ہم کتنی دیر میں وہاں پہنچیں گے لولی پاپ''...... صفدر نے پوچھا۔

''تقریباً پندرہ منٹ میں جناب''...... لولی پاپ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد وہ بندرگاہ پہنچ گئے۔ لولی پاپ نے اسٹیشن ویگن پارکنگ ایریئے میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ اس کے ہمراہ بندرگاہ کے اس حصے میں پہنچے جہاں اسٹیمر اور لانچیں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک لانچ ساخت کے لحاظ سے دوسری لانچوں سے کچھ مختلف نظر آ رہی تھی اور اس پر کھڑا عمران ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ سب اس لانچ پر سوار ہو گئے۔ عمران نے لانچ کے ڈرائیور کو روانگی کا حکم دیا اور لولی پاپ کو چند ہدایات دے کر واپس جانے کی ہدایت کر دی۔

گزشتہ رات شیراڈ کو اپنے ٹھکانے پر لانے کے بعد عمران نے شیراڈ کے بنگلے کا ایڈریس شیراڈ سے معلوم کر کے لولی پاپ کو فون پر ہدایت کی تھی کہ وہ شیراڈ کے بنگلے پر حملہ کر کے اپنے ساتھی فلورا کو وہاں سے لے آئے۔ لولی پاپ نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شیراڈ کے بنگلے پر حملہ کیا اور شیراڈ کے وہاں موجود چند ساتھیوں کو ہلاک کر کے فلورا کو آزاد کرا لیا تھا۔ لولی پاپ لانچ سے اتر گیا تو ڈرائیور نے لانچ کا انجن سٹارٹ کیا اور لانچ حرکت میں آ کر ساحل سے پیچھے ہٹنے لگی۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لانچ کے کیبن میں آ بیٹھا۔

''مجھے لگتا ہے کہ یہ کوئی سپیشل لانچ ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''تمہارا خیال درست ہے۔ یہ دوسری لانچوں سے زیادہ مضبوط اور تیز رفتار ہے۔ اس کی خصوصیات کا تمہیں سفر کے دوران پتہ چلتا رہے گا۔ اس قسم کی لانچیں صرف فلپائنی بحریہ کے پاس ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا یہ سرکاری لانچ ہے''...... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''سرکاری نہیں ہماری ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کہاں سے حاصل کر لی''...... خاور نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''دراصل یہ سیکنڈ ہینڈ ہے۔ یہاں کی بحریہ نے گزشتہ ماہ معمولی نقص کے سبب اسے کنڈم قرار دے کر نیلام کر دیا تھا اور لولی پاپ نے اسے خرید لیا۔ پھر اس کی خرابی دور کرنے کے علاوہ اس نے اس میں کئی اور چیزیں بھی لگوائیں۔ اس کے گرد ایک خاص قسم کے امیلشن سے پالش کرائی جو تاریکی میں پانی کے اندر چمکتا ہے۔ اس چمک کے سبب کوئی بحری جانور یا وہیل اور شارک اس کے قریب آنے سے ڈرتی ہیں اور اسے نقصان نہیں پہنچاتیں۔ اس کے نچلے حصے کے اندر ایسی شعاعی گنیں نصب ہیں کہ اگر کوئی آبدوز پانی کے اندر تارپیڈو سے اسے غرق کرنے کی کوشش کرے تو شعاعی گنیں اسے دور سے ہی نشانہ بنا کر پگھلا دیتی ہیں اور اگر کوئی بمباسٹک ہتھیار ہو تو شعاعوں سے فوراً بلاسٹ ہو جاتا ہے۔ ان شعاعوں کی

پانی کے اندر رینج پچاس فٹ تک ہے''...... عمران نے لانچ کی خصوصیات بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لولی پاپ کو اتنے انتظامات کرنے کی کیا ضرورت تھی''۔ تنویر نے حیرت سے پوچھا۔

''اس کا ارادہ ہے کہ وہ اسلحہ کی اسمگلنگ کرے گا تو اس صورت میں اس وقت بڑے بڑے گروہ جو یہی کام کر رہے ہیں وہ یقیناً لولی پاپ کو کمزور سمجھ کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ان سے مقابلے کے لئے اس نے اس لانچ پر کافی پیسہ خرچ کیا ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس میں اور کون کون سی خصوصیات ہیں''۔ نعمانی نے پوچھا۔

''اس میں شادی کرنے کے لئے ایک میرج ہال اور ہنی مون منانے کے لئے واٹر پروف کشتی ہے۔ شادی کے بعد دولہا اور دلہن اس کشتی میں سمندر میں جس طرف چاہیں جا سکتے ہیں اور جب چاہیں واپس آ سکتے ہیں۔ شادی کے بعد بچوں کی پیدائش کے لئے میٹرنٹی ہوم اور بچوں کے کھیلنے کے لئے جھولا بھی ہے۔ اس کے علاوہ''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بس۔ شروع کر دی بکواس''...... جولیا نے اس کی بات کاٹ کر اسے گھورتے ہوئے کہا تو عمران نے یکدم سہم کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

مارشل ڈربن نقاب لگائے بے تابی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کمرے میں چند سکرینیں دیواروں پر نصب تھیں جن پر مختلف مناظر روشن تھے۔ ایک سکرین پر کمرے کے باہر راہداری نظر آ رہی تھی جس میں اس کمرے کا دروازہ بھی دکھائی دے رہا تھا۔ دوسری سکرین پر چٹانیں اور چٹانوں کے درمیان خلاء میں سمندر دکھائی دے رہا تھا۔ لمبی آفس ٹیبل پر ایک کنٹرول پینل نصب تھا اور میز پر سفید رنگ کا فون موجود تھا جبکہ میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر خالی نظر آ رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ سکرین پر احاطے کے اندر چند مسلح سفید فام ٹہل رہے تھے۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ڈربن نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ"...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"براؤن بات کر رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے براؤن"...... مارشل ڈربن نے بے تابی سے پوچھا۔

"چیف۔ شیراڈ کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں اس کے ٹھکانے پر پہنچا تو وہاں پولیس کا پہرہ تھا۔ پتہ چلا کہ گزشتہ رات وہاں زبردست فائرنگ ہوئی تھی۔ پولیس آئی تو عمارت کے اندر چھ لاشیں پڑی تھیں۔ ان میں سے ایک آدمی مرنے کے قریب تھا۔ اس نے پولیس کو بتایا کہ نقاب پوشوں کے ایک گروپ نے حملہ کیا تھا اور سب کو چھلنی کر ڈالا۔ اتنا بتانے کے بعد وہ آدمی بھی دم توڑ گیا جبکہ بنگلے کا مالک شیراڈ وہاں موجود نہیں تھا"...... براؤن نے کہا تو مارشل ڈربن نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

"یقیناً وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفت میں پہنچ چکا ہے۔ رات اسی سے ایڈریس معلوم کر کے پاکیشیائی ایجنٹوں نے وہاں حملہ کیا ہو گا اور لولی پاپ کے آدمی کو وہاں سے لے گئے ہوں گے"...... مارشل ڈربن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے چیف"...... براؤن نے پوچھا۔

"لولی پاپ کو ٹریس کرو۔ تمہارے آدمی نے کوئی اطلاع دی ہے

بندرگاہ سے''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''نو سر۔ ابھی تک اس نے کسی گروپ کو بندرگاہ پر نہیں دیکھا''۔ براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم خود وہاں جا کر نگرانی کرو اور لولی پاپ کو ٹریس کرنے کے لئے کسی ساتھی کو بھیج دو''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''رائٹ سر۔ میں جا رہا ہوں ابھی''...... براؤن نے کہا تو مارشل ڈربن نے رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا اور پھر وہ میز کے پیچھے کرسی پر آ بیٹھا اور ایک سگار سلگایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''براؤن بول رہا ہوں چیف۔ آپ سے رابطہ ختم ہوتے ہی نیلسن کی کال آ گئی تھی''...... دوسری طرف سے براؤن نے کہا۔

''نیلسن۔ یہ کون ہے''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''میرا ساتھی ہے جسے میں نے دو گھنٹے پہلے بندرگاہ پر نگرانی کے لئے بھیجا تھا۔ اب اس نے رپوٹ دی ہے کہ ابھی ابھی لولی پاپ پانچ فلپائنی باشندوں کے ہمراہ اس جیٹی کی طرف گیا ہے جہاں پرائیویٹ اسٹیمرز وغیرہ کھڑے رہتے ہیں''...... براؤن نے کہا۔

''اوہ۔ لولی پاپ اور فلپائنی''...... مارشل ڈربن نے چونکتے

ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ نیلسن ایک دو مرتبہ لولی پاپ کے کلب جا چکا ہے اس لئے اس نے لولی پاپ کو فوراً پہچان لیا۔ ان افراد میں لولی پاپ کے علاوہ ایک فلپائنی لڑکی بھی ہے''...... براؤن نے کہا۔

''یقیناً فلپائنی افراد کی شکلوں میں پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے''۔ مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہ میک اپ میں ہیں''۔ براؤن نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لڑکی سمیت چھ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچے تھے۔ یقیناً شیراڈ نے غداری کرتے ہوئے اپنی زندگی بچانے کے لئے ان لوگوں کو جزیرے کے بارے میں بتا دیا ہو گا اور وہ لوگ اسی مقصد کے تحت بندرگاہ پر آئے ہوں گے۔ نیلسن نے انہیں کسی اسٹیمر پر سوار ہوتے دیکھا ہے یا نہیں۔ جلدی بتاؤ''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں چیف۔ اس نے انہیں اسٹیمرز کی طرف جاتے دیکھا تو مجھے کال کرنے لگ گیا تھا''...... براؤن نے کہا۔

''احمق آدمی۔ اسے فوراً کال کر کے حکم دو کہ وہ تیزی سے ان کے پیچھے جائے اور دیکھے کہ وہ کس اسٹیمر یا لانچ میں سوار ہو رہے ہیں اور تم بھی فوراً وہاں پہنچو''...... مارشل ڈربن نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''رائٹ سر۔ میں اسے کال کرتا ہوں''...... براؤن نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو مارشل ڈربن نے فون آف کر دیا۔ پھر وہ بے تابی سے سگار کے کش لینے لگا۔ اس کی نگاہیں سامنے دیواروں پر نصب سکرینوں کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن ذہن براؤن کی اطلاع میں الجھا ہوا تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد براؤن کی پھر کال آ گئی۔

''چیف۔ نیلسن کو وہ لوگ نظر نہیں آئے۔ البتہ لولی پاپ کو اس نے واپس جاتے دیکھا ہے۔ اس نے لولی پاپ کو تنہا جاتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ فلپائنی افراد کو کسی اسٹیمر وغیرہ پر چھوڑ کر جا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے جیٹی پر پہنچ کر وہاں کھڑے تمام اسٹیمرز کا جائزہ لیا تو اسے فلپائنی کہیں نظر نہیں آئے''...... براؤن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''نیلسن نے وہاں کسی سے ان کے بارے میں پوچھا نہیں ہے''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ البتہ جیٹی پر ایک برتھ خالی تھی اور ایک لانچ وہاں سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر جا رہی تھی۔ شاید وہ اسی برتھ سے روانہ ہوئی تھی۔ نیلسن نے بھی اسی شبہ کا اظہار کیا ہے۔ بہرحال میں نے اسے ہدایت کر دی ہے کہ وہ فوری طور پر اس برتھ کے آس پاس کھڑے افراد سے معلوم کرے کہ وہ لانچ اسی برتھ سے روانہ ہوئی ہے یا نہیں۔ میں بھی وہاں پہنچنے والا ہوں''...... براؤن نے کہا۔

''نیلسن کو حکم دو کہ وہ فوراً کسی موٹر بوٹ سے اس لانچ کا پیچھا

کرے اور دیکھے کہ اس پر وہی فلپائنی سوار ہیں جنہیں اس نے لولی پاپ کے ہمراہ دیکھا تھا یا وہ کوئی اور لوگ ہیں۔ تم بھی وہاں پہنچ کر اس کے پیچھے جاؤ۔ دیٹس آل''...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر فون آف کر کے اس نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ مارکوس بول رہا ہوں''...... کمرے میں ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مارکوس۔ تم اپنے تمام گارڈ کو الرٹ کر دو''...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ اور کوئی حکم''...... مارکوس نے کہا۔

''ہمارے دشمن پاکیشیائی ایجنٹ دارالحکومت سے روانہ ہو چکے ہیں۔ ابھی چند منٹ بعد پتہ چل جائے گا کہ وہ کس سمت میں جا رہے ہیں۔ بہرحال تم چوکنے رہو''...... مارشل ڈربن نے تاکید کرتے ہوئے کہا اور دوبارہ بٹن پریس کر دیا۔ اس نے نیا سگار سلگایا اور بے تابی سے کش لینے لگا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''براؤن بات کر رہا ہوں چیف۔ نیلسن نے ایک اسٹیمر کے ڈرائیور سے دریافت کر کے اطلاع دی ہے کہ اس خالی برتھ سے

ایک خصوصی لانچ روانہ ہوئی ہے اور اس میں ایک لڑکی سمیت پانچ افراد سوار ہوئے ہیں جبکہ دو پہلے سے لانچ پر موجود تھے''۔ براؤن نے تیزی سے کہا۔

''اوہ۔ تم فوراً اس لانچ کے پیچھے جاؤ اور اسے میزائل مار کر سمندر میں غرق کر دو''...... مارشل ڈربن نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اسے مزید ہدایات دینے لگا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کی منزل فلپائن کے دارالحکومت سے تقریباً سو میل دور سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا۔ شیراڈ کے کہنے کے مطابق وہ بے آباد جزیرہ تھا اور اس کا بیشتر حصہ سنگلاخ چٹانوں اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر مشتمل تھا۔ البتہ مغربی حصے میں کچھ زمین تھی جہاں ایک وسیع و عریض عمارت میں ان کی تنظیم کا سیکنڈ ہیڈکوارٹر اور اسلحہ کا بہت بڑا سٹور تھا اور یہ اسلحہ اسمگلنگ کے لئے وہاں سٹور کیا جاتا تھا۔ مارشل ڈربن عام طور پر شہر والے ہیڈکوارٹر میں بیٹھ کر تنظیم کو کنٹرول کرتا تھا۔ جزیرے پر آمد و رفت کے لئے ایک ہیلی کاپٹر بھی تھا جو جزیرے پر ہی رکھا جاتا تھا اور جب ضرورت پڑتی چیف کال کر کے منگوا لیتا تھا۔

جزیرے کا رقبہ تین چار مربع کلومیٹر سے زیادہ نہ تھا۔ اس کے تین اطراف سمندر میں ابھری ہوئی بلند چٹانیں تھیں اور ان اطراف

سے جزیرے میں داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ صرف مغربی جانب چھوٹا سا ساحل تھا جس طرف سمندر میں چٹانیں نہیں تھیں وہاں سے جزیرے میں داخل ہونے کے لئے دو بلند چٹانوں کے درمیان پندرہ سولہ فٹ کشادہ قدرتی درہ تھا اور لانچوں کے ذریعے اسی طرف سے مال کی جزیرے پر نقل و حمل ہوتی تھی۔ ہیڈکوارٹر کی عمارت جسے پاور ہاؤس کہا جاتا تھا اس درے سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلے پر تھی اور اس عمارت کی تینوں اطراف میں بھی پہاڑیاں اور چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔

ساحل کے پاس واقع درے والی چٹانوں پر اینٹی ایئر کرافٹ مشین گنیں نصب تھیں جبکہ پاور ہاؤس کی چھت پر بھی مشین گنیں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ عمارت کے چاروں طرف اور درے والی چٹانوں پر خفیہ مووی کیمرے نصب تھے جو عمارت کے چاروں طرف اور ساحل کے مناظر عمارت میں واقع آپریشن روم میں سکرینوں پر پیش کرتے تھے۔

شیراڈ کے کہنے کے مطابق پاور ہاؤس کا انچارج ولسن تھا۔ شیراڈ اس کے ساتھی میجر پرمود کو دارالحکومت میں لائے تو چیف نے پہلے سے ہیلی کاپٹر کو کال کر رکھا تھا۔ مارشل ڈربن کے حکم پر شیراڈ، میجر پرمود کو اس ہیلی کاپٹر میں جزیرے پر لایا اور ولسن کے حوالے کر کے واپس دارالحکومت چلا گیا تھا۔ ولسن نے میجر پرمود کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ شیراڈ کو معلوم نہ تھا اور نہ ہی اس کے چیف نے میجر

پرمود کو اغوا کرنے کی وجہ شیراڈ یا کسی دوسرے ممبر کو بتائی تھی۔ البتہ اس نے صرف یہ کہا تھا کہ وہ میجر پرمود سے انتقام لینا چاہتا ہے لیکن اس نے وضاحت نہیں کی تھی کہ میجر پرمود سے اس کی کیا دشمنی تھی یا میجر پرمود نے اس کا کیا بگاڑا تھا جس کا وہ میجر پرمود سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔

بقول شیراڈ پاور ہاؤس تک پہنچنا عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ممکن نہیں تھا۔ ولسن کنٹرول روم میں بیٹھا سکرین پر جزیرے کے ساحل اور اطراف کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور عمارت کے احاطے کے گیٹ تک پہنچنا تو دور کی بات ہے ساحل پر اترنا بھی دشمنوں کے لئے ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ ہیڈکوارٹر کی اپنی لانچوں یا اسٹیمرز کے علاوہ کوئی اسٹیمر بھول کر بھی ساحل کی طرف بڑھے تو ولسن کے حکم پر اسے فوراً میزائل فائر کر کے تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے اپنے ہیلی کاپٹر کے علاوہ کوئی ہیلی کاپٹر وہاں اترنے کی کوشش کرے تو اسے فضا میں ہی بلاسٹ کر دیا جاتا ہے۔

ان تمام خطرات کے باوجود عمران نے وہاں پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور گزشتہ رات ہی لولی پاپ کو فون پر روانگی کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ وہ صبح بندرگاہ پہنچا تو لولی پاپ اپنی اس لانچ پر اس کا منتظر تھا۔ اس نے عمران کا مطلوبہ اسلحہ بھی لانچ پر پہنچا دیا تھا اور عمران کو لانچ کا معائنہ کراتے ہوئے اس کے دفاعی اور حفاظتی نظام کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ اس کے بعد ہی عمران نے لولی پاپ کو

اپنے ساتھیوں کو وہاں لانے کے لئے شہر بھیجا تھا۔

''عمران صاحب۔ کیا مارشل ڈربن کو ہماری روانگی کی اطلاع مل چکی ہو گی''...... خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''شاید۔ اگر بندرگاہ پر اس کا کوئی آدمی موجود ہے تو اس نے لولی پاپ کو پہچان کر مارشل ڈربن کو اطلاع دے دی ہو گی۔ بہرحال مجھے پرواہ نہیں۔ اگر اس نے ہمیں روکنے کی کوشش کی تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بس تم لوگ ہوشیار رہو''...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''ہمیں کیبن سے باہر رہ کر نگرانی کرنی چاہئے تاکہ خطرے کا دور سے ہی اندازہ ہو جائے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اور خاور عقب کی نگرانی کرو۔ نعمانی آگے ڈرائیور کے پاس رہے گا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور تم''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے پاس رہوں گا۔ تمہاری نگرانی بھی تو ضروری ہے نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ میری نگرانی کیوں ضروری ہے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''تاکہ تم بور ہو کر بھاگ نہ جاؤ''...... عمران نے جواب دیا تو اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر صفدر، خاور اور نعمانی کیبن

سے باہر چلے گئے۔ عمران نے جیب سے فلپائن کا نقشہ نکالا اور میز پر پھیلا کر دیکھنے لگا۔ اس نقشے پر فلپائن کے جزیروں کی بھی نشاندہی کی گئی تھی۔ چند بڑے جزیروں کے نام لکھے تھے لیکن چھوٹے چھوٹے جزیرے بے نام تھے۔ ان بے نام جزیروں میں سے ایک کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ بنا ہوا تھا جو عمران نے شیراڈ سے پوچھ گچھ کے بعد خود لگایا تھا۔

''عمران صاحب۔ ایک تیز رفتار اسٹیمر ہمارے پیچھے آ رہا ہے''۔ دفعتاً خاور نے کیبن میں جھانک کر کہا تو عمران تیزی سے اٹھا کر باہر آیا تو تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک اسٹیمر آ رہا تھا۔ اسٹیمر پر ڈرائیور کے سوا کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ صفدر نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے خاور کو دوربین لانے کی ہدایت کی۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ اسٹیمر دشمنوں کا ہو سکتا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''میں یقین سے نہیں بتا سکتا۔ اگر دشمن کا ہے تو یقیناً اس میں ڈرائیور کے علاوہ بھی کچھ افراد ہوں گے''...... عمران نے کہا۔ اس دوران خاور کیبن سے دوربین نکال لایا تھا۔ عمران کے ہر ساتھی کے بیگ میں ایک ایک دوربین موجود تھی۔ یہ اسپیشل دوربین چھوٹے سے کیمرے جیسی تھی اور اس میں ایسے لینز لگے ہوئے تھے کہ تاریکی میں بھی دور تک دیکھا جا سکتا تھا۔ عمران نے سیکرٹ سروس کے ممبران کے لئے یہ دوربینیں خود بنوائی تھیں اور یہ آسانی سے جیب

میں رکھی جا سکتی تھیں۔

خاور نے دوربین عمران کے حوالے کی اور عمران نے آنکھوں سے دوربین لگا کر پیچھے آنے والے اسٹیمر کو دیکھا تو ڈرائیور کا چہرہ واضح طور پر دکھائی دینے لگا۔ وہ حلیئے سے ڈرائیور ہی لگتا تھا۔ البتہ اس کے کیبن کی کھڑکی سے دو افراد کے چہرے بھی جھانک رہے تھے ڈرائیور فلپائنی تھا لیکن وہ لوگ کسی اور نسل کے سفید فام لگ رہے تھے۔ عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹالی۔

''صفدر۔ کیبن میں دو افراد کے چہرے دکھائی دے رہے ہیں اور مجھے لگتا ہے کہ ان کی نیت درست نہیں ہے''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ وہ دونوں بھی ہماری طرف دیکھ رہے ہیں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوربین آنکھوں سے ہٹالی جو اس نے عمران سے لی تھی۔

''یقیناً ان لوگوں کو ہماری روانگی کے بعد ہی ہمارے بارے میں علم ہوا ہو گا ورنہ وہ بندرگاہ پر ہی ہمیں روکنے کی کوشش کرتے۔ بہرحال ان سے پیچھا چھڑانا ضروری ہے''...... عمران نے اسٹیمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا ان پر حملہ کر دیا جائے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اسٹیمر تباہ ہو جائے گا۔ انہیں دوسرے طریقے سے قابو کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ دوسرا طریقہ کون سا''...... قریب کھڑے خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا تو عمران نے طریقہ بتا دیا۔

''اوہ۔ اگر کامیابی سے پہلے انہوں نے قریب پہنچ کر حملہ کر دیا تو پھر''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ان کے قریب آنے سے پہلے ہی ان پر قابو پا لینا چاہئے۔ آؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پلٹ کر کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بھی اندر آیا اور عمران کیبن کی دیوار میں واقع ایک خانے سے غوطہ خوری کا لباس نکال کر پہننے لگا۔

''اوہ۔ یہ کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''غوطہ خوری کا لباس پہن رہا ہوں۔ بڑی مشکل سے پتہ چلا ہے خزانے کا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''خزانہ۔ کہاں ہے''...... تنویر نے حیرت سے پوچھا۔

''نہیں کیوں بتاؤں۔ تم تو مجھ سے پہلے ہی سمندر میں چھلانگ لگا دو گے''...... عمران نے کہا۔

''گویا آپ سمندر کی تہہ سے خزانہ نکالیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ ہیرے موتیوں سے بھرا صندوق۔ فرہاد نے اپنی دلہن کے لئے پہاڑوں سے دودھ کی نہر نکالی تھی تو کیا میں سمندر سے اپنی دلہن کے لئے ہیرے موتی نہیں نکال سکتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت نکمے ہو۔ کبھی سچی بات نہیں بتاتے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس مرتبہ تم ہیرے موتی دیکھو گی تو تمہیں یقین آ جائے گا کہ میں نکما نہیں ہوں۔ صفدر۔ تم ذرا جولیا کو سمجھاؤ اور خاور کے پاس جا کر ٹھہرو۔ کامیاب ہونے پر میں تمہیں سگنل دوں گا"۔ عمران نے تیزی سے کہا اور کیبن سے نکل کر لانچ کے اگلے حصے میں آیا جہاں ڈرائیور کے پاس نعمانی بیٹھا تھا۔ عمران نے ڈرائیور کو لانچ روکنے کی ہدایت کی اور پھر جونہی لانچ رکی اس نے سامنے کی جانب سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

اسٹیمر کے کیبن میں بیٹھے دو سفید فام کیبن کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہے تھے۔ ان کے آگے کافی فاصلے پر سمندر میں ایک لانچ جا رہی تھی۔ ایک سفید فام کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ دوسرا سفید فام جو سر کے بالوں سے یکسر محروم تھا۔ اس کے ہاتھ میں پاکٹ سائز کا آلہ تھا جو موبائل فون کی شکل کا تھا لیکن اس میں چھوٹا سا ایریل نصب تھا۔

"نیلسن۔ ڈرائیور سے کہو رفتار بڑھا دے"...... گنجے شخص نے مشین گن بردار سے کہا جس کا نام نیلسن تھا۔

"رائٹ سر"...... نیلسن نے کھڑکی کے پاس سے ہٹتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کیبن کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے موبائل فون نما آلے سے سیٹی کی تیز آواز ابھرنے لگی۔ گنجے شخص نے چونکتے ہوئے موبائل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ براؤن سپیکنگ"...... گنجے شخص نے کہا۔

"مارشل ڈربن بات کر رہا ہوں براؤن۔ کیا تم نے اس لانچ کو ٹریس کر لیا ہے"...... دوسری طرف سے مارشل ڈربن کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ لیکن میں ابھی اس سے تقریباً ڈیڑھ سو گز پیچھے ہوں۔ اس کے عقب میں دو آدمی کھڑے ہیں"...... براؤن نے کہا۔

"کیا لانچ وہی ہے۔ ان افراد کی شکلیں کیسی ہیں"...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

"شکلیں نہیں پہچانی جا رہیں چیف کیونکہ فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ البتہ لانچ بڑی پولیس لانچوں جیسی ہے۔ صرف کلر کا فرق ہے اور بندرگاہ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق وہ لانچ لولی پاپ ہی کی ہے"...... براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے نیلسن واپس کیبن میں آ گیا۔ اسٹیمر کی رفتار میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"اگر وہ لولی پاپ کی لانچ ہے تو اسے تباہ کر دو"...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر۔ اسٹیمر کی رفتار بڑھا دی ہے۔ چند منٹ میں اس کے قریب پہنچ کر حملہ کروں گا۔ موجودہ فاصلے سے اسے نشانہ بنانا ممکن نہیں ہے"...... براؤن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو بھی پوزیشن ہو مجھے فوری کال کرنا۔ دیٹس آل"۔ مارشل ڈربن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

"سر۔ کیا میں ان پر فائرنگ کروں"...... نیلسن نے مؤدبانہ لہجے میں براؤن سے پوچھا۔

"نہیں۔ اتنے فاصلے سے اگر نشانہ درست نہ لگا تو وہ لوگ ہم پر جوابی فائرنگ کر دیں گے۔ ذرا فاصلہ کم ہونے دو"...... براؤن نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا مگر دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔ لانچ پر اب تین افراد دکھائی دے رہے تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کوئی کیمرہ نما چیز تھی جسے وہ آنکھوں سے لگائے کھڑا تھا۔

"اوہ۔ مجھے لگتا ہے وہ کیمرے سے ہمارے اسٹیمر کی تصویر بنا رہے ہیں"...... نیلسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شاید وہ کیمرہ نہیں کوئی دوربین ہے جس سے وہ ہمارے اسٹیمر کو دیکھ رہے ہیں"...... براؤن نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد لانچ کے عقب میں کھڑے افراد میں سے دو آدمی وہاں سے ہٹ کر کیبن کے پہلو میں غائب ہو گئے۔ لانچ اور اسٹیمر کا درمیانی فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ تقریباً دو منٹ بعد لانچ پر پھر دو آدمی دکھائی دینے لگے۔

"سر۔ کیا لانچ والوں نے ہم سے خطرہ تو محسوس نہیں کر لیا"۔ نیلسن نے براؤن سے پوچھا۔

"نہیں۔ ان کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں ہو گا کہ ہم موت کے فرشتے ہیں"...... براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ شاید لانچ رک گئی ہے''...... نیلسن نے یکدم چونکتے ہوئے کہا تو براؤن نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ لانچ رکنے لگی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ بالکل رک گئی۔ براؤن نے جلدی سے موبائل فون آن کر کے نمبر پریس کر دیئے۔

''ہیلو۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد فون سے مارشل ڈربن کی آواز سنائی دی۔

''براؤن بول رہا ہوں چیف۔ وہ لانچ رک گئی ہے''...... براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ کوئی وجہ معلوم ہو رہی ہے تمہیں''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نو سر۔ ہو سکتا ہے اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو''۔ براؤن نے کہا۔

''بہرحال اب تم جلدی سے اس کے قریب پہنچ سکو گے۔ کیا اس پر موجود افراد کے پاس اسلحہ نظر آ رہا ہے''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نو سر۔ وہ خالی ہاتھ ہیں۔ اوہ۔ غالباً لانچ پھر چل پڑی ہے''۔ براؤن نے باہر دیکھتے ہوئے تیزی سے کہا۔

''اس کے رفتار پکڑنے تک تم اس کے قریب پہنچ ہی جاؤ گے۔ لانچ میں چند سوراخ بھی ہو گئے تو وہ ڈوب جائے گی مگر پہلے اس پر کھڑے افراد کو نشانہ بنانا۔ اوکے''...... مارشل ڈربن نے سخت لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

''چلو نیلسن۔ ایکشن کا مرحلہ قریب آ گیا ہے''...... براؤن نے فون جیب میں رکھ کر قریب پڑی مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا تو نیلسن نے بھی کندھے سے مشین گن اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی۔

''باس۔ میرا خیال ہے کہ ہم یہاں کھڑکی سے ہی ان پر فائرنگ کریں تو مناسب رہے گا''...... نیلسن نے اچانک کسی خیال کے تحت کہا۔

''کیوں''...... براؤن نے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے رک کر پوچھا۔

''اگر ان کے پاس دوربین ہے تو ہو سکتا ہے وہ ہمارے ہاتھوں میں گنیں دیکھ کر فوراً ہی ہم پر فائرنگ کر دیں''...... نیلسن نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو''...... براؤن نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے اور مشین گنیں کھڑکی کی چوکھٹ پر رکھ کر لانچ کی طرف دیکھنے لگے جو حرکت میں تھی لیکن اس کی رفتار کم تھی جس کے سبب فل رفتار اسٹیمر تیزی سے اس کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔

''باس۔ اب تیس گز کے قریب فاصلہ رہ گیا ہے۔ فائر کھول دینا چاہئے''...... نیلسن نے لانچ پر کھڑے افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لہراتا ہوا کٹے ہوئے شہتیر کی مانند فرش پر آ گرا۔ براؤن نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا اور دروازے میں کھڑے

ریوالور بردار غوطہ خور کو دیکھ کر اس نے پھرتی سے مشین گن کا رخ اس کی طرف کیا ہی تھا کہ غوطہ خور کے ریوالور نے شعلہ اگلا اور براؤن کے ایک ہاتھ میں سوراخ ہو گیا۔ اس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر فرش پر جا گری۔ غوطہ خور نے اپنے سر سے ہیڈ ماسک اتار دیا تھا۔

''خبردار۔ اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا ورنہ اس بار پیشانی میں سوراخ ہو جائے گا'' ...... غوطہ خور نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو براؤن زخمی ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دباتے ہوئے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نیلسن فرش پر ساکت پڑا تھا۔ اس کی کھوپڑی سے بے تحاشا خون بہہ رہا تھا۔

''تم۔ تم کون ہو'' ...... براؤن نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

''علی عمران'' ...... غوطہ خور نے کہا تو براؤن کی آنکھیں دہشت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''کک۔ کیا۔ کیا تم لانچ سے آئے ہو'' ...... براؤن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ آسمان سے ٹپکا ہوں'' ...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر فرش سے مشین گن اٹھا لی۔ پھر ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگا ریوالور جیب میں رکھ لیا اور مشین گن براؤن پر تان لی۔

''چلو۔ ہاتھ اٹھا لو۔ اسٹیمر تمہارا اپنا ہے یا تمہاری تنظیم کا''۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ کرایہ کا ہے'' ...... براؤن نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کھڑکی کی طرف منہ کر کے آرام سے کھڑے ہو جاؤ۔ پلٹ کر دیکھا تو میں فائر کھول دوں گا'' ...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو براؤن نے اس کی طرف پشت کر لی۔ عمران نے فوراً واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اس کی نگاہیں اپنی لانچ کا جائزہ لے رہی تھیں جو اب اسٹیمر سے بیس پچیس قدم آگے تھی۔ اب وہ بیک وقت کھڑکی سے باہر اور براؤن کو دیکھ رہا تھا۔

''ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور'' ...... عمران نے کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس عمران صاحب۔ صفدر اٹنڈنگ یو۔ اوور'' ...... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

''لانچ کو روک دو۔ ان دونوں میں سے ایک مارا گیا ہے جبکہ دوسرا میری گرفت میں ہے۔ میں اسٹیمر لانچ کے پاس رکواتا ہوں تاکہ اس آدمی کو لانچ پر منتقل کیا جا سکے۔ تم دونوں اسٹیمر پر آ جانا۔ اوور'' ...... عمران نے کہا۔

''کیا ڈرائیور کو گرفتار نہیں کرنا۔ اوور'' ...... صفدر نے پوچھا۔

''فی الحال اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کرایہ کا اسٹیمر ہے۔ بہرحال وہ کوئی غلط حرکت کرے تو بھون ڈالنا۔ اوور اینڈ آل''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور براؤن کے قریب آ کر اس کی پشت سے گن لگا کر ایک ہاتھ

سے اس کی تلاشی لینے لگا۔ اس کے کوٹ کی بیرونی جیبوں سے ایک موبائل فون اور ریوالور برآمد ہوا۔ براؤن نے کوئی حرکت نہ کی۔

''ڈرائیور سے کہو کہ لانچ کے پہلو میں اسٹیمر روک دے''۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو براؤن نے ڈرائیور کو بلند آواز میں اسٹیمر روکنے کی ہدایت کی اور پھر چند لمحوں بعد اسٹیمر رکنے لگا۔

مارشل ڈربن نے فون کی گھنٹی سن کر کلاک کی طرف دیکھا اور سمجھ گیا کہ براؤن کی کال ہو گی کیونکہ براؤن کی کال کا وہ بیس منٹ سے انتظار کر رہا تھا۔

ہیلو۔ مارشل ڈربن سپیکنگ''...... مارشل ڈربن نے رسیور اٹھا کر غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''براؤن بات کر رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی جس میں سمندر کی لہروں کا شور بھی شامل تھا۔

''یس براؤن۔ کیا ہو رہا ہے''...... مارشل ڈربن نے بے تابی سے پوچھا۔

''کامیابی چیف۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ختم کر دیا ہے''۔ براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ویری نائس''...... مارشل ڈربن نے خوشی سے اچھلتے

ہوئے چیخ کر کہا۔

''ان کی لانچ سمندر کی گہرائیوں میں دفن ہو گئی ہے چیف۔ فائرنگ سے لانچ کے عقب میں موجود دونوں آدمی مارے گئے اور لانچ کے پچھلے حصے میں بے شمار سوراخ ہو گئے جس کے سبب لانچ میں تیزی سے پانی بھر گیا اور کیبن میں موجود بقیہ افراد کو لانچ سے نکلنے کا موقع ہی نہیں ملا''...... براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ براؤن۔ تم نے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ تم سے سینئر ممبرز جو کام نہ کر سکے وہ تم نے تنہا کر دکھایا ہے۔ میں تمہیں شہر میں موجود تمام اڈوں کا انچارج اور تنظیم کا ڈپٹی چیف مقرر کرتا ہوں''...... مارشل ڈربن نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

''تھینک یو چیف۔ آپ بہت مہربان ہیں''...... براؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں اب تسلی سے میجر پرمود سے حساب بے باق کر سکوں گا۔ کل شہر میں آ کر تمام ممبرز کو تمہارے انڈر کر دوں گا اور ان کے اڈوں کا تمہیں چارج دوں گا''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ کیا میجر پرمود ابھی زندہ ہے''...... براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ دراصل پہلے مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹنا تھا جو اب تمہارے ہاتھوں فنا ہو چکی ہے اس لئے میجر پرمود کو لاک اپ میں مسلسل بے ہوش رکھا گیا تھا۔ اب پاکیشیائی ایجنٹوں کا خطرہ نہیں

ہا۔ چنانچہ اسے ہوش میں لایا جائے گا۔ تم اب واپس جا کر لولی پاپ کو ختم کر دو کیونکہ اس کی مدد کے سبب ہی میرے بہترین ساتھی ہلاک ہوئے ہیں''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''رائٹ سر۔ اور کوئی حکم''...... براؤن نے پوچھا۔

''بس۔ اب میں کل تمہیں کال کروں گا۔ فی الحال تم لولی پاپ کا کام تمام کر دو۔ دیٹس آل''...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ اس نے سائیڈ پر رکھی شراب کی بوتل اٹھائی اور منہ سے لگا کر بڑے بڑے گھونٹ لینے لگا اور پھر اس نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کی نگاہیں سکرین پر عمارت کے گیٹ کا جائزہ لے رہی تھیں جہاں دو مسلح گارڈ مستعد کھڑے تھے۔

''یس چیف۔ مارکوس بول رہا ہوں''...... کمرے میں ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مارکوس۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔ براؤن نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا ان کی لانچ سمیت خاتمہ کر دیا ہے۔ تمام ساتھیوں کو یہ خوشخبری سنا دو تاکہ ان کی ٹینشن ختم ہو جائے اور وہ مزید اعصابی تناؤ کا شکار نہ ہوں''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''رائٹ سر۔ میرے ساتھی صبح سے الرٹ تھے آپ کے حکم پر۔ انہوں نے اس دوران ایک منٹ کے لئے بھی اپنی جگہ نہیں چھوڑی اور بھوک سے بے تاب ہیں۔ چائے تک پینے نہیں گئے''۔ مارکوس

نے دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب وہ آزادی سے کھا پی اور چل پھر سکتے ہیں۔ البتہ غفلت سے گریز کریں''...... مارشل ڈربن نے کہا اور بٹن دوبارہ پریس کر کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس نے چند نمبر پریس کئے اور انتظار کرنے لگا۔

''ہیلو۔ ولسن سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد ولسن کی آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈربن بول رہا ہوں ولسن''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میجر پرمود زندہ ہے یا مر گیا ہے''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''اوہ۔ کیسے مر سکتا ہے وہ چیف جبکہ آپ کے حکم پر میں نے اسے ہوش میں ہی نہیں آنے دیا اور ایک انجکشن کا اثر ختم ہونے سے پہلے ہی اسے دوسرا انجکشن لگایا جاتا رہا ہے''...... ولسن کی چونکتی ہوئی آواز ابھری۔

''بہرحال اب اسے ہوش میں لانے کا وقت آ گیا ہے۔ کیا ہوش میں آنے کے بعد وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گا''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''یس چیف۔ بے ہوشی میں اس کی جسمانی توانائی کم نہیں ہوئی ر وہ اتنا ہی صحت مند ہے جتنا اغوا کے وقت تھا۔ البتہ غذا نہ ملنے کے سبب اسے نقاہت ضرور محسوس ہو گی کیونکہ بے ہوشی کے دوران بھی انسان کا معدہ اور اندرونی اعضاء اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور جیسے کھانا کھا کر سو جانے والے کو صبح جاگنے پر بھوک محسوس ہوتی ہے تو میجر پرمود کو بھی بھوک لگے گی کیونکہ اس کا تین دن سے معدہ خالی ہے''...... ولسن نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کے انجکشن کا اثر کب ختم ہو گا''...... مارشل ڈربن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ایک انجکشن آٹھ گھنٹوں کے لئے بے ہوشی طاری رکھتا ہے۔ ابھی چار گھنٹے باقی ہیں''...... ولسن نے کہا۔

''اوہ۔ کیا اس سے پہلے اسے ہوش میں نہیں لایا جا سکتا''۔ مارشل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نو سر۔ وقت سے پہلے اسے ہوش میں لایا بھی جائے تو اس کا دماغ کام نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ اس کی زبان سے لفظ بھی اس طرح نکلیں گے جسے گونگا بولتا ہے''...... ولسن نے جواب دیا۔

''نانسنس۔ بے ہوشی دور کرنے کا انجکشن نہیں ہے تمہارے پاس''...... مارشل ڈربن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں اسی انجکشن سے اسے ہوش میں لانے کی بات کر رہا ہوں۔ اس انجکشن کو پہلے انجکشن کا اثر ختم کرنے میں ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ اگر بے ہوشی کا دورانیہ ایک دن سے زیادہ ہو تو

ایک گھنٹے بعد پھر وہی انجکشن لگایا جاتا ہے۔ چونکہ میجر پرمود کی بے ہوشی کو تین دن ہو چکے ہیں اس لئے اسے دو مرتبہ انجکشن لگانا پڑے گا''...... ولسن نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ ابھی لنچ کا وقت ہے۔ دو گھنٹے بعد جب اسے ہوش آ جائے تو اسے کھانا دینا اور جب وہ دیکھنے اور باتیں کرنے کے قابل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا لیکن اس کے ہوش میں آنے سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لینا تاکہ وہ بھاگنے کی کوشش نہ کر سکے۔ یاد رکھو۔ میجر پرمود عام آدمی نہیں ہے۔ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے جس کے نزدیک زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہوش میں آتے ہی خود کو ہماری گرفت میں دیکھ کر وہ غضبناک ہو جائے گا''...... مارشل ڈربن نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ ایسے درندوں کی گردنیں توڑنا میرا پسندیدہ مشغلہ ہے''...... ولسن نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال اس کی گردن مت توڑنا ورنہ اسے اغوا کرنے کا مقصد ختم ہو جائے گا۔ اسے زندہ سلامت میرے سامنے پیش کرنا۔ کیا سمجھے''...... مارشل ڈربن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''رائٹ سر۔ میں سمجھ گیا ہوں''...... ولسن نے جلدی سے کہا تو مارشل ڈربن نے فون آف کر کے دوبارہ شراب کی بوتل اٹھا لی۔

براؤن حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا جو براؤن کی آواز اور لہجے میں مارشل ڈربن سے بات کر رہا تھا۔ عمران، صفدر اور خاور کی مدد سے براؤن کو اپنی لانچ پر لایا تھا اور نیلسن کی لاش سمندر میں پھینک کر اسٹیمر ڈرائیور کی جان بخشی کرتے ہوئے اسے واپس جانے کی اجازت دینے کے علاوہ براؤن اور نیلسن کے پرس سے برآمد ہونے والی رقم بھی اس کے حوالے کر دی تھی جو اسٹیمر کے تین دن کے کرایہ سے بھی زیادہ تھی۔ ساتھ ہی اسے تنبیہ کر دی تھی کہ وہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرے ورنہ واپسی پر اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد عمران نے سفر جاری رکھتے ہوئے براؤن سے پوچھ گچھ کی تھی۔ شروع میں براؤن نے اس کے کسی سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا تھا لیکن جب براؤن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر سمندر میں پھینکا جانے لگا تو اس نے موت سے بچنے کے لئے

زبان کھول دی۔ عمران نے براؤن سے چند منٹ سوال و جواب کرنے کے بعد اس کے موبائل فون پر اس کے بتائے ہوئے مارشل ڈربن کے نمبروں پر کال کر کے براؤن کی آواز میں مارشل ڈربن کو رپورٹ دیتے وقت تنویر کو مخصوص اشارہ کیا تھا اور تنویر نے مشین گن کی نال براؤن کے سر سے لگا دی تھی تا کہ وہ اس دوران منہ سے کوئی آواز نہ نکال سکے۔

عمران کے ساتھ جولیا، صفدر، خاور اور نعمانی تھے اور وہ سب خاموشی سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ فون کا لاؤڈر آن تھا اور دوسری طرف سے آنے والی آواز وہ سب سن رہے تھے جو عمران کو بتا رہا تھا کہ اب وہ میجر پرمود سے حساب بے باق کرے گا۔ پھر مارشل ڈربن نے دوبارہ لولی پاپ کو ختم کرنے کی ہدایت کر کے سلسلہ منقطع کیا تو عمران نے بھی موبائل فون آف کر دیا۔ اس نے تنویر کو اشارہ کیا اور وہ براؤن کے سر سے مشین گن ہٹا کر ایک طرف ہو گیا۔

''اب تم تفصیل سے جزیرے کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے براؤن سے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ میں صرف جزیرے کے ساحل تک گیا ہوں وہاں سے مال لینے۔ میں ساحل سے آگے کبھی نہیں گیا۔ جزیرے کی عمارت کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''۔ براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ساحل کی نگرانی کیسے کی جاتی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''شارٹ سرکٹ سسٹم سے۔ اس کے علاوہ ساحل پر چند محافظ بھی پہرہ دیتے ہیں۔ ساحل سے آگے دو بلند چٹانوں کے درمیان ایک راستہ ہے آمد و رفت کے لئے''...... براؤن نے کہا۔

''اس جزیرے کے دوسرے ساحل بھی تو ہوں گے۔ کیا ان پر بھی پہرہ دیا جاتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ جزیرے کے باقی اطراف میں کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس جانب سے جزیرے پر پہنچنا ناممکن ہے اس لئے ان اطراف میں پہرہ دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی''...... براؤن نے کہا۔

''کوئی غار یا درہ تو ہو گا۔ دیکھو۔ تم نے ہمارے ساتھ جزیرے پر جانا ہے اس لئے درست بتاؤ تا کہ ہمارے ساتھ تم بھی محفوظ رہ سکو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں۔ ساحل کے سوا جزیرے کے اطراف میں ناقابل تسخیر بلند پہاڑیاں ہیں جو سیدھی اور ڈھلوانی ہیں۔ ان پر چڑھنا صرف کوہ پیمائی کے آلات سے ہی ممکن ہے۔ میں نے ایک مرتبہ اسٹیمر پر جزیرے کے گرد چکر لگایا تھا اور مجھے ان اطراف میں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جہاں سے جزیرے پر پہنچا جا سکے''...... براؤن نے کہا۔

''ہو سکتا ہے تمہاری نگاہ کمزور ہو اس لئے تم صبح و شام کے عین درمیان بینگن کا مربہ کھایا کرو''...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی

بے اختیار مسکرانے لگے۔

''میں سمجھا نہیں''...... براؤن نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سمجھ جاؤ گے۔ یہ تو تم پہلے ہی سمجھ چکے ہو کہ مارشل ڈربن نے کتنی آسانی سے میری بات پر یقین کر لیا ہے اور مجھے اپنی تنظیم میں سب سے بڑا عہدہ دینے والا ہے۔ اب اگر تمہیں سمندر میں آدمخور مچھلیوں کے حوالے کر دیا جائے تو پھر بھی ہمارا کام چلتا رہے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو براؤن خوفزدہ نگاہوں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے قتل نہیں کرو گے''۔ براؤن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لو۔ وعدے تو میں نے نجانے کس کس سے کر رکھے ہیں لیکن شادی اب تک نہیں کی۔ جولیا تم بتاؤ اسے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا معلوم''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شاید تم سے وعدہ نہیں کیا تھا اس لئے تمہیں نہیں معلوم۔ خیر تھریسیا کو تو معلوم ہے۔ اس سے تصدیق کرا لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا''...... عمران نے دوبارہ براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شادی کے بارے میں وعدوں کا ذکر کر رہے تھے''...... براؤن نے کہا۔

''اب ذکر کرنے کا کیا فائدہ۔ اسے کچھ یاد ہی نہیں بقول کنفیوشس کبھی تو تم کو یاد آئیں گی وہ بہاریں وہ سماں۔ اس لئے تم بتاؤ کہ جزیرے پر رات کے اندھیرے میں کیسے نگرانی کی جاتی ہو گی''...... عمران نے گنگناتے ہوئے کہا اور پھر براؤن سے مخاطب ہو گیا۔

''ساحل پر روشنی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ چٹانوں پر پہرہ دینے والوں کے پاس ایسی دوربینیں ہیں جن سے وہ تاریکی میں دیکھ سکتے ہیں۔ البتہ چٹانوں کی دوسری طرف پاور ہاؤس میں روشنی کا معقول انتظام ہے''...... براؤن نے کہا۔

''کیا پاور ہاؤس سے عمارت کو بجلی فراہم کی جاتی ہے''۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ پاور ہاؤس ہیڈکوارٹر کی عمارت کا نام ہے۔ بجلی پیدا کرنے کے لئے اس میں ہائی پاور جنریٹرز نصب ہیں''...... براؤن نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران نے خاور کی طرف دیکھا۔

''خاور۔ ڈرائیور سے معلوم کرو کہ کتنا فاصلہ طے ہو چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم ساحل کی طرف جانے کی بجائے جزیرے کے عقب میں پہنچیں۔ اس کے لئے ہمیں جزیرے سے کم از کم پانچ کلومیٹر پہلے لانچ کا رخ بدلنا ہو گا''...... عمران نے خاور سے مخاطب

ہو کر کہا۔

''لیکن عقب سے جزیرے پر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے''۔ براؤن نے جلدی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن دن کی روشنی میں ساحل کی طرف سے جانا بھی خطرناک ہے۔ ہم ساحلی محافظوں اور شارٹ سرکٹ سسٹم کے خفیہ کیمروں سے بچ کر جزیرے کے عقب میں جا کر ٹرائی کریں گے اور اگر کامیاب نہ ہوئے تو پھر رات کا انتظار کریں گے''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ دن کی روشنی میں ہو سکتا ہے جزیرے پر پہنچنے کا کوئی راستہ مل جائے''...... تنویر نے عمران کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے خاور واپس آ گیا۔

''تقریباً پچیس کلومیٹر کا فاصلہ طے ہو چکا ہے''...... خاور نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آدھا فاصلہ طے ہو چکا ہے۔ تم بتاؤ براؤن۔ بندرگاہ سے جزیرے تک کا کتنا فاصلہ ہے''...... عمران نے براؤن سے پوچھا۔

''تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا۔ لیکن اگر سامنے کی بجائے گھوم کر جزیرے کی دوسری طرف جاؤ گے تو کم از کم دو گھنٹے لگ جائیں گے''...... براؤن نے جواب دیا تو عمران نے گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر سر ہلا دیا۔

''اب ساڑھے بارہ بجے ہیں۔ گویا تین بجے سے پہلے ہم وہاں پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تین بجے تک۔ لیکن تم لوگ دن کی روشنی میں پاور ہاؤس کی طرف جاؤ گے تو دور سے ہی دیکھ لئے جاؤ گے''۔ براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم تو بتا رہے تھے کہ دوسری اطراف کی نگرانی نہیں کی جاتی''۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے یہی سنا ہے لیکن عمارت کے چاروں اطراف میں نصب کیمرے ان اطراف کے مناظر کنٹرول روم کی سکرینوں پر منتقل کرتے رہتے ہیں''...... براؤن نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''کنٹرول روم میں کون سکرینوں پر مانیٹرنگ کرتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''عام طور پر ولسن ہی پاور ہاؤس کا انچارج ہے اور وہی کنٹرول روم میں بیٹھتا ہے۔ لیکن جب چیف جزیرے پر ہو تو چیف ہی کنٹرول روم میں بیٹھتا ہے اور احکامات جاری کرتا ہے۔ البتہ جزیرے پر موجود تمام عملہ کو ولسن ہی کنٹرول کرتا ہے۔ چیف انٹرکام پر ولسن کو کال کرتا ہے اور ولسن اپنے ساتھیوں سے اس کے احکامات پر عمل درآمد کراتا ہے''...... براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہیں یہ سب باتیں کس نے بتائی ہیں جبکہ تم کبھی پاور

ہاؤس میں نہیں گئے اور صرف ساحل تک محدود رہے ہو۔ کیا خود مارشل ڈربن نے تمہیں بتایا تھا''...... عمران نے براؤن کے چہرے پر نگاہیں جما کر پوچھا۔ اسے براؤن کی باتوں پر شک ہونے لگا تھا کہ براؤن جزیرے اور پاور ہاؤس کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور وہاں آتا جاتا رہتا ہے۔

''ساحل پر پہرہ دینے والوں میں سے ایک آدمی جیمز میرا پرانا دوست ہے۔ میں نے ہی اسے تنظیم میں شامل کرایا تھا۔ گزشتہ ہفتے جزیرے کے ساحل پر مجھے ایک گھنٹہ مال لوڈ ہونے کے انتظار میں رکنا پڑا تو میں نے اس سے پاور ہاؤس کے بارے میں کچھ باتیں یونہی پوچھ لی تھیں۔ کوئی خاص مقصد نہ تھا''...... براؤن نے کہا۔

''مقصد کیوں نہیں تھا اور میں جانتا ہوں کہ بڑا خاص مقصد تھا''...... عمران نے کہا تو تمام ساتھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

''کون سا مقصد''...... براؤن نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا تم لوگ جانتے ہو وہ خاص مقصد۔ شاید تم سب سمجھ گئے ہو''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ ہمیں کیا معلوم۔ تم بتاؤ''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے بتا دیا تو تم فوراً سینڈل دے مارو گی اور سینڈل میرے

سر سے بچ کر دروازے کے راستے باہر سمندر میں جا گرا تو تمہیں جزیرے کی پتھریلی زمین پر ننگے پاؤں چلنا پڑے گا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کر چکے بکواس''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب تمہاری باری ہے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ''...... جولیا نے غصے سے کہا۔

''بس۔ صرف دو لفظ۔ شٹ اور اپ''...... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ مقصد بتا رہے تھے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جولیا کے حکم پر اب میں شٹ اپ ہو چکا ہوں''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کو معلوم ہی نہیں۔ یونہی سسپنس پھیلا رہے تھے''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''دراصل براؤن کو معلوم تھا کہ میں عنقریب ہنی مون منانے کے لئے اپنی بیگم کے ساتھ بچوں کے ہمراہ یہاں آنے والا ہوں اس لئے اس نے اپنے دوست سے جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں تا کہ ہمیں بتا سکے''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ بیوی بچوں کو تو لائے نہیں۔ ہنی مون کیسے منائیں گے"...... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تم بھی بال کی کھال اتارتے ہو۔ کیا تم لوگ میرے بچے نہیں ہو"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر آپ کی بیوی"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے چپ۔ کیوں پٹوانے والے سوال کرتے ہو۔ وہ پہلے ہی انڈوں پر بیٹھی کڑک مرغی کی طرح مجھے گھور رہی ہے۔ براؤن کیا سوچے گا"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کے انداز پر تمام ساتھی ہنسنے لگے۔

"لگتا ہے سمندری فضا نے تمہارے دماغ کو بے کار کر دیا ہے۔ بالکل پاگل ہو گئے ہو"...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ سمندر کی فضا نے نہیں اس کیبن میں پھیلی بو نے میرا ذہن پراگندہ کر دیا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پراگندہ نہیں گندا کہو"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہمیں بھی اپنے جیسا سمجھتے ہیں"...... صفدر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور کیا۔ تمہاری بھی تو دو ٹانگیں اور چار کان ہیں۔ آؤ تم بھی باہر آ جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم بھی آئیں"...... نعمانی نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی بیٹھو۔ تمہاری ناک بڑی ہے کافی گیس ذخیرہ کر سکتے ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر یہاں گیس ہے کہاں"...... خاور نے کہا۔

"گیس نہیں ہے مگر براؤن تو ہے۔ اگر تنہائی میں اس نے خود کو ڈیڈ کر لیا تو ہمیں گائیڈ کون کرے گا"...... عمران نے کہا اور صفدر کے ساتھ کیبن سے باہر آ کر سامنے کی سمت کا جائزہ لینے لگا۔

میجر پرمود نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے پلکیں جھپکائیں اور نگاہیں نیچی کر کے اپنے پیروں کی سمت دیکھا تو اس طرف ایک بند دروازہ دکھائی دیا۔ تب اس نے تیزی سے دائیں اور بائیں جانب دیکھا اور حیران ہوتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ لیکن پیروں کو حرکت دیتے ہوئے اسے پیروں میں کھچاؤ سا محسوس ہوا تو اس نے پیروں پر نظر ڈالی تو اس کے پیروں میں آہنی کڑے تھے جن سے منسلک ایک ایک فٹ لمبی موٹی زنجیروں کے سرے فرش میں پیوست آہنی ہکوں سے منسلک تھے۔ پیروں میں موجود کڑے لاکڈ تھے۔ دفعتاً باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ آنے والے ایک سے زیادہ تھے اور ان کے قدموں کی آہٹیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد آہٹیں دروازے پر آ کر رک گئیں اور پھر دروازہ کھلا

اور دو سفید فام کمرے میں داخل ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ دوسرے نے کھانے کی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔ اندر آتے ہی اگلے آدمی نے پسٹل کا رخ اس کی طرف کر دیا جبکہ دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر کھانے کی ٹرے اس کے قریب فرش پر رکھ دی۔

''میجر پرمود۔ کھانا کھا لو''...... مسلح شخص نے سخت لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو اور میں اس وقت کہاں ہوں''...... میجر پرمود نے نقاہت آمیز لہجے میں پوچھا۔

''میرا نام چارلس ہے اور تم ہماری قید میں ہو۔ اس سے زیادہ میں نہیں بتا سکتا''...... مسلح شخص نے میجر پرمود کو گھورتے ہوئے کہا۔

''تو کون بتا سکتا ہے۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم کسی کے ماتحت ہو''...... میجر پرمود نے آہستہ سے کہا۔

''تم کھانا کھا لو۔ اس کے بعد تمہاری اس سے ملاقات ہونے والی ہے۔ وہی تمہیں ساری بات بتائے گا''...... چارلس نے حتمی لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا اور دونوں کمرے سے نکل گئے۔

کھانا کھانے کے بعد میجر پرمود پر طاری سستی اور نقاہت کافی حد تک کم ہو گئی تھی۔ پیروں میں بندھی زنجیریں چھوٹی ہونے کے سبب وہ چلنے پھرنے سے معذور تھا اس لئے کھانا کھانے کے بعد فرش پر بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور چارلس کے ساتھ دو سفید

فام کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ ایک آدمی کے ہاتھ میں نائیلون کی رسی بھی نظر آ رہی تھی۔

''راجر۔ اس کے ہاتھ پشت پر مضبوطی سے باندھ دو''۔ چارلس نے اس آدمی سے کہا جس کے ہاتھ میں نائیلون کی رسی تھی۔ دوسرے آدمی نے مشین گن میجر پرمود پر تان لی۔ راجر نے اپنی گن کندھے سے لٹائی اور رسی لے کر میجر پرمود کی طرف بڑھا۔

''میجر پرمود۔ کھڑے ہو جاؤ۔ کوئی غلط حرکت کی تو چھلنی کر دیئے جاؤ گے''...... چارلس نے میجر پرمود سے کہا۔

''میرے ہاتھ کس لئے باندھے جا رہے ہیں۔ میرے لئے یہ زنجیریں ہی کافی ہیں''...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں کہا اور کھڑا ہو گیا۔

''تمہیں کمرے سے باہر لے جانا ہے اس لئے ہاتھ باندھنے ضروری ہیں''...... چارلس نے کہا تو راجر میجر پرمود کے عقب میں آیا تو میجر پرمود نے خود ہی دونوں ہاتھ پشت پر کر لئے۔ راجر نے اس کی کلائیوں کے گرد رسی مضبوطی سے باندھی اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

''چارلس۔ اسے باہر لے جانے کے لئے زنجیریں نہیں کھولو گے''...... بائیں جانب کھڑے تیسرے شخص نے چارلس سے کہا۔

''چابی ولسن کے پاس ہے۔ وہ خود آ کر کھولے گا''...... چارلس نے کہا۔

''اچھا۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ ولسن نے تمہیں میجر پرمود کا نگران بنایا ہے اس لئے چابی بھی تمہارے پاس ہی ہو گی''...... راجر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ چیف نے ولسن کو وارننگ دے رکھی ہے کہ اگر میجر پرمود یہاں سے فرار ہو گیا تو ولسن کو موت کی سزا دے دی جائے گی اس لئے ولسن نے مجھے چابی دینے کا رسک نہیں لیا کہ کسی وقت میجر پرمود ہوش میں آ کر مجھے بے بس کر کے زنجیر کھولنے پر مجبور نہ کر دے''...... چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فضول احتیاط ہے۔ بھلا یہ جزیرے سے کیسے فرار ہو سکتا ہے''...... تیسرے آدمی نے سر جھٹک کر کہا۔

''تم نہیں جانتے نورس کہ میجر پرمود کتنا خطرناک شخص ہے''۔ چارلس نے سخت لہجے میں کہا۔

''جتنا بھی خطرناک ہو لیکن اس وقت تو چوہے کی طرح حقیر اور بے بس ہے''...... نورس نے کہا اور اسی لمحے باہر سے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں اور ایک دراز قامت اور کسرتی جسم کا مالک شخص کمرے میں داخل ہوا تو وہ تینوں یکدم مستعد ہو گئے۔ میجر پرمود سمجھ گیا کہ اسی قوی ہیکل شخص کا نام ولسن ہے۔

''ہیلو میجر پرمود۔ کیسی طبیعت ہے''...... ولسن نے میجر پرمود کے قریب آ کر رکتے ہوئے پوچھا۔

''ٹھیک ہوں۔ تم کون ہو''...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں

پوچھا۔

"میرا نام ولسن ہے"...... ولسن نے کہا

"یہ کون سی جگہ ہے اور میں کس کی قید میں ہوں اور مجھے کیوں اغوا کیا گیا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"تم ہماری تنظیم ریڈ سٹارم کے قیدی ہو اور یہ ریڈ سٹارم کا ہیڈکوارٹر ہے۔ اغوا کا مقصد صرف ہمارے چیف مارشل ڈربن کو معلوم ہے اور اس کے حکم پر تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اب تمہاری اس سے ملاقات ہو گی تو وہ تمہیں اغوا کا مقصد بتا دے گا۔ بس ایک بات کا خیال رکھنا کہ راستے میں کوئی غلط حرکت یا بھاگنے کی کوشش تمہیں زندگی کے بوجھ سے نجات دلا سکتی ہے۔ میرے آدمی میرے حکم کا انتظار کئے بغیر تمہیں چھلنی کر دیں گے"...... ولسن نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ تمہارے چیف سے ملاقات کرنے سے پہلے میں کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا کہ تمہارے آدمیوں کو گولی چلانا پڑے۔ ویسے بھی میں سن چکا ہوں کہ اس جزیرے سے فرار ہونا میرے لئے ناممکن ہے"...... میجر پرمود نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے مضبوطی سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ یہ کوئی کوشش کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا"...... راجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں دیکھ چکا ہوں۔ لیکن چیف کا کہنا ہے کہ سیکرٹ

ایجنٹ اکثر ایسے محیرالعقول کام کر گزرتے ہیں کہ کوئی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا اور پھر میجر پرمود کے بارے میں تو چیف نے مجھے کئی مرتبہ تاکید کی ہے کہ میجر پرمود کو بے بس سمجھ کر اس کی طرف سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ رہوں اور اسے ذرا بھی موقع نہ دوں کہ یہ اس سے فائدہ اٹھا کر میری گردن توڑ ڈالے"...... ولسن نے راجر کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو راجر کا چہرہ یکدم پھیکا پڑ گیا اور وہ میجر پرمود کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

ولسن نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی چابی نکال کر چارلس کی طرف بڑھا دی۔ چارلس نے چابی لی اور فرش پر بیٹھ کر آہنی کڑوں کے لاک کھولنے لگا۔ نورس اور راجر نے میجر پرمود کی طرف مشین گنیں سیدھی کر لیں۔ چارلس نے میجر پرمود کے پیروں سے کڑے الگ کئے اور پھر کھڑے ہو کر دوبارہ جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"میجر پرمود کو گھیرے میں لے کر میرے پیچھے آؤ۔ کنٹرول روم میں چیف انتظار کر رہا ہے"...... ولسن نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ میجر پرمود نے خود ہی اس کے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔ راجر، میجر پرمود کے عقب میں، نورس بائیں جانب اور چارلس دائیں طرف چلنے لگا تھا۔ کمرے سے باہر ایک طویل راہداری تھی جس میں کئی کمروں کے دروازے نظر آ رہے تھے مگر سب بند تھے۔ راہداری کے اختتام پر برآمدہ تھا اور برآمدے کی

دوسری جانب بھی ایک راہداری تھی جبکہ برآمدے میں ایک مسلح شخص ٹہل رہا تھا۔ وہ لوگ برآمدے سے گزر کر دوسری جانب کی راہداری میں داخل ہوئے اور دوسرے کمرے کے دروازے پر ولسن رک گیا۔ میجر پرمود اور ولسن کے تینوں ساتھی بھی رک گئے۔ ولسن نے دروازے کے پہلو میں نصب ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ولسن۔ میجر پرمود کو میٹنگ روم میں لے چلو۔ میں وہیں آتا ہوں“...... ایک لمحہ بعد دروازے کے اوپر نصب چھوٹے سے سپیکر سے غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ وہاں میجر پرمود کو بٹھانا ہے یا کھڑے رکھنا ہے“...... ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”کرسی پر بٹھا دینا کیونکہ یہ ہمارا سب سے مہنگا مہمان ہے“۔ چیف نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ولسن نے میجر پرمود کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور اس کمرے سے آگے چل دیا۔ چوتھے کمرے کے دروازے پر رک کر ولسن نے دروازہ کھولا اور وہ سب کمرے میں داخل ہو گئے۔ اس کمرے میں دو کرسیاں، ایک صوفہ اور درمیان میں ایک میز رکھی تھی۔ اس کے علاوہ کمرے میں کسی قسم کا فرنیچر موجود نہیں تھا۔ کرسیاں میز سے تقریباً چھ فٹ کے فاصلے پر رکھی تھیں جبکہ صوفہ دیوار کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔

”بیٹھ جاؤ۔ چیف آنے والا ہے“...... ولسن نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میجر پرمود سے سخت لہجے میں کہا تو میجر

پرمود آگے بڑھا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ولسن نے راجر اور نورس کو میجر پرمود کے دائیں اور بائیں کھڑا کیا جبکہ چارلس کو میجر پرمود کے پیچھے کھڑا ہونے کا حکم دے کر خود صوفے کے قریب جا کھڑا ہوا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازہ کھلا تھا اور باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھر رہی تھیں جو آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھیں۔

لانچ جزیرے کی مغربی سمت میں ساحلی چٹانوں سے تقریباً ایک ناٹ دور رکی ہوئی تھی اور عمران دوربین آنکھوں سے لگائے چٹانوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ جزیرے پر آمد و رفت کے لئے استعمال ہوئے والا ساحل جزیرے کی مشرقی جانب تھا۔ یہ جزیرہ شمال اور جنوب کی طرف سے لمبوترا تھا اور عمران نے دوربین کی مدد سے جزیرے کو دور سے ہی دیکھ کر لانچ ڈرائیور کو رخ بدلنے کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ لانچ کو یہاں تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑا تھا۔ اس سمت میں جزیرے تک پانی میں چھپی ہوئی چٹانوں کے ساتھ ٹکرانے کے خدشہ کے سبب عمران نے لانچ کو دور رکوایا تھا۔ اس کے ساتھی کیبن میں بیٹھے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد عمران نے ڈرائیور کو لانچ آگے بڑھانے کی ہدایت کی لیکن دوربین آنکھوں سے لگائے رکھی۔ ڈرائیور سمجھ گیا کہ وہ

جزیرے کے اس جانب کا مکمل جائزہ لینا چاہتا ہے۔ چنانچہ وہ بہت ست رفتاری سے لانچ کو آگے بڑھانے لگا۔ عمران کو اس جانب جزیرے کی بلند و بالا چٹانوں پر کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ یہ چٹانیں بالکل سیدھی اور ڈھلوانی تھیں اور ان پر چڑھنا ممکن نہ تھا۔ چٹانوں کا یہ سلسلہ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا تھا اور کسی چٹان کی بلندی کم تھی اور کسی کی زیادہ جبکہ چٹانوں کے نچلے حصے پانی میں تھے۔

تقریباً پچاس گز کا فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران کو ایک جگہ چھوٹی سی دراڑ نظر آ گئی۔ اس نے ڈرائیور کو رکنے کا اشارہ کیا اور توجہ سے اس دراڑ کا جائزہ لینے لگا۔ یہ دراڑ اوپر سے ترچھی مگر کچھ کشادہ تھی جبکہ پانی کی سطح سے چند فٹ اوپر دراڑ کی چوڑائی تقریباً تین فٹ تھی۔ عمران نے چند لمحوں تک دراڑ کا جائزہ لینے کے بعد ڈرائیور کو دوبارہ آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور چٹانوں کا جائزہ لیتا رہا۔ وہاں سے آگے بھی کئی چٹانیں کٹی پھٹی دکھائی دیں لیکن کسی کا کٹاؤ بھی دو فٹ سے زیادہ نہ تھا اور ان کی پانی سے بلندی بھی آٹھ دس گز سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ عمران نے کافی دور آنے کے بعد ڈرائیور پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ لانچ پہلی دراڑ کے سامنے پہنچی تو عمران کے اشارے پر ڈرائیور نے لانچ روک دی اور انجن بھی بند کر دیا۔ عمران کیبن میں آ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... خاور نے بے تابی سے پوچھا۔

"میٹرنٹی ہوم کا راستہ مل گیا ہے"...... عمران نے خوشی سے چہکتے

ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرانے لگے۔

''لاحول ولا قوۃ۔ کیا آپ اب تک میٹرنٹی ہوم کا راستہ تلاش کرتے رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو کیا اس لانچ کو میٹرنٹی ہوم بنانا ہے''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''جزیرے پر پہنچنے کا راستہ ملا ہے یا نہیں۔ سیدھی طرح بتاؤ''۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہی تو کہہ رہا ہوں کہ ان چٹانوں کے پار میٹرنٹی ہوم ہے۔ تم سب اوور آل، اوہ۔ بس ڈھیلے ڈھالے لباس، اوہ۔ وہ بھی نہیں، ہاں۔ چست لباس پہن لو۔ میرا مطلب ہے کہ واٹر پروف لباس پہن لو۔ وہاں تک ہمیں پانی میں تیر کر جانا پڑے گا کیونکہ پانی کے اندر خطرناک قسم کی نوکیلی چٹانیں ہیں۔ لانچ کو وہاں تک لے جانا خطرناک ثابت ہو گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہتھیار بھی تو لے جانے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہتھیاروں کو واٹر پروف تھیلوں میں بند کر لو۔ سب کچھ الماریوں میں موجود ہے۔ اسلحہ خفیہ خانوں میں رکھا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر کیبن کے دروازے کے عقب میں نصب ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے کیبن کی مغربی دیوار کا کچھ حصہ اپنی جگہ سے بائیں جانب سرکتا چلا گیا۔ اب ان کے سامنے تین مربع فٹ سائز کا شیلف تھا جس میں مشین گنوں سمیت کافی اسلحہ دکھائی دے رہا

تھا۔ ایک طرف سیٹ پر بیٹھا براؤن حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور نعمانی نے اس پر ریوالور تان رکھا تھا۔ تنویر دوسری الماری سے تیراکی کے سوٹ نکال کر ساتھیوں کے حوالے کرنے لگا تو عمران براؤن کے قریب آ گیا۔

''تم نے اپنے دوست جیمز کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ ساحل پر پہرہ دیتا ہے۔ اس نے ہی تمہیں یہاں کے بارے میں تفصیلات بھی بتائی تھیں۔ میں خود اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا فون نمبر بتاؤ۔ اگر تم نے نہ بتایا تو میں سمجھوں گا کہ اب تم جینا نہیں چاہتے۔ بولو''...... عمران نے براؤن سے کہا تو اس کے لہجے میں چھپی دھمکی محسوس کر کے براؤن نے بلاتوقف جیمز کے موبائل فون کا نمبر بتا دیا۔ عمران نے نمبر پریس کئے اور براؤن کو حکم دیا کہ وہ خاموش رہے۔ عمران کے ساتھی بھی خاموش ہو گئے۔

''ہیلو۔ جیمز سپیکنگ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''براؤن بات کر رہا ہوں جیمز''...... عمران نے براؤن کے لب و لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ براؤن۔ مبارک ہو۔ تم نے تو بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے''...... دوسری طرف سے جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو۔ تمہیں کیسے پتہ چلا''...... عمران نے پوچھا۔

"مارکوس نے بتایا ہے۔ اس سے پہلے ہمیں سختی سے حکم دیا گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی آمد کا اندیشہ ہے اس لئے ہم ایک لمحہ کی بھی غفلت نہ کریں۔ ہماری تو جان عذاب میں آ گئی تھی۔ صبح سے ناشتہ بھی نصیب نہیں ہوا تھا اور نہ ہی وہسکی وغیرہ۔ لنچ کی بھی امید نہ رہی تھی"...... جیمز نے کہا۔

"گویا اب تم لوگ عیش کر رہے ہو"...... عمران نے ہنس کر کہا۔

"ہاں۔ فی الحال تو سب لوگ پاور ہاؤس میں کھا پی رہے ہیں پھر ہم ڈیوٹیاں سنبھال لیں گے۔ تم کہاں ہو"...... جیمز نے کہا۔

"میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی لانچ تباہ کرنے کے بعد واپس بندرگاہ پر آ گیا ہوں۔ اب شہر جاؤں گا"...... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔ اتنی دیر میں اس کے ساتھی واٹر پروف لباس پہن چکے تھے اور واٹر پروف تھیلوں میں اسلحہ بھی ڈال لیا تھا۔

"عمران صاحب۔ اس کال کا کیا مقصد تھا"...... صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ جزیرے کے محافظ اس وقت کس حال میں ہیں۔ بہرحال پھر بھی تم لوگوں کو محتاط رہنا چاہئے اور جب تک کہ انتہائی ضروری نہ ہو جائے فائرنگ سے گریز کیا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا براؤن کو یہیں چھوڑ جائیں گے"...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ کیونکہ اسے ساتھ لے جانا ہمارے لئے دشواری کا سبب بنے گا"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے یہ بندھے ہاتھوں سے چٹانوں پر کیسے چڑھ سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اگر تمہیں اس کا اتنا ہی احساس ہے تو اسے بے احساس کر دو"...... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا تو تنویر نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور براؤن کے چہرے کی طرف پسٹل کر کے بٹن پریس کر دیا جو عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم اس بے ہوش آدمی کا خیال رکھنا۔ یہ چھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔ فی الحال تم یہیں رکے رہو۔ پھر میں تمہیں کال کروں گا اور تم لانچ کو ساحل پر لے آنا۔ ہمیں رات بھی ہو جائے تو تم نے یہاں سے نہیں ہلنا۔ لانچ کے لئے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے تو میں تمہیں فون پر ہدایات دے دوں گا"...... عمران نے لانچ کے ڈرائیور کو سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیبن سے باہر آیا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کی ہدایت کر کے لانچ سے پانی میں اترنے لگا۔ یہاں پانی کی گہرائی تقریباً پندرہ فٹ تھی۔ اس نے غوطہ لگا کر پانی کے اندر سے جائزہ لیا تو چند فٹ آگے چٹانیں تھیں جو بتدریج بلندی کی طرف مائل تھیں۔ وہ جزیرے کی سمت میں تیرنے لگا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ جزیرے کی بلند چٹانوں تک پہنچتے پہنچتے پانی کی سطح تین

فٹ رہ گئی۔

عمران جزیرے کی اس چٹان کے پاس پہنچ کر رک گیا جس میں دراڑ تھی۔ دراڑ پانی کی سطح سے تقریباً دو فٹ بلند تھی اور عمران نے اس میں جھانکا تو اطمینان کا سانس لیا۔ دراڑ یہاں سے کم از کم تین فٹ چوڑی تھی لیکن اندر سے اس کی چوڑائی بتدریج بڑھتی چلی گئی تھی اور وہ تقریباً بیس پچیس قدم آگے جا کر ختم ہو رہی تھی۔ وہاں سے دوسری جانب دھوپ میں چمکتی پتھریلی زمین دکھائی دے رہی تھی۔

عمران دراڑ میں داخل ہوا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سر کے اوپر سے دراڑ کی چوڑائی ڈیڑھ فٹ کے قریب تھی اور وہ باآسانی اس میں چل سکتا تھا۔ غالباً جزیرے سے بارشوں کا پانی اس دراڑ سے سمندر میں گرتا تھا جس کے سبب دراڑ کی زمین سنگریزوں سے پاک اور مسطح تھی۔ عمران کی تقلید میں پہلے جولیا دراڑ میں داخل ہوئی پھر نعمانی، خاور، تنویر اور صفدر اوپر آ گئے۔ تب عمران نے پیراکی کا لباس اتار کر وہیں ڈالا اور واٹر پروف بیگ سے اسلحہ نکال لیا۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ عمران آگے بڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے دراڑ کشادہ ہوتی جا رہی تھی۔ اختتام پر دراڑ کی چوڑائی آٹھ فٹ ہو گئی تھی۔ پھر عمران اپنے ساتھیوں کو دراڑ میں ہی رکنے کا اشارہ کرتا ہوا اکیلا دراڑ سے باہر آیا اور وہاں کا جائزہ لینے لگا۔

میجر پرمود بھی دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ تین چار لمحوں بعد کمرے میں ایک نقاب پوش داخل ہوا تو ولسن، راجر، نورس اور چارلس یکدم مستعد ہو گئے۔ گویا وہی ان کا چیف تھا۔ اس نے گرے کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ قد لمبا اور کندھے کشادہ تھے۔ اس کے چہرے پر نقاب گردن تک کا حصہ چھپائے ہوئے تھا۔ صرف آنکھیں اور ہونٹ نقاب سے جھانک رہے تھے۔ صوفے کے پاس پہنچ کر وہ مڑا اور صوفے پر بیٹھ کر میجر پرمود کی طرف دیکھنے لگا۔

''میجر پرمود۔ کیا تم ہوش و حواس میں ہو''...... نقاب پوش نے کراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

''یقیناً۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے''...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''ہاں۔ مگر تم کچھ کمزور لگ رہے ہو''...... نقاب پوش نے کہا جو

مارشل ڈربن تھا۔

"شاید۔ مگر کیا تم نے مجھ سے کچھ مشقت کرائی ہے جو تم میری صحت کے بارے میں فکر مند ہو رہے ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم سے ساری عمر مشقت ہی لی جائے گی میجر۔ کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم اس وقت دنیا کے کس خطے میں ہو"۔ مارشل ڈربن نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ تمہارا حدود اربعہ کیا ہے اور مجھے کیوں اغوا کیا گیا ہے"...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ریڈ سٹارم کا سربراہ مارشل ڈربن ہوں۔ یہ میرا ہیڈکوارٹر ہے اور تم سے انتقام لینے کے لئے تمہیں اغوا کیا گیا ہے"۔ مارشل ڈربن نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کس بات کا انتقام۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہماری پہلی ملاقات ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یہ تمہارا خیال ہے میرا نہیں کیونکہ میرا تم سے ماضی قریب میں ٹکراؤ ہو چکا ہے یہ اور بات ہے کہ اس وقت تم میری گرفت میں نہیں آسکے تھے ورنہ اس وقت یہاں موجود نہ ہوتے"...... مارشل ڈربن نے میجر پرمود کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بہر حال مجھے یاد نہیں ہے۔ تم جیسے ہزاروں مجرموں کی گردنیں

توڑ چکا ہوں۔ کس کس کو یاد رکھ سکتا ہوں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"لیکن اب تم کسی کی گردن توڑنے کے قابل نہیں رہو گے"۔ مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ میرے ہاتھ کھول دو پھر دیکھو میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی کیسے گردنیں توڑتا ہوں"...... میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تمہارے مددگار بھی اسی زعم میں مارے گئے ہیں کہ وہ میری گردن توڑ کر تمہیں میری گرفت سے آزاد کرا لیں گے"...... مارشل ڈربن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تو میجر پرمود چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"نہیں۔ میرے مددگار اتنے کمزور اور بزدل نہیں ہو سکتے کہ وہ تم جیسے شخص کے ہاتھوں مارے جائیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہا۔ ہا۔ شاید تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ وہ لوگ کون تھے"۔ مارشل ڈربن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ تم محض مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے میرے مددگاروں کا ذکر کر رہے ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"نہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ تمہارا دوست علی عمران شاید تمہیں یاد نہیں آ رہا"...... مارشل ڈربن نے تو میجر پرمود بے ساختہ اچھل پڑا۔

"کیا۔ علی عمران"...... میجر پرمود نے مارشل ڈربن کو گھورتے

ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ ارکان کے ساتھ تمہاری تلاش میں آیا تھا''...... مارشل ڈربن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پھر''...... میجر پرمود نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''پھر کیا۔ ان کے مقدر میں نہیں تھا کہ مرنے سے پہلے آخری مرتبہ تمہیں دیکھ لیتے۔ ریڈ سٹارم کوئی تھرڈ کلاس تنظیم نہیں ہے۔ میں نے اسے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔ ریڈ سٹارم اتنی پاورفل ہو گئی ہے کہ دنیا کی کوئی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس نہ اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ اسے شکست دے سکتی ہے''...... مارشل ڈربن نے انتہائی مغرور لہجے میں کہا۔

''خیر۔ اس کا تجربہ بعد میں ہو جائے گا کہ تم کتنے طاقتور ہو۔ فی الحال یہ بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر تمہاری گرفت میں کیسے آئے اور تم نے ان کو کیسے ختم کیا''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''کاش وہ میری گرفت میں آ جاتے تو میں تمہاری آنکھوں کے سامنے ان کے جسموں کا قیمہ بنا کر سمندری مخلوق کو کھلا دیتا۔ لیکن ان کے مقدر میں یہی لکھا تھا کہ وہ میری تنظیم کے بڑے بڑے لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد میرے ایک معمولی ورکر کے ہاتھوں دنیا سے رخصت ہو جائیں اور ایسا ہی ہوا کہ میرے ایک معمولی ورکر نے اس سمت آنے والی ان کی لانچ کو سمندر میں تنہا ہی غرق کر ڈالا''...... مارشل ڈربن نے کہا۔

''نہیں۔ تم بکتے ہو''...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''خود کو بے بس دیکھ کر تمہیں یقین کر لینا چاہئے کہ میں درست کہہ رہا ہوں''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اب تم کیا چاہتے ہو''...... میجر پرمود نے مارشل ڈربن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''انتقام۔ مگر یکدم نہیں''...... مارشل ڈربن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پھر۔ کیسے انتقام لینا چاہتے ہو''...... میجر پرمود نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''میجر۔ پہلے اپنا جرم سن لو۔ دو سال پہلے تم نے ایکریمیا کے ایک علاقے فلوریڈا میں بلیک پول کے چیف کو قتل کیا تھا جبکہ مجھے فرار ہونے کا موقع مل گیا۔ اس وقت میں بلیک پول میں ڈپٹی چیف تھا۔ چیف میرا بڑا بھائی ٹونی کینڈل تھا اور اس کی موت کے صدمہ سے میری ماں اور کینڈل کی بیوی نے بھی دم توڑ دیا تھا۔ بھائی، بھابی اور ماں کی موت کے بعد میں نے تم سے انتقام لینے کا عہد کیا اور اپنی تنظیم کی سربراہی سنبھال کر پارٹی کو ایکریمیا سے یہاں شفٹ کر دیا گیا۔ یہاں میں نے پارٹی کا نام تبدیل کیا اور بزنس کے ساتھ ساتھ پارٹی کو مضبوط بناتا رہا۔ لیکن انتقام کی آگ میرے دل میں ہمیشہ رہی۔ اس لئے تمہیں تمہارے ملک میں قتل کرانے کی بجائے تمہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا۔ اب تمہیں ایسی اذیت ناک کیفیت میں مبتلا کر دیا جائے گا کہ تم دن رات تڑپتے رہو گے لیکن

مر نہ سکو گے۔ تمہیں طویل عرصہ تک زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے گی اور تمہاری حالت ایک خارش زدہ اور پاگل کتے جیسی ہو جائے گی۔ تمہیں باقاعدگی سے غذا دی جائے گی تاکہ تم صحت مند رہو۔ یہ غذا ایسی ٹیبلٹس کی صورت میں ہو گی جیسی خلائی سفر کے دوران خلا باز استعمال کرتے ہیں''...... مارشل ڈربن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہو مارشل ڈربن''...... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

''تمہارے لئے میں نے ایک ایسے پنجرے کی تیاری کا آرڈر دے رکھا ہے جس میں ایک ایک انچ کے فاصلے پر سلاخیں نصب ہوں گی۔ یہ سلاخیں گول نہیں بلکہ ٹی آئرن کی طرح تین کناروں والی ہوں گی اور کناروں کو اتنا تیز کیا جائے گا کہ تمہارے لئے وہ بلیڈ ثابت ہوں گی۔ انہیں چھونے یا ہاتھ میں لینے سے تمہارا ہاتھ زخمی ہو جائے گا۔ یہ پنجرہ کل کسی بھی وقت یہاں پہنچ جائے گا اور پھر تمہیں ایک انجکشن لگا کر اس پنجرے میں بند کر دیا جائے گا اور میں روزانہ تمہارے تڑپنے کا نظارہ کیا کروں۔ ایک انجکشن چار دن تک تمہیں ایسی دردناک اذیت میں مبتلا رکھے گا کہ تم ہر وقت اپنے مرنے کی دعا کیا کرو گے اور ان چار دنوں میں ہی پاگل کتے کی مانند بھونکنے لگو گے''...... مارشل ڈربن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ گویا مجھے کل تک انتظار کرنا پڑے گا اپنی سزا شروع

ہونے کا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ولسن۔ فی الحال میجر پرمود کو لاک اپ میں بند کر دو۔ کل تک اس کی بھرپور نگرانی کی جائے۔ پنجرے میں بند کرنے کے بعد نگرانی کی ضرورت نہیں رہے گی''...... مارشل ڈربن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ولسن نے اپنے ماتحتوں کو اشارہ کیا اور وہ تینوں میجر پرمود کو کرسی سے اٹھا کر اس کے پیچھے چل دیئے لیکن میجر پرمود اب حرکت میں آنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا سن کر اسے جو ذہنی اور روحانی صدمہ پہنچا تھا اس نے میجر پرمود کے ذہن پر انتہائی درجے کی خونخواری اور درندگی طاری کر دی تھی۔

ولسن راہداری میں اس کے آگے چل رہا تھا جبکہ باقی تینوں آدمی اس کے دائیں بائیں اور ایک عقب میں تھا۔ برآمدے سے گزر کر وہ دوسری جانب کی راہداری میں آئے اور پھر اسی لاک اپ میں داخل ہو گئے جہاں سے میجر پرمود کو باہر لے گئے تھے۔ اسی لمحے ولسن کی جیب سے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونکتے ہوئے جیب سے موبائل فون نکالا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ولسن۔ تم میرے پاس آ جاؤ۔ فوراً''...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

''چارلس۔ میں چیف کے پاس جا رہا ہوں۔ یقیناً کوئی ایمرجنسی

ہے۔ تم میجر پرمود کے پاؤں پہلے کی طرح زنجیروں میں جکڑ دینا اور لاک لگا کر چابی اپنے پاس محفوظ کر لینا اور ہاں۔ اس کے ہاتھ البتہ کھول دینا تاکہ ایک دن کے لئے اگر اسے چائے یا وہسکی کی خواہش ہو تو پوری کر دی جائے“...... ولسن نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ دروازے کے پاس کھڑے نورس نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور میجر پرمود کی طرف دیکھنے لگا۔

”نورس۔ تم میجر پرمود کو فرش پر بٹھا کر اور اس کے پاؤں زنجیروں میں جکڑ کر چابی میرے حوالے کر دو اور راجر تم میجر پرمود کے ہاتھ اس وقت کھولنا جب اس کے پاؤں زنجیروں میں جکڑے جائیں“۔ چارلس نے پہلے نورس کو زنجیروں کے کڑوں کی چابی دیتے ہوئے اور پھر راجر سے کہا۔ چارلس کی باتیں سن کر میجر پرمود خود ہی فرش پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی ٹانگیں قدرے آگے کو بڑھا دیں۔

نورس، میجر پرمود کے پاؤں کے قریب بیٹھ کر زنجیروں کے کڑے سیدھے کرنے لگا اور پھر دونوں کڑے اٹھا کر جو زنجیروں کے ساتھ منسلک تھے، میجر پرمود کی ٹانگوں کے قریب لایا اور جھک کر کڑوں کو کھول کر میجر پرمود کی ٹانگوں کے گرد ڈالنے لگا۔ اس دوران راجر، میجر پرمود کی پشت کے قریب بیٹھ کر اس کے ہاتھوں کے گرد بندھی ہوئی رسی کی گرہ کو چیک کرنے لگا۔

رسی اس انداز میں باندھی گئی تھی کہ اس کے ایک سرے کو پکڑ کر اگر جھٹکا دیا جاتا تو رسی کھل سکتی تھی۔ میجر پرمود نے اپنی انگلیوں کی

مدد سے گرہ کی اس رسی کو چیک کر لیا تھا مگر وہ اپنے ہاتھوں کو موڑ کر رسی کے اس سرے کو پکڑ نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے اپنے ذہن میں ایک اور منصوبہ بنا لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ نورس کے کہنے سے پہلے ہی فرش پر بیٹھ چکا تھا۔

جب میجر پرمود نے محسوس کر لیا کہ راجر نے رسی کے اس سرے کو پکڑ لیا ہے جس سے گرہ کھل سکتی ہے تو اس نے اپنے ہاتھوں کو پہلو بدل کر کچھ نیچے کیا۔ میجر پرمود چیک کرنا چاہتا تھا کہ راجر نے رسی کے سرے کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے یا نہیں، تو اسے محسوس ہوا کہ راجر نے رسی کے سرے کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے۔ پھر جیسے ہی نورس زنجیر سے منسلک کڑوں کو میجر پرمود کے پاؤں میں پھنسانے لگا میجر پرمود نے اپنے پیروں کو تھوڑا سا پیچھے کیا اور اپنے ہاتھوں کو نیچے کی طرف ایک جھٹکا دیا جس سے اس کی گرہ کھل گئی اور رسی ڈھیلی ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے میجر پرمود اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ راجر اور نورس بوکھلا کر اٹھنے ہی لگے تھے کہ میجر پرمود کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آئیں اور وہ دونوں اوغ کی آوازیں نکالتے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے۔

میجر پرمود کی ٹانگوں کی شدید ضربیں ان کے سینوں پر لگی تھیں۔ میجر پرمود ان کی حالت دیکھے بغیر اچھل کر چارلس سے کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح جا ٹکرایا جو اپنے مشین پسٹل سے میجر پرمود کا نشانہ لے رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی جزیرے میں پھیلی چھوٹی بڑی چٹانوں میں سفر کرتے ہوئے محتاط انداز میں جزیرے کے مغربی حصے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر سیاہ نقاب تھے جبکہ ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ریوالور اور کندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ جزیرے کا بیشتر حصہ پہاڑیوں اور چٹانوں پر مشتمل تھا۔

تقریباً دو فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک بلند چٹان کے گرد گھوم کر آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک بائیں جانب سے کسی پتھر کے گرنے کی ہلکی سی آواز ابھری اور عمران یکدم رک کر اسی جانب دیکھنے لگا۔ اس کے پیچھے آنے والے اس کے ساتھی بھی قدم روک کر اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ دائیں جانب ایک چھوٹی سی چٹان کی آڑ سے ایک شخص تیزی سے نمودار ہوا اور اس سے پہلے کہ کوئی اس کی طرف دیکھتا اس آدمی نے اپنے ہاتھ میں موجود

مشین گن عمران کے پہلو سے لگا دی۔

"خبردار۔ کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے"...... اس شخص نے غراتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ عمران نے گردن گھما کر اس شخص کی طرف دیکھا۔ وہ ایکریمین شکل کا سفید فام تھا اور اس کے چہرے پر چھوٹی سی داڑھی تھی۔

"اوہ۔ تم کون ہو"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ریوالور پھینک کر تم سب ہاتھ بلند کر لو۔ تم چاروں طرف سے ہمارے گھیرے میں ہو۔ کوئی غلط حرکت کی تو چھلنی کر دیئے جاؤ گے"...... سفید فام نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے عقب میں چٹان کی آڑ سے ایک اور سفید فام نمودار ہوا اور اس نے عمران کے ساتھیوں پر مشین گن تان لی جو عمران سے تقریباً چند قدم پیچھے جولیا کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ سفید فام شکل سے ایکریمین نظر آ رہے تھے۔

"ہتھیار زمین پر ڈال دو"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اپنا ریوالور بھی زمین پر پھینک کر ہاتھ بلند کر لئے۔

"ہاں۔ اب تو بتا دو کہ تم کون ہو اور جزیرہ کس کی ملکیت ہے"۔ عمران نے اپنے قریب کھڑے شخص سے پوچھا۔

"ہم گارڈز ہیں۔ مگر تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو"۔ سفید فام نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ہم سیاح ہیں اور بھوک کی شدت سے بے تاب ہو کر یہاں

آئے ہیں۔ کیا اس جزیرے پر کوئی باغ ہے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم لوگ یہاں چٹانوں میں باغ تلاش کرتے پھر رہے ہو“...... سفید فام نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا اسی لمحے عمران نے یکدم ہاتھ نیچے کرتے ہوئے سفید فام کے جبڑے پر زوردار گھونسا مار دیا اور اس کے ساتھی پر جست لگا دی۔ داڑھی والا گھونسا کھا کر پشت کے بل زمین پر جا گرا اور اس کے ہاتھوں سے مشین گن چھوٹ گئی جبکہ دوسرا لڑکھڑاتا ہوا دو تین قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پھر اس نے سنبھل کر تیزی سے عمران کی طرف گن سیدھی کی ہی تھی کہ عمران کی فلائنگ کک اس کی گن پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر چٹان سے جا ٹکرائی۔ داڑھی والا سفید فام زمین سے اٹھا ہی تھا کہ جولیا نے پھرتی سے اپنے قدموں کے قریب پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر اس پر فائر کر دیا۔ بے آواز گولی داڑھی والے سفید فام کی گردن میں لگی اور وہ کربناک چیخ کے ساتھ زمین پر گر کر مچھلی کی مانند تڑپنے لگا جبکہ عمران نے سنبھل کر دوسرے سفید فام کے منہ پر گھونسا مار دیا اور اسے گریبان سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے گھما کر زمین پر پٹخ دیا۔ اتنے میں عمران کے ساتھی اپنے ریوالور اٹھا چکے تھے۔

”بس۔ پڑے رہو ورنہ بھیجہ اڑا دوں گا“...... صفدر نے تیزی سے کہا اور ریوالور کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... عمران نے اپنا ریوالور اٹھانے کے بعد زمین پر پڑے سفید فام سے پوچھا۔

”ہا۔ ہارڈی“...... سفید فام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”تمہارے ساتھی گارڈ کہاں ہیں۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں فائر کھول دوں گا“...... عمران نے ریوالور کا رخ اس کے سینے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”یہاں ہم صرف دو ہی تھے۔ دو گارڈ اُس پہاڑی کے پاس ہیں“...... ہارڈی نے جنوبی سمت ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”باقی گارڈز کہاں ہیں“...... عمران نے ریوالور کا رخ ہارڈی کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

”پپ۔ پاور۔ پاور ہاؤس کے پاس“...... ہارڈی نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کھڑے ہو جاؤ۔ کیا تم زندہ رہنا چاہتے ہو“...... عمران نے پوچھا تو ہارڈی اثبات میں سر ہلاتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہاتھ بلند کر کے پاور ہاؤس کی طرف چلو۔ بھاگنے کی کوشش کی تو بے آواز گولی تمہاری کھوپڑی میں گھس جائے گی اور تم دیکھ ہی چکے ہو کہ ہمارے ریوالور بے آواز ہیں“...... عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو ہارڈی نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ عمران نے اس کے لباس کی تلاشی لی تو کوئی خاص چیز برآمد نہ ہوئی۔ تب عمران نے اسے آگے بڑھنے کا حکم دیا تو ہارڈی عمران کے آگے آگے قدم

اٹھانے لگا۔

''عمارت کے فرنٹ پر کتنے گارڈز ڈیوٹی دیتے ہیں''...... عمران نے پلٹ کر ہارڈی سے پوچھا جس کی پشت سے تنویر نے مشین گن لگا رکھی تھی۔

''صبح تو چھ گارڈز تھے۔ اب پتہ نہیں کیونکہ ہمیں اس طرف ڈیوٹی دینے بھیج دیا گیا تھا''...... ہارڈی نے کہا۔

''کیا تمہیں اطلاع نہیں دی گئی تھی کہ خطرہ ٹل گیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو جن کے خطرے کے سبب سیکورٹی سخت کی گئی تھی''...... ہارڈی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہم ایجنٹ نہیں بلکہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں''...... عمران نے کہا اور چٹان کی آڑ سے سر نکال کر پاور ہاؤس کی عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی نگاہیں عمارت کی عقبی دیوار کا جائزہ لے رہی تھیں۔

''وہ کیمرے کہاں نصب ہیں جن سے عمارت کے عقب کا منظر کنٹرول روم کی سکرین پر دیکھا جاتا ہے''...... عمران نے پلٹ کر ہارڈی سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

''معلوم نہیں۔ میں نے تو کبھی نہیں دیکھے۔ ہو سکتا ہے کہ ٹاور پر نصب ہوں''...... ہارڈی نے کہا۔

''کیا فرنٹ کی جانب کمپاؤنڈ کی چاردیواری اور گیٹ بھی ہے یا اوپن جگہ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ گیٹ اور چاردیواری ہے۔ گیٹ پر دو گارڈز پہرہ دیتے ہیں''...... ہارڈی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران نے چٹان کی آڑ سے عمارت کی دیوار کے پاس کھڑے پہلے گارڈ کی طرف دیکھا جو ایک سگریٹ سلگا رہا تھا۔ عمران نے ریوالور سے اس کے سر کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ بے آواز گولی اس گارڈ کے سر میں گھس گئی اور وہ چیخے بغیر زمین پر آ گرا۔ کچھ فاصلے پر کھڑے دوسرے گارڈ نے پلٹ کر اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور اسے زمین پر پڑے دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ جونہی وہ مرنے والے کے قریب پہنچا عمران نے اس پر بھی فائر کھول دیا۔ اس گارڈ کی کنپٹی میں سوراخ ہوا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند اپنے ساتھی کے قدموں میں گرتا چلا گیا۔

''لو۔ ادھر کا راستہ تو صاف ہو گیا''...... عمران نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''اوہ۔ کیا دونوں ختم ہو گئے ہیں''...... جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''پہلے کہتیں تو ایک کو بچا لیتا تاکہ تمہیں صرف ایک کا غم کرنا پڑتا''...... عمران نے کہا۔

''بکو مت۔ یہ مذاق کا وقت نہیں ہے''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو عمران نے گیس پسٹل نکال کر ہارڈی کے چہرے پر فائر کر دیا۔ ہارڈی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے مگر کوئی

سوال کرنے سے پہلے ہی وہ لہرایا اور گرنے ہی والا تھا کہ صفدر نے اسے ہاتھوں میں سنبھال کر چند قدم پیچھے ایک چٹان کی آڑ میں لٹا دیا۔ ہارڈی کو بے ہوش کرنے کے بعد عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چٹان کی آڑ سے نکلا اور عمارت کے بائیں پہلو کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی وہ عمارت کی نکڑ پر ہی پہنچے تھے کہ اچانک خطرے کا سائرن چنگھاڑنے لگا۔

میجر پرمود کے زوردار ٹکراؤ سے چارلس کے منہ سے دبی دبی سی چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل گیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور سنبھلنے کی کوشش میں ناکام ہوتا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ راجر جس کے سینے پر میجر پرمود کے پاؤں کی زوردار ضرب لگی تھی کھانستا ہوا اٹھا اور اس نے تیزی سے اپنے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی۔ نورس بھی اب اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اٹھ رہا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا میجر پرمود نے اس کا بازو دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا اور مروڑتے ہوئے اس کی پشت پر آ کر دوسرے بازو سے اس کی گردن جکڑ لی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے نورس کو گھما کر اس کا رخ راجر کی طرف کر دیا جو مشین گن کا رخ میجر پرمود کی طرف کر چکا تھا۔

''گن پھینک دو راجر ورنہ تم سن ہی چکے ہو کہ میں گردن توڑنے

میں کتنا ماہر ہوں''...... میجر پرمود نے زہریلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نورس کی گردن پر بازو کا دباؤ بڑھا دیا اور نورس کی آنکھوں کے ڈھیلے باہر کو ابھرنے لگے۔ اتنے میں چارلس بھی سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا تو میجر پرمود نے اپنا رخ تھوڑا سا بدل لیا۔ اب راجر اور چارلس دونوں میجر پرمود کے سامنے تھے۔ چارلس میجر پرمود کو خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''خبردار۔ اپنی جگہ کھڑے رہو ورنہ نورس کی گردن ٹوٹنے میں صرف ایک سیکنڈ لگے گا''...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا تو چارلس اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ نورس کا ایک بازو میجر پرمود نے اس کی پشت پر موڑ رکھا تھا جبکہ اس کی گردن بھی اس کی گرفت میں تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر راجر نے مشین گن فرش پر پھینک دی۔

''تم ہماری گرفت سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے''...... چارلس نے میجر پرمود کو گھورتے ہوئے کہا۔

''فی الحال میرا جانے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔ تم دونوں ہاتھ بلند کر کے سامنے والی دیوار کے پاس چلے جاؤ۔ ہری اپ''...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا تو چارلس اور راجر نے ہاتھ اٹھائے اور الٹے قدموں پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ میجر پرمود نورس کو دھکیلتا ہوا آگے بڑھا اور فرش پر پڑے چارلس کے مشین پسٹل کے پاس رکتے ہوئے اس نے نورس کی گردن آزاد کر کے یکدم اسے دھکا دیا اور نورس لڑکھڑاتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس جا رکا۔ میجر پرمود نے

تیزی سے جھک کر مشین پسٹل اٹھایا ہی تھا کہ چارلس اپنی جگہ سے یکدم اچھلا اور میجر پرمود پر آ گرا۔ میجر پرمود کے ہاتھ سے مشین پسٹل گر گیا اور وہ لڑکھڑا گیا۔ اسی لمحے چارلس نے میجر پرمود کے جبڑے پر گھونسا مار دیا لیکن میجر پرمود نے پھرتی سے سر جھکا کر اس کا وار خالی جانے دیا اور اسے کمر سے دبوچ کر ہاتھوں پر اٹھا لیا۔

راجر اور نورس تیزی سے ہاتھ گرا کر میجر پرمود کی طرف لپکے اور میجر پرمود نے چارلس کو گھما کر ان پر اچھال دیا۔ راجر اچھل کر ایک طرف ہٹا اور چارلس، نورس پر جا گرا جبکہ راجر نے میجر پرمود پر جست لگائی اور میجر پرمود کو اپنے بازوؤں میں دبوچ کر فرش پر آ گرا۔ میجر پرمود فرش پر گرتے ہی مچھلی کی طرح تڑپا اور کروٹ لی۔ راجر اس کے سینے سے پھسل کر فرش پر آ گرا اور میجر پرمود نے اس کی طرف مڑتے ہوئے اس کی ناک پر زوردار مکا مار دیا اور راجر اونٹ کی طرح بلبلانے لگا اور اس نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ اتنے میں چارلس اور نورس نے اٹھ کر میجر پرمود پر چھلانگ لگا دی۔ میجر پرمود اچھل کر کھڑا ہوا اور جونہی چارلس اس کے قریب پہنچا اس نے چارلس کے جبڑے پر گھونسا جماتے ہوئے داہنی ٹانگ گھما کر نورس کے سینے میں ٹھوکر مار دی۔

نورس کراہتا ہوا بائیں جانب جا گرا جبکہ چارلس لڑکھڑایا مگر اس نے فوراً ہی سنبھل کر میجر پرمود کے پیٹ میں لات مارنے کی کوشش کی مگر میجر پرمود غافل نہیں تھا۔ اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے

چارلس کی ٹانگ گرفت میں لے کر ایک جھٹکے سے کھینچی تو چارلس فرش پر آ گرا۔ میجر پرمود نے فوراً ہی اس کی پنڈلی پر کھڑی ہتھیلی کا وار کیا اور چارلس کی کربناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ کراٹے کی ضرب نے اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ دی تھی اور وہ فرش پر بے آب مچھلی کی مانند تڑپنے لگا۔

ٹھیک اسی لمحے راجر نے سنبھل کر عقب سے میجر پرمود پر چھلانگ لگائی اور اسے اپنے بازوؤں میں دبوچ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگا لی۔ میجر پرمود کے بازو بھی اس کی گرفت میں آ گئے تھے۔ میجر پرمود نے خود کو راجر کی گرفت سے نکالنے کے لئے زور لگایا لیکن راجر نے اپنے دونوں ہاتھ میجر پرمود کے پیٹ پر سختی سے باندھ رکھے تھے اور اپنے سر سے میجر پرمود کی گردن پر دباؤ ڈال رکھا تھا۔ میجر پرمود کو بے بس دیکھ کر نورس اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑا ہوا اور گھونسا تان کر اس کی طرف جھپٹا مگر جونہی وہ میجر پرمود کے سامنے پہنچا میجر پرمود نے یکدم جھٹکے سے اپنی دونوں ٹانگیں اوپر اٹھائیں اور نورس کے سینے پر جما دیں۔ نورس چیختا ہوا کئی قدم پیچھے جا گرا جبکہ جھٹکا لگنے سے راجر کی گرفت کچھ کمزور پڑ گئی تھی۔ میجر پرمود نے پلٹ کر اس کی ناک پر مکا مارا اور راجر بلبلاتا ہوا پیچھے ہٹا اور اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا جس سے خون بہہ رہا تھا۔

میجر پرمود نے اس کا حشر دیکھنے کی بجائے بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر نورس پر چھلانگ لگا دی جو فرش سے مشین گن اٹھا رہا تھا۔

میجر پرمود اس پر گرا تو وہ منہ کے بل فرش پر لڑھک گیا جبکہ مشین گن اس کی ٹانگوں کے نیچے آ گئی۔ میجر پرمود نے اس کی پشت پر سوار ہو کر اس کے سر کے بال دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے کر اس کا چہرہ فرش سے ٹکرا دیا۔ نورس کے منہ سے کربناک چیخ نکلی اور اس کی ناک خون اگلنے لگی۔ اس نے تڑپ کر پلٹا کھایا اور میجر پرمود اس کی پشت سے لڑھک کر فرش پر آ گرا مگر پھرتی سے کروٹ بدل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نورس نے غضبناک درندے کی طرح غراتے ہوئے فرش سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن میجر پرمود اس وقت سراپا قہر بنا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کی خبر نے اس پر سفاکانہ جنون طاری کر دیا تھا اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔

نورس کو اٹھتے دیکھ کر میجر پرمود نے فوراً ہی جھک کر اس کی گردن دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے دیا۔ دوسرے ہی لمحے کڑک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی نورس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی مانند چیختا ہوا تڑپنے لگا۔ راجر نے اس کا یہ انجام دیکھا تو اپنی ناک کے درد کو بھول کر اس نے پھرتی سے مشین پسٹل پر جست لگائی اور اسی لمحے میجر پرمود اس کی طرف لپکا۔ راجر نے مشین پسٹل اٹھایا اور پلٹ کر میجر پرمود کی طرف سیدھا کیا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اس کے مشین پسٹل والی کلائی پکڑ کر چھت کی طرف بلند کی لیکن راجر کی

انگلی ٹریگر پر دب گئی اور فائر کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ گولی چھت میں لگی اور میجر پرمود نے دوسرے ہاتھ کا گھونسا راجر کے پیٹ میں مار دیا۔

راجر کے حلق سے کراہ نکلی اور پسٹل اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ میجر پرمود نے اس کی کلائی چھوڑے بغیر داہنا گھٹنا اس کی ٹھوڑی پر مارا اور راجر چیختا ہوا سیدھا ہو گیا۔ اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا تھا۔ راجر چیختا ہوا پیچھے ہٹا مگر اس کی کلائی ابھی تک میجر پرمود کے ہاتھ میں تھی۔ میجر پرمود نے فوراً دوسرے ہاتھ سے اس کے بازو پر کھڑی ہتھیلی سے ضرب لگائی اور اس کی کلائی چھوڑ دی۔ راجر ہولناک چیخیں مارتا ہوا لڑکھڑایا اور فرش پر گر گیا۔ میجر پرمود کی ضرب نے اس کے بازو کی ہڈی توڑ ڈالی تھی اور اس کا ہاتھ بے جان لوتھڑے کی مانند لٹکنے لگا تھا۔ چارلس ٹانگ ٹوٹنے کے سبب تڑپتا ہوا بے ہوش ہو چکا تھا۔

میجر پرمود نے تیزی سے مشین پسٹل اٹھا کر جیب میں ٹھونسا اور مشین گن اٹھائی ہی تھی کہ باہر سے سائرن کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کمرے میں ابھرنے والی چیخیں کہیں سن لی گئی تھیں۔ اس خیال کے آتے ہی میجر پرمود نے تیزی سے بڑھ کر دروازے کا بولٹ چڑھایا اور پلٹ کر راجر کے قریب آ گیا جس کے حلق سے اذیت ناک چیخیں نکل رہی تھیں۔

''خاموش ہو جاؤ ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا''...... میجر پرمود نے

مشین گن کی نال اس کے سر سے لگاتے ہوئے کہا تو راجر نے دہشت زدہ ہو کر یکدم اپنے ہونٹ سختی سے بند کر لئے۔ سائرن کے شور میں باہر سے کوئی اور آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد سائرن بند ہو گیا۔

''عمارت میں ولسن کے علاوہ اور کتنے افراد ہیں۔ جلدی بتاؤ''۔ میجر پرمود نے راجر سے پوچھا۔

''دس بارہ''...... راجر نے مشکل سے اپنی چیخیں ضبط کرتے ہوئے کہا۔

''کیا اس کمرے کی آوازیں باہر سنائی دی ہوں گی جبکہ سائرن کی آواز یہاں تک پہنچ گئی ہے''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''نہیں۔ سائرن کی آواز بہت تیز ہے اس لئے سنائی دی ہے ورنہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے''...... راجر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر سائرن کیوں بجایا گیا ہے۔ کیا کوئی خفیہ کیمرہ یہاں نصب ہے''...... میجر پرمود نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہاں کوئی کیمرہ نہیں ہے۔ شاید کسی دوسرے خطرے کے سبب سائرن بجایا گیا ہے''...... راجر نے کہا تو میجر پرمود چونک کر سوچنے لگا کہ دوسرا خطرہ کس قسم کا اور کس طرف سے پیدا ہوا ہے۔

میجر پرمود، راجر سے اس عمارت کے بارے میں پوچھنے لگا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آ گیا کہ راجر نے اس پر مشین پسٹل سے

فائر کرنے کی کوشش کی تھی مگر میجر پرمود نے عین اسی لمحے راجر کا مشین پسٹل والا ہاتھ بلند کر دیا تھا اور گولی چھت سے ٹکرائی تھی۔ اس فائر کی آواز پر باہر سے ردعمل ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اگر سائرن کی آواز کمرے میں پہنچ سکتی تھی تو فائر کی آواز کیوں باہر نہیں جا سکتی تھی۔ میجر پرمود نے یہی سوال راجر سے پوچھا تھا لیکن وہ اس کا جواب نہ دے سکا تھا۔ تب میجر پرمود نے اسے اٹھنے کا حکم دیا اور وہ فرش سے کھڑا ہو گیا۔

”میرے آگے آگے باہر چلو۔ مجھے تمہارے چیف کے کمرے میں پہنچنا ہے“...... میجر پرمود نے اس کی پشت سے مشین گن لگاتے ہوئے کہا تو راجر خاموشی سے دروازے کی طرف چل دیا۔ قریب پہنچ کر راجر نے ایک ہاتھ بلند کر کے بولٹ گرایا اور اسی لمحے میجر پرمود کی چھٹی حس پھڑکنے لگی۔ راجر نے بولٹ گرا کر دروازہ کھولا مگر دوسرے ہی لمحے باہر سے کسی نے گولیوں کی بوچھاڑ کی اور فائرنگ کے شور سے عمارت لرزنے لگی۔

مارشل ڈربن نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور دیوار پر نصب اس سکرین پر دوبارہ نظریں جما دیں جس پر عمارت کا عقبی منظر روشن تھا۔ اس منظر میں عمارت کی عقبی دیوار ایک سرے سے دوسرے سرے تک دکھائی دے ہی تھی۔ اس میں دیوار کے سامنے کی جانب چند فٹ تک کا منظر بھی شامل تھا جبکہ دیوار کے پاس دو گارڈز زمین پر آڑے ترچھے پڑے تھے۔ مارشل ڈربن نے کنٹرول پینل پر نصب ایک بٹن پریس کیا اور ایک ناب کو گھمانے لگا۔ سکرین کا منظر سمٹ کر قریب آنے لگا۔ پھر کلوز اپ میں دونوں محافظ دکھائی دیئے تو مارشل ڈربن بے اختیار اچھل پڑا۔ دونوں گارڈز کے جسم ساکت تھے۔ ایک کی کنپٹی سے خون نکل رہا تھا اور دوسرے کے سر سے۔ اسی لمحے کمرے میں بیل کی آواز گونجی۔ مارشل ڈربن نے تیزی سے دروازے کے اوپر لگی ہوئی سکرین کی طرف دیکھا۔ اس میں

دروازے کے باہر کھڑا ولسن دکھائی دے رہا تھا۔

"کم ان ولسن"...... مارشل ڈربن نے ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ولسن کمرے میں داخل ہوا۔

"یس چیف۔ حکم فرمائیں"...... ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمارت کے عقب کا منظر دیکھو ولسن"...... مارشل ڈربن نے سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ولسن نے پلٹ کر سکرین کی طرف دیکھا۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ تو گارڈز ہیں"...... ولسن نے دونوں گارڈز کی لاشیں دیکھ کر حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی معلوم ہے کہ یہ گارڈز ہیں لیکن انہیں کس نے ہلاک کیا ہے"...... مارشل ڈربن نے سر جھٹک کر غصے سے کہا۔

"مم۔ معلوم نہیں چیف"...... ولسن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عقب میں کیا دوسرے گارڈز نہیں ہیں کہ انہوں نے ان کی خبر نہیں لی ہے"...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ عقب میں یہی دو تھے جبکہ دونوں سائیڈ پر ایک ایک گارڈ تھا۔ مارکوس نے ان کی ڈیوٹی لگائی تھی لیکن خطرہ ٹل جانے کا اعلان ہونے پر گارڈز اپنی اپنی ضروریات پوری کرنے عمارت میں آ گئے تھے۔ شاید عمارت کے پہلو میں ڈیوٹی دینے والے گارڈز ابھی اپنی جگہوں پر واپس نہیں گئے"...... ولسن نے سنبھل کر جواب دیا۔

"اوہ۔ دو گھنٹے بعد بھی گارڈز ڈیوٹی پر نہیں پہنچے۔ کہاں ہے مارکوس۔ اسے میرے پاس بھیجو اور خطرے کا سائرن بجا دو تا کہ سب لوگ چوکنے ہو جائیں اور اپنی اپنی ڈیوٹی پر موجود رہیں"...... مارشل ڈربن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ولسن تیزی سے پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند ہونے پر مارشل ڈربن نے ایک سگار سلگایا اور سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے گارڈز کی ہلاکت کے بارے میں سوچنے لگا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی اور مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔ مارشل ڈربن سپیکنگ"...... مارشل ڈربن نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"ڈگلس بات کر رہا ہوں چیف۔ سپیشل کیج آج رات مکمل ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"گڈ۔ کیا میری ہدایت کے مطابق بنایا جا رہا ہے"...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

"یس چیف۔ میں خود یہاں موجود ہوں اور پنجرے کی نگرانی کر رہا ہوں"...... ڈگلس نے جواب دیا۔

"آل رائٹ۔ رات کو جس وقت بھی کیج مکمل ہو یہاں فوراً بھجوا دینا۔ میں کل صبح ناشتہ کرنے سے پہلے میجر پرمود کو اس میں بند کرنا چاہتا ہوں۔ کل سال کا پہلا دن ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سال نو کا آغاز اپنے انتقام سے کروں۔ دیٹس آل"...... مارشل ڈربن نے

ہنستے ہوئے کہا۔ ڈگلس کو ہدایت کرنے کے بعد اس نے فون کا رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ بیل بجی اور اس نے سکرین پر دروازے کے باہر کھڑے مارکوس کو دیکھتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''کم ان''...... مارشل ڈربن نے کہا تو مارکوس اندر داخل ہو گیا۔

''یس چیف''...... مارکوس نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مارکوس۔ یہ عمارت کے عقب میں پڑی دو محافظوں کی لاشیں کیا ظاہر کر رہی ہیں''...... مارشل ڈربن نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے چیف''...... مارکوس نے سکرین کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ یہ بھی میں بتاؤں۔ سیکورٹی کی ذمہ داری تمہاری ہے یا میری''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس سر۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں جا کر''...... مارکوس نے بوکھلا کر کہا۔

''دوسرے گارڈز اپنی ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔ کیا تم نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ گارڈز کہاں ہیں''...... مارشل ڈربن نے پوچھا۔

''نو سر۔ لیکن میں نے گارڈز کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپس اپنی ڈیوٹی پر پہنچیں''...... مارکوس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''جاؤ دیکھو کیا معاملہ ہے۔ میں بعد میں تم سے نمٹوں گا''۔ مارشل ڈربن نے چلاتے ہوئے کہا تو مارکوس بوکھلاہٹ زدہ انداز میں پلٹا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ مارکوس برآمدے سے باہر نکل کر دو گارڈز کے ساتھ تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ ٹھیک اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... مارشل ڈربن نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ولسن بول رہا ہوں چیف۔ لاک اپ میں میجر پرمود نے ہنگامہ کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے دو آدمی ختم کر دیئے ہیں''۔ دوسری طرف سے ولسن نے کہا۔

''اوہ۔ کیا اس نے بندھے ہاتھوں کے باوجود دو آدمی مار ڈالے ہیں''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''معلوم نہیں سر۔ آپ نے جب مجھے طلب کیا تو میں نے چارلس کو ہدایت کی تھی کہ میجر پرمود کے پاؤں زنجیروں میں جکڑ دے لیکن اب سائرن بجانے کے بعد میں نے لاک اپ کو سکرین پر چیک کیا تو دروازہ بند تھا اور اندر چارلس اور نورس کی لاشیں پڑی تھیں جبکہ راجر فرش پر بیٹھا تھا۔ غالباً اس کا بازو ٹوٹا ہوا تھا جو لٹک رہا تھا اور راجر اسے ایک ہاتھ سے پکڑے میجر پرمود سے بات کر رہا تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور اس نے مشین گن کی نال راجر کے سر سے لگا رکھی تھی۔ راجر کی ناک بھی زخمی تھی اور منہ پر

خون پھیلا ہوا تھا''...... ولسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو مارشل ڈربن کے جبڑے غصے کی شدت سے بھینچ گئے۔

''چیف۔ میجر پرمود کے ساتھ اب کیا سلوک کیا جائے۔ میں نے بہتر سمجھا کہ اس کے خلاف ایکشن لینے سے پہلے آپ کو اطلاع دے کر ہدایات لے لوں کیونکہ راجر اس کی گرفت میں ہے۔ کہیں میجر پرمود اسے بھی ختم کر کے باہر نہ نکل آئے''...... ولسن نے ایک لمحہ بعد دوبارہ پوچھا۔

''فوراً وہاں پہنچو ولسن''...... مارشل ڈربن نے چیختے ہوئے کہا اور ولسن کو مزید ہدایات دینے لگا۔

سائرن بجتے ہی عمران اور اس کے ساتھی عمارت کی عقبی دیوار کی آڑ میں ہو گئے اور عمران کے اشارے پر انہوں نے اپنے ہتھیاروں کو ایکشن کے لئے سیدھا کر لیا تھا۔ عمران نے تنویر اور صفدر کو عمارت کے دوسرے پہلو پر نظر رکھنے کی ہدایت کی۔ اسی لمحے سائرن بند ہو گیا۔

''اب مزید رکنے اور چھپنے کا وقت نہیں ہے۔ ادھر سے کوئی عقب کی طرف آئے تو بھون ڈالنا۔ سائرن کی آواز دور تک گئی ہو گی اور شاید ادھر ادھر سے بھی محافظ اس طرف متوجہ ہو جائیں''۔ عمران نے کہا اور پھر دیوار کی آڑ سے عمارت کے پہلو کی طرف بڑھنے لگا۔ اس پہلو پر چٹانوں کا سلسلہ عمارت سے تقریباً پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر تھا۔ عمارت کے پہلو سے آگے کمپاؤنڈ کی دیوار کم از کم بیس گز لمبی تھی اور اس کی بلندی بھی آٹھ فٹ سے کم نہ تھی۔

سائرن اگرچہ بند ہو گیا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ جلد ہی کوئی نہ کوئی عقب کی خبر لینے ضرور آئے گا۔ جولیا، خاور اور نعمانی اس کے پیچھے دیوار سے پشت ٹکائے سامنے والی چٹانوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اب ریوالوروں کی بجائے مشین گنیں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھیں۔ دفعتاً دوڑتے قدموں کی تیز آوازیں سن کر عمران نے دیوار کی آڑ سے فرنٹ کی طرف دیکھا تو عمارت کے گیٹ کی جانب سے ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن لئے جنوبی چٹانوں کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ شاید اس کی ڈیوٹی اس جانب تھی۔ چٹان کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا اور عمران نے تیزی سے چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔ وہ محافظ وہاں سے انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ البتہ اگر وہ عقبی دیوار کی آڑ سے نکلتے تو محافظ کی ان پر نظر پڑ سکتی تھی۔

’’کیا ہوا‘‘...... عمران کے پیچھے کھڑی جولیا نے پوچھا۔

’’اس جانب کی چٹانوں کے پاس ڈیوٹی دینے والا گارڈ آ گیا ہے جس کے بارے میں ہارڈی نے بتایا تھا‘‘...... عمران نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ اس محافظ کی موجودگی کے سبب وہ عمارت کے فرنٹ کی طرف نہیں بڑھ سکتے تھے چنانچہ عمران نے اسے نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا جس کے نتیجے میں محافظ کوئی آواز نکالے بغیر اپنی جگہ ڈھیر ہو گیا۔ بے آواز گولی نے اس کا بھیجہ اڑا دیا تھا۔ ٹھیک اسی لمحے عمارت کے فرنٹ کی جانب سے تین افراد نمودار ہو کر عمارت کے

پہلو کی جانب بڑھے تو عمران نے تیزی سے چہرہ پیچھے ہٹا لیا لیکن وہ ایک ہی نگاہ میں ان تینوں کا جائزہ لے چکا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور باقی دو کے پاس مشین گنیں تھیں۔ مشین پسٹل والا شخص سب سے آگے تھا۔

’’ہوشیار رہو۔ تین محافظ اس طرف آ رہے ہیں‘‘...... عمران نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور مشین گن سنبھال لی۔

’’اوہ۔ لیرک کو کیا ہوا ہے‘‘...... دفعتاً فرنٹ کی جانب سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’مارکوس۔ شاید وہ بے ہوش پڑا ہے‘‘...... دوسری آواز نے کہا اور ساتھ ہی دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔ عمران نے ان تینوں کی طرف دیکھا تو وہ محافظ کی لاش کے قریب پہنچ چکے تھے۔ عمران نے تیزی سے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا اور بولٹ کھینچ ڈالا۔ دوسرے ہی لمحے گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے فضا گونج اٹھی اور وہ تینوں چیختے ہوئے گر گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران آڑ سے نکل کر عمارت کے پہلو میں دیوار کے ساتھ ساتھ تیزی سے دوڑنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور اسی لمحے سائرن ایک مرتبہ پھر خوفناک انداز میں چنگھاڑنے لگا۔

عمران نے قدم نہ روکے اور وہ سامنے دیکھتا ہوا کمپاؤنڈ کی دیوار کے وسط میں پہنچا ہی تھا کہ فرنٹ کی طرف سے دو محافظ دوڑتے ہوئے ان کی جانب مڑے مگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر

وہ جھٹکے سے رک گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ محافظ ان کی طرف گنیں سیدھی کرتے عمران کی مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ اسی لمحے سائرن خاموش ہو گیا۔ ساحلی چٹانوں کی طرف سے چار مسلح محافظ عمارت کی طرف دوڑ کر آتے دکھائی دیئے تو عمران فوراً دیوار سے لگ گیا۔ اس کے ساتھی بھی رک گئے تھے۔ ساحل کی طرف سے آنے والے محافظ ایک دوسرے سے مختلف فاصلوں پر تھے مگر سب کا رخ کمپاؤنڈ کے گیٹ کی جانب ہی تھا۔ عمران نے انہیں نشانہ بنانے کے لئے دیوار کی آڑ سے دوبارہ ان کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عمارت کے اندر سے فائرنگ کا شور بلند ہوا اور عمران نے بے اختیار چونکتے ہوئے چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔

''اوہ۔ اندر بھی کوئی ہنگامہ شروع ہو گیا ہے عمران صاحب''۔ صفدر نے چونکتے ہوئے عمران سے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تیزی سے اندازہ لگانے میں مصروف تھا کہ عمارت کے اندر مشین گن سے کس نے فائرنگ کی ہے۔ دوڑنے والوں کے قدموں کی آہٹیں کافی قریب آ گئی تھیں۔ عمران نے سر جھٹکا اور دوبارہ دیوار کی آڑ سے ان کی طرف دیکھا تو وہ گیٹ سے دس بارہ قدم کے فاصلے پر تھے۔ تب اس نے یکدم آڑ سے نکل کر ان چاروں محافظوں پر فائر کھول دیا۔ تین افراد فوراً زمین بوس ہو گئے جبکہ ان سے کچھ دور موجود چوتھے محافظ نے عمران پر فائر کر دیا۔ تڑتڑاتی گولیاں

عمران کی طرف لپکیں مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے دیوار کی آڑ لے چکا تھا جس کے نتیجے میں گولیاں اس کے سامنے سے گزرتی چلی گئیں۔ عمران نے جلدی سے محافظ پر فائر کھول دیا جو گیٹ کی طرف دوڑنے لگا تھا مگر گولیاں اسے راستے میں ہی چاٹ گئیں اور وہ بھیانک چیخ کے ساتھ تڑپتا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔ ابھی تک گیٹ سے مزید کوئی گارڈ باہر نہ آیا تھا۔ چنانچہ عمران اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتا ہوا دیوار کی آڑ سے نکلا اور احاطے کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

میجر پرمود کی چھٹی حس کام کر گئی اور وہ تیزی سے راجر کے پیچھے سے ہٹ کر دروازے کی آڑ میں ہو گیا جس کے نتیجے میں باہر سے آنے والی گولیوں کی باڑ نے راجر کا جسم چھلنی کر ڈالا اور وہ بدن میں بیسیوں سوراخ لئے فرش پر آ گرا تھا۔ میجر پرمود نے فوراً ہی گن کا رخ دروازے سے باہر کی جانب کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ باہر سے چیخ ابھری اور ایک آدمی تڑپتا ہوا دروازے میں آ گرا۔ میجر پرمود نے دروازے کی آڑ سے نکل کر دیکھا تو باہر اور کوئی نہ تھا اور مرنے والا ولسن تھا۔ راہداری بھی خالی تھی اور برآمدے میں ڈیوٹی دینے والا گارڈ بھی غائب تھا۔ چنانچہ میجر پرمود باہر نکلا اور مشین گن سیدھی کر کے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا کہ اچانک باہر سے مشین گن چلنے کی آواز ابھری اور وہ چونکتے ہوئے رک گیا۔ اس کے ذہن میں بے

اختیار سوال ابھرا کہ باہر کیوں فائرنگ ہو رہی ہے۔ کس پر گولیاں برسائی جا رہی ہیں۔ اسی لمحے دوبارہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور میجر پرمود کو فائرنگ کی آواز سے اندازہ ہوا کہ فائرنگ عمارت کے کمپاؤنڈ کے باہر ہوئی ہے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ برآمدے میں پہنچ کر اس نے کمپاؤنڈ کی طرف دیکھا تو احاطے کا گیٹ نصف کھلا ہوا تھا لیکن اندر یا باہر کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ یقیناً محافظ باہر کسی سے برسرپیکار تھے۔ یہ اندازہ کرتے ہوئے وہ سیدھا دوسری راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں مارشل ڈربن کا کمرہ تھا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ اس فائرنگ کے ردعمل میں کوئی شخص اس کی طرف نہیں آیا تھا۔ شاید عمارت کے اندر کوئی گارڈ موجود نہیں تھا۔ اسے خیال آیا کہ کہیں مارشل ڈربن بھی اپنے کمرے سے غائب نہ ہو چکا ہو۔

یہ خدشہ ذہن میں آتے ہی میجر پرمود تیزی سے چلتا ہوا مارشل ڈربن کے کمرے کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ پھر اس نے دروازے کی سائیڈ میں دیوار پر نصب بٹن دبانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ یکدم دروازہ کھلتا چلا گیا۔ شاید اسے اندر سے کھولا گیا تھا۔ میجر پرمود اس بات پر غور کئے بغیر ہی کمرے میں گھس گیا۔ سامنے ایک بڑی میز کے عقب میں ریوالونگ چیئر پر مارشل ڈربن بیٹھا تھا جس کی نقاب سے جھانکتی نگاہیں میجر پرمود پر مرکوز تھیں۔ میجر پرمود نے فوراً ہی

مشین گن مارشل ڈربن پر تان لی تھی۔ مارشل ڈربن نے کوئی حرکت نہ کی۔ اس کی قہر آلود نگاہیں میجر پرمود پر مرکوز تھیں۔

"ہاتھ بلند کر لو مارشل ڈربن ورنہ چھلنی کر دوں گا"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں ہاتھ بلند کر لوں تب بھی تم اس کمرے سے زندہ باہر نہ جا سکو گے"...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ میں جانتا ہوں اس عمارت میں تمہارا کوئی آدمی موجود نہیں ہے جو مجھے روک سکے اور تم نے اگر اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت کی تو جہنم میں پہنچ جاؤ گے"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے میجر۔ تمہارے ہاتھ میں ایک مشین گن ہے لیکن تمہارے سر پر موت کا فرشتہ تمہیں دبوچنے کے لئے میرے اشارے کا منتظر ہے۔ تم بے بس ہو چکے ہو"...... مارشل ڈربن نے طنزیہ نگاہوں سے میجر پرمود کو گھورتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھ یکدم بلند کر لئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میجر پرمود کے ہاتھوں سے مشین گن جھٹکے سے نکل گئی۔ اس نے تیزی سے اوپر دیکھا تو چھت میں ایک آہنی راڈ داخل ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے نچلے سرے پر ایک گول دھاتی پلیٹ نصب تھی اور میجر پرمود کی مشین گن اس پلیٹ سے چپکی ہوئی تھی اور شاید اسی مقصد کے لئے چھت میں میکنزم نصب کیا گیا تھا۔

میجر پرمود نے صرف ایک لمحہ کے لئے اوپر دیکھا تو مارشل ڈربن نے پھرتی سے ہاتھ نیچے کر کے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ میجر پرمود نے تیزی سے اپنا مشین پسٹل نکالنے کے لئے ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اچانک چھت سے ایک شیشے کی دیوار انتہائی تیزی سے فرش پر آئی جو میجر پرمود اور مارشل ڈربن کی میز کے درمیان حائل ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے مارشل ڈربن میز سمیت شیشے کے کیبن میں محفوظ ہو چکا ہو۔ تب میجر پرمود نے مشین پسٹل نکالنے سے ہاتھ روک لیا۔

"دیکھا میجر۔ تم سمجھ رہے تھے کہ میں تنہا اور بے بس ہوں۔ بلٹ پروف شیشے کی اس دیوار پر گولی تو کیا ہینڈ گرنیڈ بھی اثر نہیں کرے گا۔ یقین نہ آئے تو فائر کر کے دیکھ لو"...... مارشل ڈربن نے ہنستے ہوئے میجر پرمود سے کہا۔

"تم پھر بھی میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے مارشل ڈربن۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا انتقام لئے بغیر تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ یہ شیشے کی دیوار میرے ارادے اور عزم سے زیادہ مضبوط نہیں ہو سکتی"...... میجر پرمود نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ انتقام۔ اتنے ذہین ایجنٹ ہونے کے باوجود تمہیں اتنی عقل نہیں ہے کہ ایک بین الاقوامی تنظیم کا سربراہ اپنی حفاظت سے کبھی غافل نہیں رہتا اور اپنے بچاؤ کے ساتھ ساتھ دشمن کو زیر

کرنے کے بھی ایسے انتظامات رکھتا ہے جس کا مظاہرہ تم نے دیکھ ہی لیا ہے اس لئے میں نے دروازہ کھولنے کا بٹن پریس کر کے تمہیں اندر بلا لیا تھا۔ باقی رہی انتقام کی بات تو پہلے مجھے تم سے اپنے بھائی اور اس کی بیوی کا انتقام لینا ہے۔ یہ میرا ذاتی انتقام ہے۔ تمہارے لئے سپیشل کیج تیار ہو چکا ہے جو صبح سے پہلے ہی یہاں پہنچ جائے گا اور میں نئے سال کا آغاز تمہیں اس پنجرے میں قید کر کے کروں گا'' ..... مارشل ڈربن نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

''بکو مت۔ پنجرہ آنے سے پہلے ہی میں تمہیں جہنم واصل کر دوں گا'' ..... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ فائر کرو گے۔ ٹھیک ہے شوق سے کرو'' ..... مارشل ڈربن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود کے جبڑے بھنچ گئے اور اس نے پسٹل کا رخ مارشل ڈربن کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ حسب توقع گولی شیشے کی دیوار سے ٹکرائی اور ہلکی سی خراش ڈالے بغیر چپٹی ہو کر فرش پر آ گری۔

''دوبارہ فائر کرو۔ شاید کامیاب ہو جاؤ'' ..... مارشل ڈربن نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن میجر پرمود نے یکدم پسٹل کا رخ چھت کی طرف کر کے مقناطیسی پلیٹ پر فائر کر دیا۔ گولی پلیٹ سے ٹکرائی اور مشین گن پلیٹ سے جدا ہو کر نیچے فرش پر آ گری۔ میجر پرمود نے

تیزی سے جھک کر گن اٹھا لی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے گن کو لاٹھی کی مانند گھما کر شیشے کی دیوار پر پوری قوت سے دے مارا جس کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا اور شیشے کی دیوار کا چار پانچ فٹ حصہ ٹوٹ کر فرش پر بکھر گیا۔ میجر پرمود نے فوراً ہی گن سیدھی کر کے مارشل ڈربن پر تان لی۔

''خبردار۔ کھڑے ہو جاؤ'' ..... میجر پرمود نے گرجتے ہوئے کہا اور ٹھیک اسی لمحے اس کے عقب میں دروازہ کھلا اور اس سے پہلے کہ میجر پرمود کوئی حرکت کرتا اس کی پشت سے مشین گن کی نال لگ گئی۔

گیٹ نصف کھلا تھا اور اس کا ایک پٹ بند تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی اسی بند حصے کے قریب پہنچے تو عمران نے رکتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بھی رکنے کا اشارہ کیا اور چہرہ آگے کر کے احاطے میں جھانکا۔ ٹھیک اسی لمحے اندر سے فائرنگ کی آواز سنائی دی لیکن احاطے میں کوئی نہ تھا۔ فائرنگ کی آواز عمارت کے اندر سے ابھری تھی۔

''جولیا۔ اندر بھی گڑبڑ ہے۔ تم فی الحال واپس جاؤ اور نکڑ پر جا کر چھپ جاؤ۔ ضرورت پڑی تو میں تمہیں سگنل دوں گا اور تم اندر آ جانا''...... عمران نے کہا۔ نعمانی بھی فوراً گیٹ کے سامنے سے ہو کر سیدھا بڑھتا ہوا کمپاؤنڈ کی نکڑ پر جا پہنچا تھا اور دیوار کی آڑ میں چھپ گیا تھا۔ جولیا بھی پلٹ کر دوسری طرف مڑ گئی۔

برآمدے میں داخل ہوتے وقت وہ بے حد محتاط تھے۔ عمران نے برآمدے میں رک کر دائیں بائیں کی راہداری کا جائزہ لیا تو وہ چونک پڑا۔ دائیں جانب کی راہداری میں آخری کمرے کے

دروازے میں کوئی شخص گرا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگیں دروازے میں اور دھڑ راہداری کے فرش پر تھا۔ البتہ بائیں جانب کی راہداری میں کوئی نہ تھا جس میں اس نے کچھ دیر پہلے کسی کو داخل ہوتے دیکھا تھا۔

''تم دونوں ادھر چیک کرو۔ ہوشیاری سے''...... عمران نے خاور اور صفدر سے کہا تو وہ دونوں مشین گنیں تان کر دائیں جانب کی راہداری میں مڑ گئے جبکہ عمران، تنویر کے ہمراہ بائیں جانب بڑھنے لگا۔ اس راہداری میں بھی چار کمرے تھے لیکن سب کے دروازے بند تھے۔ پہلے کمرے کے دروازے پر رک کر عمران نے آہستہ سے ہینڈل گھمایا تو وہ لاک نہیں تھا۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو اس کمرے میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ کمرے میں فرش پر قالین بچھا تھا جس پر سونے کے لئے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھ فوم کے گدے بچھے ہوئے تھے جبکہ ہر گدے کے سرہانے دیوار میں ایک الماری تھی۔

عمران کمرے کا جائزہ لے کر آگے بڑھا۔ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا تو اس میں بھی کوئی موجود نہ تھا۔ پھر وہ تیسرے کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے اندر دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ کمرے میں سامنے والی دیوار کے پاس ایک نقاب پوش کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ دروازے سے دو قدم آگے ایک مسلح شخص کھڑا اس نقاب پوش کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس نے نقاب پوش پر مشین گن تان رکھی تھی۔ مسلح شخص اور نقاب پوش کے آگے رکھی میز کے

درمیان شیشے کی ایک دیوار حائل تھی جس کے درمیان کا حصہ ٹوٹا ہوا تھا۔ میز کے پیچھے بیٹھا نقاب پوش قہر انگیز نظروں سے مسلح شخص کو گھور رہا تھا۔ عمران کے اندازے کے مطابق وہ نقاب پوش ریڈ سٹارم کا چیف مارشل ڈربن تھا جو گزشتہ رات اپنے شہری ہیڈکوارٹر سے جان بچا کر بھاگ نکلا تھا۔

''خبردار۔ کھڑے ہو جاؤ''...... اسی لمحے اندر کھڑے مسلح شخص نے کرخت آواز میں کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ مارشل ڈربن اس کے حکم کی تعمیل کرتا عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کمرے میں داخل ہو کر آگے کھڑے شخص کی پشت سے گن لگا دی۔

''تم بھی آرام سے کھڑے رہو ورنہ پشت میں سوراخ کر ڈالوں گا''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ آدمی اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تم کون ہو''...... مارشل ڈربن نے چونکتے ہوئے عمران سے پوچھا کیونکہ اس نے بھی چہرے پر نقاب چڑھا رکھا تھا۔

''ہارڈی ہوں چیف۔ مجھے مارکوس نے اندر ڈیوٹی دینے کے لئے بھیجا تھا''...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے تنویر بھی اندر آ گیا۔ اس نے تیزی سے بائیں جانب رک کر مارشل ڈربن پر گن تان لی۔

''ہارڈی۔ کیا یہ دوسرا آدمی بھی گارڈ ہے''...... مارشل ڈربن نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس سر۔ تم چیف کی حفاظت کے لئے چیف کے بائیں جانب

پہرہ دو''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور مارشل ڈربن کے بائیں جانب پہنچ گیا۔ اس طرف بھی شیشے کی دیوار تھی۔

''میجر پرمود۔ دیکھا میرے ساتھیوں نے ایک بار پھر تمہیں بے بس کر دیا ہے۔ گن پھینک کر ہاتھ اٹھا لو''...... مارشل ڈربن نے عمران کے آگے کھڑے شخص سے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ تنویر بھی بے اختیار اچھل پڑا تھا۔

''لو۔ گئی بھینس کیچڑ میں۔ بقول کنفیوشس، ہوئے ہم جن کے لئے برباد''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہارڈی۔ اگر میجر پرمود تین سیکنڈ تک ہتھیار نہ پھینکے تو فائر کر دینا''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''پھینک دو گن۔ میں اسے زندہ پکڑنا چاہتا ہوں''...... عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا تو میجر پرمود نے اپنی گن پھینک دی۔ تب مارشل ڈربن نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو اس کے گرد موجود شیشے کی دیوار ہٹ گئی۔ عمران نے فوراً میجر پرمود کی پشت سے گن ہٹا لی اور مارشل ڈربن پر تان لی۔ مارشل ڈربن کی نقاب سے جھانکتی آنکھوں میں حیرت تھی۔

''ہارڈی''...... مارشل ڈربن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہارڈی گیا بھاڑ میں''...... عمران نے تنویر کو اشارہ کرتے ہوئے

کہا تو تنویر نے تیزی سے بڑھ کر مارشل ڈربن کے سر سے مشین گن کی نال لگا دی۔ اسی لمحے میجر پرمود نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''کیا۔ کیا تم ہارڈی نہیں ہو''...... مارشل ڈربن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں مارشل ڈربن۔ ہارڈی ہوتا تو اندر آتے ہی ان کے ساتھ انتہائی ہارڈ سلوک کرتا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مارشل ڈربن۔ کھڑے ہو جائیے۔ اس بار تم نے کسی بٹن کو پریس کرنے کی کوشش کی تو ہم تینوں کی گولیاں تمہارے جسم میں اتر جائیں گی''...... میجر پرمود نے مشین پسٹل کا رخ مارشل ڈربن کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا یہ تمہارے ساتھی ہیں''...... مارشل ڈربن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ وہی ہیں جن کے بارے میں تم نے انتہائی فخر سے مجھے بتایا تھا کہ تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''کیا۔ اس مرتبہ مارشل ڈربن حیرت کی شدت سے اس طرح اچھل پڑا جیسے اسے بجلی کا جھٹکا لگا ہو۔

''ہاں۔ یہ عمران اور اس کا ساتھی ہے''...... میجر پرمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مگر براؤن نے تو ان کی لانچ کو غرق کر دیا تھا''۔ مارشل ڈربن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ خوشخبری میں نے ہی تمہیں سنائی تھی مارشل ڈربن کیونکہ براؤن میری گرفت میں تھا''...... عمران نے براؤن کی آواز میں کہا تو مارشل ڈربن بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تم نے اس کی آواز میں فون پر مجھ سے بات کی تھی''۔ مارشل ڈربن نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا اور پھر یکدم اپنے داہنے پاؤں سے میز کے نیچے کسی چیز کو ٹھوکر مار دی۔ دوسرے ہی لمحے کمرے میں ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اندھیرا پھیل گیا۔ تنویر نے فوراً ہی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ دھماکے کی بازگشت میں مدغم ہو گئی اور کرسی دیوار سے ٹکرانے کی آواز ابھری۔ میجر پرمود اور عمران فوراً میز کی طرف دوڑے۔ وہ لمبی میز کے دائیں بائیں پہنچے ہی تھے کہ کوئی چیز دروازے سے ٹکرانے کی آواز ابھری۔ انہوں نے تیزی سے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا مگر اندھیرا صرف اندر ہی نہیں باہر بھی تھا اس لئے کچھ نہ دکھائی دے رہا تھا۔ تب عمران نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر دروازے کی طرف گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گولیاں دروازے سے باہر سامنے والی دیوار سے ٹکرائیں اور چنگاریاں پیدا ہوئیں۔ ان چنگاریوں کی روشنی میں دروازے کے اندر اور باہر کوئی ذی روح نظر نہ آیا تو عمران اور میجر پرمود نے بیک وقت دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔

جولیا کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور وہ پوری طرح چوکنا تھی۔ اس کی نقاب سے جھانکتی آنکھیں بیک وقت ساحل کی طرف جانے والے راستے اور بائیں جانب کی چٹانوں کی نگرانی کر رہی تھیں۔ وہ عمران کی ہدایت کے مطابق عمارت کے بائیں پہلو پر کمپاؤنڈ کی نکڑ کے پاس کھڑی تھی۔ چند سیکنڈ کے وقفہ سے وہ دیوار کی آڑ سے سر نکال کر کمپاؤنڈ کے گیٹ کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ عمران اور اس کے تین ساتھیوں کے اندر جانے کے بعد ابھی تک نہ کوئی گیٹ سے باہر نکلا تھا اور نہ اندر گیا تھا جبکہ گیٹ کے سامنے کی جانب محافظوں کی لاشیں پتھریلی زمین پر پڑی تھیں۔ جولیا کبھی کبھار پلٹ کر عقب کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ اسے اپنے ساتھیوں کی فکر تھی کیونکہ انہیں عمارت کے اندر گئے تین چار منٹ ہو چکے تھے لیکن ابھی تک اندر سے کسی ہنگامے یا فائرنگ کا شور بلند نہیں ہوا تھا۔

مزید ایک منٹ انتظار کرنے کے بعد اچانک عمارت کے اندر سے کسی دھماکے کی ہلکی سی آواز آئی تو جولیا چونکی ہی تھی کہ مشین گن چلنے کی آواز سنائی دی۔ تب وہ یکدم مستعد ہو گئی۔ شاید اس کے ساتھیوں کا اندر کسی سے ٹکراؤ ہو گیا تھا۔ اس نے آڑ سے سر نکال کر گیٹ کی طرف دیکھا اور اسی لمحے کمپاؤنڈ کے دوسرے پہلو پر کھڑے نعمانی نے گیٹ کی طرف دیکھا مگر وہاں کچھ نہیں تھا۔ جولیا نے چہرہ پیچھے ہٹایا اور سوچنے لگی کہ عمارت کے اندر کی کیا صورت حال ہو گی۔ ٹھیک اسی لمحے اسے عقب میں کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے لٹو کی مانند گھوم گئی۔ اس سے صرف چار پانچ قدم کے فاصلے پر ایک نقاب پوش زمین سے اٹھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر جولیا بے اختیار چونکی اور اس نے فوراً ہی قدم بڑھا کر اس نقاب پوش پر مشین گن تان لی۔ یقیناً وہ اندر سے دیوار پھلانگ کر باہر کودا تھا۔

''خبردار۔ اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا ورنہ میں فائر کر دوں گی''...... جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو نقاب پوش تیزی سے اس کی طرف پلٹا مگر جولیا کے ہاتھوں میں مشین گن دیکھ کر وہ یکدم اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔

''اوہ۔ تم۔ تم بھی عمران کی ساتھی ہو''...... نقاب پوش نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''نہیں۔ تم ہاتھ بلند کر لو ورنہ میں فائر کرنے لگی ہوں''...... جولیا

نے غراتے ہوئے کہا تو نقاب پوش نے خونخوار آنکھوں سے جولیا کو گھورتے ہوئے ہاتھ بلند کر لئے۔ جولیا کی نگاہیں ایک لمحے کے لئے اس کے ہاتھوں کی طرف اٹھیں اور اسی لمحے نقاب پوش نے ایک پاؤں اٹھا کر اس کی گن پر ٹھوکر مار دی۔ جولیا کے ہاتھ سے مشین گن چھوٹ کر زمین پر گری مگر اس نے فوراً ہی نقاب پوش پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ نقاب پوش ریڈ سٹارم کا چیف مارشل ڈربن ہے اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفت سے نکل کر فرار ہونے کے لئے گیٹ کی طرف سے باہر جانے کی بجائے دیوار پھلانگی تھی۔ نقاب پوش لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جولیا نے اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مار دی اور وہ سنبھلنے سے پہلے ہی پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تمہاری گردن توڑ ڈالوں گا"...... نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا اور جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا لڑکھڑاتی ہوئی پشت کے بل زمین پر آ گری۔ نقاب پوش اس کے اوپر گرا تھا مگر جولیا نے فوراً ہی سر اٹھا کر اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ نقاب پوش کراہتا ہوا اس کے اوپر سے بائیں جانب لڑھک گیا۔ جولیا نے پھرتی سے اٹھتے ہوئے اس کے چہرے پر مکا مارا مگر نقاب پوش نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتھ کا گھونسا جولیا کے جبڑے پر مار دیا۔ جولیا کراہتی ہوئی دوسری طرف کروٹ بدل گئی

اور نقاب پوش اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ٹھیک اسی لمحے کمپاؤنڈ سے دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دینے لگی۔

نقاب پوش نے تیزی سے جولیا کی پسلیوں میں ٹھوکر مارنے کی کوشش کی مگر جولیا نے پھرتی سے اس کا پاؤں دونوں ہاتھوں میں لے کر جھٹکے سے کھینچ لیا۔ نقاب پوش زمین پر آ گرا اور اس کے منہ سے تیز کراہ نکلی۔ جولیا بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر نقاب پوش پر فائر کر دیا جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نقاب پوش ہلکی سی چیخ کے ساتھ دوبارہ زمین پر جا گرا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔

"بس۔ اب حرکت کی تو کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا"۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا"...... نقاب پوش نے اپنی ٹانگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے غرا کر کہا۔

"اس کا خون کڑوا ہے، مت پینا۔ میرا میٹھا خون حاضر ہے"۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹیں قریب آتے ہی عمران کی بوکھلاہٹ آمیز آواز سنائی دی۔ جولیا نے ایک لمحے کے لئے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو عمران کے ساتھ میجر پرمود کو آتے دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ ٹھیک اسی لمحے نقاب پوش یکدم اپنی جگہ سے اچھل کر جولیا سے آ ٹکرایا اور جولیا لڑکھڑاتی ہوئی دیوار سے جا لگی مگر اس نے فوراً ہی سنبھل کر نقاب پوش پر فائر کر دیا جس کے نتیجے

میں نقاب پوش کی داہنی ران میں سوراخ ہو گیا جو زمین سے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نقاب پوش کے حلق سے کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔

"بس۔ ایک گولی کی میرے لئے بھی گنجائش رکھنا ہرکولیس کی ہمشیرہ"...... عمران نے قریب آ کر رکتے ہوئے کہا تو جولیا نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کر لیا جبکہ میجر پرمود نے اپنا مشین پسٹل نقاب پوش پر تان لیا تھا۔

"کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے ایک گولی کہی تھی تم نے پورا ریوالور دے دیا"...... عمران نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آزادی مبارک ہو میجر پرمود"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریوالور جھکا لیا۔

"مبارک کیسی۔ اس نے تو ابھی شادی ہی نہیں کی"...... عمران نے جلدی سے کہا تو جولیا اسے غصے سے گھورنے لگی۔

"میجر صاحب۔ آپ کو صحیح و سلامت دیکھ کر بہت مسرت ہو رہی ہے"...... خاور نے میجر پرمود سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولاقوۃ۔ نقاب اتار کر ملو۔ میجر پرمود کو کیسے پتہ چلے کہ وہ خاور سے مل رہا ہے یا اپنی خالہ سے"...... عمران نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ کون ہے عمران صاحب"...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

"یہ مارشل ڈربن ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی نقاب اتار دیں عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر کسی نے نظر لگا دی تو تم ذمہ دار ہو گے"۔ عمران نے کہا اور چہرے سے نقاب اتار دیا۔

"مس جولیا۔ آپ نے زبردست کارنامہ سرانجام دیا ہے"۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا۔

"تھینک یو میجر۔ میں نے اچانک ہی اسے دیوار سے نیچے گرتے دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ مارشل ڈربن ہی ہے اس لئے میں نے اسے فرار نہیں ہونے دیا"...... جولیا نے بھی اپنا نقاب اتارتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تو یہ اندھیرے میں ڈبو کر بھاگ نکلا تھا"...... تنویر نے کہا۔

"تمہاری قسمت میں نہیں تھا کہ تم اسے مارتے ورنہ تم نے تو اس پر موت کا دہانہ کھول دیا تھا اور میں نے بھی اس پر فائر کیا تھا مگر یہ میرے فائر کرنے سے پہلے ہی دروازے سے نکل کر دیوار کی آڑ میں ہو چکا تھا"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ اس کے اور ساتھی تو نہیں ہیں اندر"...... میجر پرمود نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں میجر صاحب۔ ہم دونوں جس کمرے میں گئے تھے وہاں ایک لاش دروازے پر اور دو اندر موجود تھی جبکہ ایک کی گردن ٹوٹی

ہوئی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''اس کمرے میں مجھے قید کیا گیا تھا اور بے ہوشی کے دوران بھی زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا تھا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اوہ۔ زنجیروں سے کتوں کو باندھ کر رکھا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کو کاٹ نہ لیں''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس نے تو میرے لئے ایک سپیشل پنجرہ بھی بنوا لیا تھا جو آج رات یہاں لایا جائے گا''...... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پنجرہ۔ ارے اتنا ظالم ہے یہ۔ کیا اس نے تمہیں طوطا بنا کر اس پنجرے میں بند کرنا تھا''...... عمران نے کہا اور یکدم مشین گن کا رخ نقاب پوش مارشل ڈربن کی طرف کر دیا لیکن مارشل ڈربن ساکت پڑا تھا۔

''اوہ۔ یہ مر گیا ہے''...... میجر پرمود نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بے ہوش لگ رہا ہے۔ دونوں زخموں سے خون نکل رہا ہے''...... عمران نے جھک کر مارشل ڈربن کے چہرے سے نقاب اتارتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو ایکریمین ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے فون پر اس کی آواز سن کر ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ ایکریمین ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''صفدر اور خاور تم دونوں جا کر عقبی چٹانوں میں بے ہوش پڑے

ہارڈی کو ختم کر آؤ''...... عمران نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اور براؤن کا کیا کرنا ہے۔ اسے بھی تم بے ہوش کر آئے تھے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اسے بے ہوش رہنے دو۔ میں نے اس کی جان بخشی کا وعدہ کیا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ نعمانی کو آوازیں دینے لگا۔

''شکر ہے آپ زندہ سلامت ہیں میجر صاحب''...... چند لمحوں بعد نعمانی نے قریب آ کر کہا۔

''ارے آہستہ بولو۔ کافرستان کے فلمسازوں نے سن لیا تو وہ فلم میجر صاحب بنا ڈالیں گے''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''اس نام سے وہ پہلے ہی فلم بنا چکے ہیں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بڑے چغل خور ہیں ظالم۔ انہوں نے پہلے ہی فلم بنا ڈالی میجر پرمود پر''...... عمران نے کہا۔

''چغل خور نہیں نقل خور''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم نے درست کہا ہے کیونکہ تمہیں امتحانوں میں بھی نقل کرنے کی عادت تھی''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ یہ جزیرہ کس ملک میں واقع ہے''...... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

''اوہ۔ کیا انہوں نے تمہیں یہ بھی نہیں بتایا''...... عمران نے

چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ہوش میں آئے صرف ایک گھنٹہ گزرا ہے اور صرف مارشل ڈربن نے ہی مجھے ایک کمرے میں طلب کر کے گفتگو کی تھی جس میں میرے اغوا کی وجہ بتا کر اپنی انتقامی کارروائی شروع کرنے کے بارے میں بتانے کے علاوہ آپ لوگوں کی ہلاکت کے متعلق بھی بتایا تھا“..... میجر پرمود نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا اغوا کرنے کے بعد آپ کو پہلی بار ہوش میں لایا گیا ہے“..... جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں۔ دراصل مارشل ڈربن آپ لوگوں کا خاتمہ کرنے کے بعد مجھ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جب اسے اس کے کسی ساتھی نے رپورٹ دی کہ اس نے آپ لوگوں کی لانچ کو غرق کر دیا ہے تو پھر مجھے ہوش میں لایا گیا۔ یہ مجھ سے اپنے بھائی اور بھابھی کا انتقام لینا چاہتا تھا“..... میجر پرمود نے بے ہوش پڑے مارشل ڈربن کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم نے اس کی بھابھی کو کیوں اغوا کیا تھا۔ کیا وہ تمثیلہ سے زیادہ خوبصورت تھی“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ کیسی باتیں کر رہے ہو تم۔ کیا میں تمہیں ایسا لگتا ہوں“..... میجر پرمود نے کہا۔

”نہیں لگتے نا۔ اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ آج تک تم نے میری ہونے والی بیگم کو بھابھی سمجھ کر پیار سے بھی کبھی نہیں دیکھا تو

مارشل ڈربن کی بھابھی میں آخر ایسی کیا خوبی تھی جس نے تمہیں مجرم بننے اور مارشل ڈربن کو انتقام لینے پر مجبور کر دیا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ پوری بات سنے بغیر ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ اصل میں اس کا بھائی ٹونی کینڈل فلوریڈا میں میرے ہاتھوں مارا گیا تھا اور اس کی بیوی اور ماں بقول مارشل ڈربن اس کی موت کے صدمے سے مر گئی تھی“..... میجر پرمود نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو یہ چکر تھا۔ مگر تم نے اس کے بھائی کو کس جرم میں ہلاک کیا تھا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”مارشل ڈربن کا بڑا بھائی بلیک پول نامی تنظیم کا سربراہ تھا جو مختلف ملکوں کے دفاعی راز چوری کر کے ان کے مخالف ملکوں کو بھاری معاوضہ پر فروخت کرتی تھی۔ اس وقت مارشل ڈربن بلیک پول کا ڈپٹی چیف تھا۔ اس کی تنظیم نے ہمارے ایٹمی پروگرام کی ایک ٹاپ سیکرٹ فائل چوری کی اور میں فوری طور پر ان لوگوں کا کھوج لگاتا ہوا فلوریڈا تک جا پہنچا تھا جہاں زبردست مقابلے میں بلیک پول کا چیف ٹونی کینڈل ہلاک ہو گیا اور ڈپٹی چیف مارشل ڈربن فرار ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ایکریمیا میں سے یہاں آ کر نیا ہیڈ کوارٹر اور نئی تنظیم بنائی جس کا نام ریڈ سٹارم رکھنے کے بعد اسلحہ کی اسمگلنگ شروع کر دی اور اپنی تنظیم کو مضبوط کرتا رہا مگر آپ لوگوں نے اس تنظیم کا خاتمہ کر ڈالا“..... میجر پرمود نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ ہم تو تمہیں آزاد کرانے کے لئے فلپائن آئے تھے لیکن تم نے پہلے ہی خود آزاد ہو کر ہمارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا یہ جزیرہ فلپائن میں ہے''...... میجر پرمود نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تو کیا یہ قطب شمالی کا جزیرہ لگ رہا ہے تمہیں''...... عمران نے کہا تو میجر پرمود سمیت سب ہنسنے لگے۔

''قطب شمالی میں جزیرے نہیں ہیں عمران صاحب''...... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران پلٹ کر اسے گھورنے لگا۔

''تمہیں کیا معلوم۔ کیا تم کبھی قطب شمالی گئے ہو''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کم از کم دو مرتبہ تو جا چکا ہوں''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کو کوڈ کیمپ والی مہم یاد نہیں ہے''...... تنویر نے نعمانی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''سائبیریا والی مہم میں بھی تو ہم نے انتہائی جان لیوا لمحات گزارے تھے''...... نعمانی نے کہا اور اسی لمحے صفدر اور خاور واپس آ گئے۔ صفدر نے عمران کو بتایا کہ وہ بارڈی کی کنپٹی میں گولی اتار آیا ہے۔

''میرا خیال ہے کہ ساحل پر بھی مارشل ڈربن کا کوئی ساتھی موجود نہیں ہے۔ جو تھے وہ سب مارے جا چکے ہیں اس لئے اب یہاں سے کوچ کرنا چاہئے تاکہ شام تک بندرگاہ تک پہنچ جائیں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تو کیا عمارت کی تلاشی نہیں لیں گے آپ''...... نعمانی نے پوچھا۔

''تلاشی لے کر کیا کرنا ہے۔ ہم یہاں صرف میجر پرمود کے لئے آئے تھے۔ پاور ہاؤس میں صرف اسمگلنگ کا مال ہو گا اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی یقیناً مرنے والا ہے''...... عمران نے مارشل ڈربن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو آخری سانسیں لے رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

''بہرحال۔ ہمیں پاور ہاؤس کو سلامت نہیں چھوڑنا چاہئے تاکہ کسی دوسرے مجرم گروہ کے کام نہ آ سکے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اوکے۔ تنویر تم نعمانی کے ساتھ جاؤ اور کنٹرول روم سمیت مختلف جگہوں پر ٹائم بم فٹ کر دو۔ میں اتنے میں لولی پاپ کے لانچ ڈرائیور کو کال کر کے ساحل کی طرف بلواتا ہوں''...... عمران نے تنویر سے کہا۔

''اوہ۔ یہ لولی پاپ کون ہے''...... میجر پرمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

''وہی جو تم بچپن میں چوستے رہے ہو''...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے جبکہ تنویر اور نعمانی پاور ہاؤس کے گیٹ کی طرف چل دیئے۔ عمران نے جیب سے موبائل فون نکال کر

اس پر لانچ ڈرائیور سے رابطہ قائم کیا اور اسے مغربی ساحل کی طرف آنے کی ہدایت کر کے فون آف کر دیا۔ اتنے میں تنویر اور نعمانی بھی واپس آ گئے اور پھر وہ سب ساحل کی طرف چل دیے۔ دو بلند چٹانوں کے درمیان سے گزر کر وہ ساحل پر پہنچے ہی تھے کہ عقب میں پے در پے دھماکے ہونے لگے۔ انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو پاور ہاؤس کی عمارت فنا ہو چکی تھی۔ ساحل پر کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ البتہ وہاں ایک لوڈر گاڑی اور ایک بڑا اسٹیمر دکھائی دے رہا تھا جو خالی تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ کو کیسے پتہ چلا تھا میرے اغوا کا''۔ میجر پرمود نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''انہوں نے ہی بتایا تھا جنہیں تم سوگوار چھوڑ آئے تھے۔ باقی تفصیل تمہیں سفر کے دوران بتاؤں گا کہ تمہاری منگیتر تمثیلہ پر کیا گزری اور وہ تمہارے غم میں کیسے روتی اور آنسوؤں سے کپڑے دھوتی رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساحل کے قریب موجود لولی پاپ کی لانچ کی طرف دیکھنے لگا۔

ختم شد

... ڈائجسٹ، بچوں کی کہانیاں، عمران ڈائجسٹ
0301-7283296
آشیانہ بک لائبریری
گلی ... محمد طارق ...